بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِینَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں سخت ہیں اوپر کفار کے رحم دل ہیں آپس میں، تو دیکھتا ہے انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے، تلاش کرتے ہیں فضل اللہ کا اور رضامندی

اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم (حدیث)

"میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں پس ان میں سے تم جس کی تابعداری کرو گے ہدایت پاؤ گے"

مقامِ صحابہؓ

شیعہ مذہب کی کتب کی روشنی میں

مؤلف

حکیم فیض عالم صدیقی

ناشر

مکتبہ فیض القرآن محلہ مستریاں جہلم

مقام صحابہ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۲ء میں طبع ہوا۔ اور چند ماہ میں نایاب ہوگیا جلد ہی احباب
کی جانب سے دوسرے ایڈیشن کے لئے تقاضے شروع ہوگئے۔ خیال تھا کہ بترمیم واضافہ
کا دوسرا ایڈیشن طبع کرایا جائیگا۔ مگر ترمیم واضافہ تو دور کی بات رہی اصل صورت میں بھی دوسرے
ایڈیشن کی طباعت کا انتظام نہ ہوسکا۔ اس عرصہ میں شہادت ذوالنورین،
کے دو ایڈیشن یکے بعد دیگرے صدیقہ کائنات، امیر المومنین، امیر مروان بن الحکم، مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲/۳
کے فوائد عزنویہ پر ایک نظر، اہل حدیث ہی حقیقی معنوں میں اہل سنت والجماعت ہیں۔ سلطان ٹیپو شہید
سیدنا حسن بن علی، سرزمین پاک راجوری، خلافت راشدہ، سادات بنی امیہ، اسلام
میں یزید نام کے اکابرین طبع ہوئیں جن میں سے ۲، ۴، اور ۷ حکومت نے ضبط کرلیں۔ اور
سب سے اہم ترین یہ کہ سیدنا حسین کا اپنے موقف سے رجوع اور سیدنا ابن زبیر کا خروج کے
سلسلہ میں ۱۶ - ایم پی او کے تحت خوشاب پولیس نے گرفتار کرکے شاہ پور جیل میں بند
کردیا۔ چونکہ مقدمہ ابھی تک زیر سماعت ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ کہنا غیر قانونی بات
ہے۔ البتہ نمبر ۲-۴-۷ کی ضبطی کے متعلق میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ ان میں ملک و قوم
یا کسی غیر مسلم کی دل آزاری کی کونسی بات تھی جس کی وجہ سے یہ نزلہ گرا۔ صدیقہ کائنات قیامت
تک کہ تمام مومنوں کی ماں ہیں۔ سیدنا حسن بن علی تمام اہل اسلام کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ فوائد عزنویہ
پر ایک نظر میں چند تاریخی کذب بیانیوں کا انکشاف تھا۔ آخر ایسا ہوا کیوں ؟

جب خوب غور کیا تو یہی نظر آیا کہ وہ گروہ آج تک اسلام خلاف برسر پیکار ہے
جس کے ایک نمائندے نے سیدنا فاروق اعظم کو خاک وخون میں تڑپایا تھا۔ جس گروہ
کے چند بد باطن افراد نے حضور خاتم المعصومین کے دوسرے داماد، اسلام کے محسن اعظم
سیدنا ذوالنورین کو کم وبیش دو ماہ قصر خلافت میں محصور رکھ کر عین تلاوت قرآن کرتے
ہوئے ۸۴ سال کی عمر میں ذبح کیا تھا۔ جس گروہ کے منچلے سیدنا علی کو مدینۃ النبی سے
نکال کر کوفے لے گئے اور وہاں پہنچکر جب انہیں اپنے ڈھب کا نہ پایا تو انہیں بھی نوک
شمشیر پہ رکھ لیا۔ مگر اس پر بھی صبر نہ آیا تو سیدنا حسن کو زخمی کیا ان کے نیچے سے جا نماز
کھینچ لی ان کی خادمہ کی خلخال اتار لیں اور وہ بہت مشکل جان بچا کر سیدنا امیر معاویہ کی پناہ میں

مدینہ پہنچکر گوشہ نشین ہوگئے۔ مگر وہ لوگ تو اس بات پر ادھار کھائے بیٹھے تھے کہ ہم کسی صورت میں
مسلمانوں کو امن وچین سے جینے نہیں دیں گے۔ مگر سیاست معاویہ کے سامنے ان کی نہ
چل سکی اور وقت کے انتظار میں رہے جب سیدنا معاویہ بھی داصل بحق ہوگئے اور چون
لاکھ مربعہ میل کی اسلامی سلطنت کی ذمہ داری کا بوجھ امیر یزید کے کندھوں پر پڑا تو اس گروہ
کے جو لوگ سیاست معاویہ کے سامنے بے بس ہوکر کونوں کھدروں میں چھپے بیٹھے تھے بھیڑیوں
کی طرح باہر آگئے۔ انہوں نے کوفہ کو اپنا مرکز بنا کر حضور اکرم کے نواسے سیدنا حسین کو گھیرنے
کے داؤ شروع کردیئے۔ سیدنا حسین امیر یزید کی خلافت کے ابتدائی ایام میں مدینہ سے مکہ پہنچ گئے
تھے۔ یاور مکہ میں کوفی وفود اور خطوط کا تانتا بندھ گیا۔ حتیٰ کہ آنجناب حج سے فارغ ہوتے ہی عازم
کوفہ ہوئے۔ اس وقت مکہ میں صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی۔ اور چون لاکھ مربعہ میل پر پھیلا
ہوئی اسلامی سٹیٹ میں سینکڑوں صحابہ کرام زندہ تھے۔ جن میں سے اڑھائی سو کے نام اسماء
الرجال اور تاریخی کتب میں نظر آتے ہیں۔ ان میں سے تمام جلیل القدر صحابہ کرام نے آنجناب کو
سفر کوفہ سے منع کیا جن میں آپ کے بہنوئی سیدہ زینب کے شوہر سیدنا عبداللہ بن جعفر
آنجناب کے چچا سیدنا عبداللہ بن عباس چند منازل تک روکنے کے لئے ہمراہ رہے۔ مکہ کے
گورنر سے امن نامہ لکھوا کر پیش کیا گیا کہ مگر کوفی وفد نے ان کی ایک نہ چلنے دی حتیٰ کہ روکنے والے
تمام جلیل القدر صحابہ کرام اور تابعین مایوس ہوکر مکہ لوٹ گئے۔ اس سے پہلے آنجناب اپنے چچازاد
مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیج چکے تھے۔ مکہ سے کوفہ تیس منزل کے فاصلہ پر ہے، ۱۷، ذوالحج ثعلبیہ کے
مقام، سترھویں منزل پر سیدنا مسلم کے قتل کی خبر ملنے پر آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا۔ جلاء العیون
جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ - ۲۶۴، عمدۃ الطالب ۱۷۹، مقاتل الطالبین صفحہ ۱۱۰ ناسخ التواریخ
کتاب دوم جلد ۶ صفحہ ۲۱۶، جلاء العیون اردو جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ سطر ۱۵/۱۶، ایضاً ص ۱۶۲ سطر
مقتل ابی مخنف، طبری جلد ۶ ص ۲۲۵/۲۲۰، ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۲۲ پر یہ تمام تفصیلات موجود
ہیں کہ آپ نے ثعلبیہ کے مقام سے واپسی کا ارادہ فرمایا تھا۔ مگر عقیل کی اولاد کی ضد اور کوفیوں کی
سازش کے سامنے آنجناب اپنے ارادہ پر عمل نہ کرسکے۔ مگر القرعا کے مقام سے کہ ابھی کوفہ چند منازل
کے فاصلہ پر تھا۔ آنجناب نے دمشق کا ارادہ کرکے کوفہ کا راستہ چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ۹ محرم کو

کربلا کے مقام پر پہنچ گئے۔ حر پہلے ہی آپ کے ہمراہ تھا وہاں عمر بن سعد جو رشتہ میں آپ کے ماموں تھے سرکاری فوج کے ہمراہ پہنچ گئے۔ آنجناب نے جناب ابن سعد کے سامنے تین شرائط پیش کیں۔ مجھے واپس جانے دو۔ مجھے سرحد کی طرف نکل جانے دو۔ مجھے یزید کے پاس جانے دو وہ میرے چچا کا بیٹا ہے میرے متعلق وہ خود فیصلہ کرے گا۔ بعض روایات میں یہ کلمات ہیں کہ میں اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں۔

کوفیوں کو ان ہر سہ صورتوں میں اپنی موت نظر آتی تھی۔ انہوں نے آنجناب اور ان کے ساتھیوں کو شہید کردیا۔ اس ہنگامہ میں جناب ابن سعد کا لشکر پہنچ گیا اور کوفیوں کو بھی واصل جہنم کردیا۔

اب اس گروہ کے ہاتھ میں ایک ہتھیار آگیا۔ کہ حسینؓ کا قاتل یزید ہے۔ اور اس بات کو اس طرح بتکرار دوہرانا شروع کردیا کہ اصل حقیقت کتابوں میں دفن ہو کر رہ گئی۔ اور ساتھ ہی اس گروہ نے اوسطاً ہر چار سال کے بعد ایک فاطمی کو گھیر کر خلافت موقوعہ کے خروج کرانے شروع کردیئے۔ تاریخ دسیر میں ان خروج کرنے والوں کی تعداد ۶۵ سے زائد ہے جن میں ایسے بدکردار بھی تھے جنہوں نے خانہ کعبہ کے پردے تک اتار لیے۔ کعبہ کا دفنی خزانہ لوٹ لیا۔ قاضیٔ مکہ کے لڑکے سے بدفعلی کی۔ مسجد نبوی میں شراب نوشی اور بدکاری تک کے ارتکاب کیے حتی کہ خلافت عباسیہ کے زمانہ میں اس گروہ میں سے تین بھائی بغداد پر قابض ہو گئے جو تاریخوں میں آل بویہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے مساجد میں علی الاعلان سبِّ صحابہ کے کتبے لگوائے۔ محرم میں ماتم اور تعزیہ بازیاں شروع کیں۔

اسی گروہ کے ایک فرد ابن علقمہ نے عباسی خلافت کے زمانہ میں وزارتِ عظمیٰ کا منصب حاصل کیا اور اپنے ہم مسلک نصیرالدین طوسی کے ذریعے ہلاکو خان سے بغداد میں قتلِ عام کرایا۔ اسی گروہ کے چند منچلے کمال مصر میں حکمرانی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اور فاطمیین مصر کے نام سے ایک عرصہ تک عالم اسلام کے لئے بلائے بے درمان بنے رہے۔ اسی گروہ کے چند مٹھیار اودھ کی وزارت حاصل کرکے نواب بن گئے۔ انہی کی سازش سے نادر شاہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور دلی کا قتلِ عام ہوا۔ سلطان ٹیپو کو انہی نے شہید کرا کے ہندوستان میں انگریزی

حکومت کا رستہ صاف کیا۔ صادق دکنی اور جعفر بنگالی اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے ایران کے اسماعیل صفوی نے ساٹھ ہزار تخریب کار مملکت اسلامیہ میں پھیلائے۔ مگر خلیفۂ اسلام کو بروقت علم ہوگیا۔ اور ایک ہی رات میں سب کو قتل کرادیا۔ اسی گروہ کی سازش سے تیمور نے اس وقت بایزید یلدرم پر حملہ کیا جب وہ نصف سے زیادہ یورپ فتح کر چکا تھا۔ اسی گروہ کی ایک شاخ کے فرد نے حجرِ اسود اکھیڑا اور اپنے دارالحکومت میں لے گیا۔ اسی گروہ کی ایک شاخ ایک صدی سے زیادہ مدت عالم اسلام کے لئے بلائے بے درمان بنی رہی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اور سلطان محمود غزنوی پر بارہا ان لوگوں نے چھپ کر حملے کئے۔

ماضی قریب میں لکھنؤ میں شیعہ سُنی فسادات ہوئے تو ان لوگوں نے بھارت کی مسلم کش جماعت سیوک سنگھ سے گٹھ جوڑ کرکے سنیوں کے خلاف ایک محاذ بنایا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں چھمب جوڑیاں کے محاذ پر جب تک ایک قادیانی کمانڈر اختر ملک کے ہاتھ میں جنگ کی باگ ڈور رہی مسلمان کشمیر کی شاہ رگ اکھنور کی دیواروں تلے پہنچ گئے۔ مگر اختر حسین کو ہٹا کر اسی گروہ کے ایک فرد موسیٰ خان اپنے گروہ کے دوسرے فرد یحییٰ خان کو محاذ کی کمان سونپی تو جو ہوا قوم کے سامنے ہے۔

پاکستان کے دو ٹکڑے کیسے ہوئے؟ یہ ڈھکی چھپی باتیں نہیں۔ اسی گروہ کے ایک فرد کے ہاتھ میں ایران کا اقتدار آیا تو ملک بھر سے تمام سنی بلوچوں، عربوں اور کردوں کو چن چن کر ختم کیا گیا۔ اور آخر میں یہ نعرہ لگایا گیا کہ جو کام محمد رسول اللہ نہیں کر سکے وہ مہدی کرے گا۔ اور دوسرا نعرہ لگایا جو انٹرنیشنل ہیرلڈ ٹریبون پیرس میں شائع ہوا اور پاکستان کے اکثر اخبارات نے اُسے دوبارہ شائع کیا جس میں کہا گیا کہ تمام عالم اسلام میں گھس جاؤ۔ اور جس قدر تباہی و بربادی کر سکتے ہو اس میں کوئی کسر نہ چھوڑو۔

مقام صحابہؓ کی تالیف کا مقصد یہ تھا کہ ان لوگوں کی بعض کتب کے اقتباسات سے انہیں بتایا جائے کہ صحابۂ رسولؐ کا مقام کیا ہے۔ مگر ان لوگوں کے سامنے حق بیانی پتھر میں جونک لگانے کے مترادف ہے۔ جہاں یہ لوگ اقلیت میں ہوتے وہاں مروّت

رواداری اور محبت کا ورد الاپتے ہیں اور جہاں اکثریت میں ہوتے وہاں مسلمانوں کے خلاف بھیڑیئے بن جاتے ہیں۔ اور چند دنوں سے انہوں نے چند سنی مولویوں کو خرید کر مسلمانوں میں تفرقہ اور انتشار پھیلانے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ معلوم ہوا ان سنی مولویوں کو اچھا خاصہ آذوقہ ان لوگوں کی بارگاہ سے حاصل ہوا ہے۔ اور اب انھیں صحیح العقیدہ مسلمان خارجی نظر آرہے ہیں۔

فیض عالم۔ ۳۔ رمضان ۱۴۰۲ھ جامع اہل حدیث

مقام صحابہ

صفحہ ۵۵ سیدنا معاویہؓ سے پہلے۔ اغیار کی ایک دسیسہ کاری ملاحظہ ہو کہ سیدہ رقیۃ الزہرا کے بیٹے سیدنا عبداللہ کا نام ۲۴۱ ہجری تک کی تمام تالیفات میں سیدنا عبداللہؓ بن سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے مرغ کی ٹھونگ سے مرنے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ سب سے [illegible] ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ ہجری کو ملا۔ اور وہ اپنی تالیف المعارف میں یہ افسانہ لائے۔

امام نووی، معین الدین ندوی، ابن کثیر، امام ابن تیمیہ، امام مرزبانی نے اپنی کسی تالیف میں عبداللہ بن سیدہ رقیۃ الزہرا کی مرغ کی ٹھونگ سے مرنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

بخلاف اس کے مشہور مستشرق ٹری برمنگھم اپنی تالیف اسلام ان ایتھوپیا میں لکھتے ہیں کہ ایتھوپیا میں جبارتی نام کا ایک نہایت معزز قبیلہ موجود ہے۔ جو اپنے آپ کو سیدنا عبداللہ بن سیدہ رقیہ کی اولاد سے بیان کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۵۱ مطبع آکسفورڈ ۱۹۵۲) عبدالقادر خان نے اردو ڈائجسٹ کے ایک شمارہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مشہور شیعہ مورخ مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری اپنی تالیف مروج الذہب کے صفحہ ۳۴۱ میں لکھتا ہے عبداللہ الاصغر اذا کان من السن ستا و سبعین عاما فنقر دیک عینیہ فکان ذلک سبب موتہ عبداللہ اصغر کی آنکھوں میں جبکہ ان کی عمر ۷۶ سال تھی مرغ نے ٹھونگ ماری اور وہ مر گیا۔

مسعودی آگے چل کر لکھتا ہے۔ وکان عبداللہ الاکبر یلقب بالمطرف لجمالہ وحسنہ

وکان کثیر الزوج وکثیر الطلاق (ایضاً) عبداللہ اکبر جو مطرف کے نام سے مشہور تھے نہایت خوبصورت تھے۔ وہ بہت نکاح کرنے والے اور کثرت سے طلاقیں دینے والے تھے۔ مسعودی نے سیدنا ذوالنورینؓ کے عبداللہ نامی دونوں بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ لوگ جو سیدنا عبداللہ کی وفات مرغ کی ٹھونگ سے چھ سال کی عمر میں بیان کرتے ہیں جو چھ سال نہیں بلکہ ۷۶ سال ہے۔ اس مقام پر قابل غور بات یہ ہے کہ کیا ۷۶ سال کی عمر تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ تفصیل کے لئے میری تالیف سادات بنی رقیہؓ کا مطالعہ کیجئے۔ بالائی ہزارہ، مظفر آباد۔ آزاد کشمیر اور ضلع بارہ مولا۔ مقبوضہ کشمیر میں اس لاکھوں رقوی سادات موجود ہیں۔ یہ وہی صورت ہے جو صدیقہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی عمر بوقت نکاح چھ سال بیان کی گئی ہے، یعنی ۱۶ سال کے چھ سال بنا دیئے۔ حضرت ام المومنین کی عمر شریف بوقت نکاح کے متعلق اب بیسیوں کتب میں تکرار ذکر ہو رہا ہے۔ آج سے چند سال پہلے جب راقم آثم نے اپنی تالیف صدیقہ کائناتؓ میں حضرت ام المومنینؓ کی عمر کا ذکر کیا تو "بزعم خویش معروف معنوں میں" علماء اکرام، فقیہہ شہر گریبان و آستین آلود ہو کر جھپٹ پڑے۔

تعارف: مولانا حکیم فیض عالم صدیقی کئی ایک بلند پایہ کتابوں کے مصنف ہونے کے باعث علمی اور تحقیقی میدان میں ایک خلوص مقام رکھتے ہیں [illegible] شہرت حاصل کر چکے ہیں ان کی مطبوعہ اور زیر تدوین کتاب مقام صحابہؓ پر نقد و تبصرہ تو صاحب بصیرت علماء کرام ہی کر سکیں گے مجاز ہیں البتہ ہم عصر ہونے کی حیثیت سے میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ بعض تنگ خیال اور جنگ نزاع اہل تشیع کے کارہائے نمایاں کے گمنام گوشے میں سہانے اور اچھوتے انداز سے موصوف نے اجاگر کئے ہیں یہ کسب میں ہوتا تو کاتمہ قوم کے ایک نامور مفکر اور مورخ کے اس قول کے مطابق کہ میں رومی وحشیوں کے ذکر سے تاریخ کو اس لئے آلودہ نہیں کرنا چاہتا تاکہ آئندہ نسلیں اثرات بد سے محفوظ رہیں اور ان کی انسانیت کش فعال کو زندہ رکھنے کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہ ہو۔

موصوف ایک دینی اور متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اس خود رو پھول کی طرح پروان چڑھے جو کسی ویرانہ جنگل میں جنم لیتا ہے راجوری جیسی سنگلاخ اور پتھریلی سرزمین میں جہاں دینی اور دنیاوی تعلیم پایۂ تکمیل کی تمام راہیں مسدود تھیں علمی پیاس بجھانے کے لئے پنجاب میں آئے اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل ہو کر جب وطن مالوف راجوری مقبوضہ کشمیر میں واپس گئے تو عنفوان شباب کا آغاز ہو چکا تھا۔ آواز میں بلا کا سوز و گداز تھا جب تلاوت قرآن مثنوی مولانا روم اور حضرت اقبالؒ کے شعر پڑھتے تو خزاں رسیدہ طبیعتوں میں بہار نو کا سماں عود کر آتا تحریک آزادی کشمیر میں [illegible] اُن محدود ساتھیوں میں سے تھے جنہوں نے قلعہ گڑھ شاہی کے ایوانوں کو لرزہ براندام کیا تھا۔ جبکہ اس [illegible] دور میں کوئی مرد مومن ہی کلمۂ حق بلند کر سکتا تھا۔ کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند ۔۔۔ الغرض ع

دل کو تڑپ باقی ہے ابتک گرمیٔ محفل کی یاد + جل چکا حاصل مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد ۔۔۔۔ اس میں کلام نہیں کہ سرزمین راجور نے اچھے اچھے ہنرمند صاحب بصیرت اور باذوق انسان پیدا کئے جو اپنے اپنے مقام پر شہرت دوام حاصل کر چکے ہیں لیکن یہ امر واقع ہے کہ تصنیف و تالیف کے مقام میں موصوف تنہا نظر آتے ہیں جنہوں نے ایک سنجیدہ اور ماہر نفسیات کی حیثیت سے نقد و نظر اور تدریس کی پرخار وادی میں بغیر کسی منفعت دنیاوی کے قدم رکھا ہے، طبیعت میں ایک باغیرت انا، استغنا حد اعتدال سے کچھ ماسوا ہے۔ جسے بدلے ہوئے حالات میں رسائی کی گنجائش نہیں میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں سے بہرہ مند نہیں ہو سکے۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن وہ چراغ اپنا جلا رہا ہے + وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ ۔۔۔ ہمیں فخر ہے کہ مولانا فیض عالم راجوروی اپنے ملک اور وطن کی آبرو ہیں۔ دعا ہے خالق کائنات ان کی ان دینی، ملی اور پرخلوص خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور قارئین کرام موصوف کی گرانقدر تصنیفات سے فیض عام حاصل کر سکیں آمین۔

اخلاص مند

مرزا فقیر محمد راجوروی ۔ جہلم ۱۱/۴/۲۵

مقام صحابہؓ

تبصرہ از قلم حضرت مولانا عبدالرشید صاحب حنیف

—— تالیف جناب علامہ حکیم فیض عالم صدیقی ——

سرزمین پاک و ہند میں شیعیت یا روافض کی تردید میں سینکڑوں اصحاب علم و فضل نے اپنی اپنی بساط علم کے مطابق کام کیا۔ مگر ان تمام کتب کا اگر بنظر غور مطالعہ کیا جائے تو انہیں وقتی تقاضوں کے تحت گو قبول عام حاصل ہوا مگر مستقل ضروریات کے نقطہ نگاہ سے انہیں وہ مقام نہ مل سکا جس کی اصل ضرورت تھی یعنی بعض نے ۔

۱۔ اپنی کتب سے اپنے مسلک کی تائید میں دلائل و نظائر پیش کئے جنہیں اپنوں نے پڑھ کر اپنا ایمان تو تازہ کئے مگر فریق مخالف نے انہیں درخور اعتنا نہ سمجھا۔

۲۔ بعض نے اختلافی امورات پر سیر حاصل خامہ فرسائی کی مگر تاریخ سے عدم واقفیت کی بنا پر ہر قسم کے ذہنوں کو اپیل نہ کر سکے۔

۳۔ بعض نے اپنے علم و فضل کے بل بوتے پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں تالیف کیں مگر شیعیت کی تاریخ کو ان کے عقائد سے تطبیق نہ دے سکے نتیجۃً قاری کے لئے ذہنی تشنگی بدستور موجود رہی۔ بعض نے شیعی عقائد سے پردہ تو اٹھایا مگر ان عقائد کا لہٗ و ما علیہ پر کما حقہٗ روشنی نہ ڈال سکے۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے علامہ سید محمود احمد عباسیؒ المتوفی ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ء کو جنہوں نے شیعیت کے سلسلہ میں تطہیر تاریخ کا بیج بو کر خلافت معاویہؓ و یزید پیش کر کے علمی دنیا کو چونکا دیا اور ہر شخص ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگا ۔ کہ یہی حقیقت تو یہی ہے جو عباسی صاحب نے بیان کی اور تاریخیں بھی اس پر شاہد ہیں مگر اس کے باوجود تاریخ کے یہ گوشے نظروں سے کیوں اوجھل کئے گئے۔ خلافت معاویہؓ و یزید کے بعد تحقیق مزید اور حقیقت خلافت و ملوکیت[1] کے بعد علامہ مرحومؒ تحقیق الانساب و تاریخ امروہہ، حقیقت قوم کمبوہ، تذکرہ خلافت، تحقیق مزید، تحقیق سید و سادات، تبصرہ محمودی بر ہفوات مودودی، وقائع امام ربانی، حقیقت خلافت و ملوکیت، مبسوط مقدمہ وقائع دلپذیر، مقدمہ بر قیام امام حسین، مقدمہ مقتل ابی مخنف، تنقید بر نہج البلاغۃ رمی وغیرہ وغیرہ لکھ کر امام التاریخ کہلائے مگر شیعی عقائد کی طرف آپ نے توجہ نہ فرمائی۔

---

[1] خلافت و ملوکیت کے مصنف نے بالکل شیعی نقطہ نگاہ کی ترجمانی کی ہے، اگر عباسی مرحوم حقیقت خلافت و ملوکیت نہ لکھتے تو خلافت و ملوکیت شیعوں کے ہاتھوں میں ایک معقول ہتھیار تھمانے کے مترادف تھا۔

دورِ ثانی :- عباسی صاحب کی زندگی کے آخری ایام میں ہی ثانی عباسی "علامہ حکیم فیض عالم صدیقی" جو واقعی علم و عمل کے لحاظ سے صدیقی ہیں تطہیرِ تاریخ کے ساتھ قرآن و سنت کی روشنی میں تبلیغی انداز سے اپنی صداقت کی قلم کی تیز رفتاری سے میدانِ صداقت میں "اختلافِ اُمت کا المیہ" حصہ اول پیش فرما کر اہلِ علم سے تمغۂ صداقت حاصل کیا۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے جس فاضلانہ انداز میں تاریخی شواہد و نظائر کی روشنی میں اہلسنت کے اندرونی اختلافات کا نقشہ پیش کیا اس پر سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے عمر ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ابھی حصہ اول اصحابِ علم و فضل کی مجالس میں حیرانی کی نظروں سے دیکھا جا رہا تھا کہ اس کی جلد ثانی "حقیقت مذہب شیعہ" ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ گئی یہ حقیقت ہے کہ حقیقت مذہب شیعہ نے پوری دنیائے حقیقت میں ایک انقلابی مقام پیدا کیا تاریخِ شیعیت کا پس منظر اس کی ابتداء او عہد بعہد ترقی کے ساتھ تبرا اور دیگر بدعات کے سرچشمہ کے علاوہ شیعیت کے تخریبی حربے اور شیعہ حکمرانوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس تالیف کو بعض اربابِ علم و فضل نے شیعیت کا انسائیکلو پیڈیا کہا بعض نے شیعیت پر اسے حرفِ آخر قرار دیا۔ اور لطف یہ کہ تمام کتاب کا مواد شیعی تاریخوں، تفسیروں، حدیثوں اور دیگر شیعی کتب سے فراہم کیا گیا۔ شیعیت کا یہ انسائیکلو پیڈیا ابھی دست بدست دیگراں گرداں تھا کہ بنات رسول کے سلسلہ میں ایک شیعہ ڈاکٹر کے سوال پر مکتوب مفتوح طبع ہو کر ملک کے طول و عرض میں پہنچ گیا جس کے جواب میں شیعہ علماء کی سے جو جوابات موصول ہوئے معہ جواب الجواب طبع ہو کر صاحبانِ بصیرت اور اربابِ انصاف کے لئے سرمۂ بصیرت

۱۔ افسوس کہ مرزا یوسف حسین صاحب کا رسالہ بنتِ رسول بہت بعد میں طبع ہوا ورنہ اسے بھی شاملِ اشاعت کیا جاتا۔

مرزا صاحب نے اپنی روایاتی لفظی کھچڑی اور صغرے کبرے کی بھانت بھانت سے بڑی گھاٹیاں عبور کی ہیں اصول کافی کی روایات سے گریز کی راہیں تلاش کرتے ہوئے لکھتے ہیں "عین ممکن ہے کہ حکومت کے ڈر سے اس میں باب التاریخ کا اضافہ کر کے اس کے (اہلسنت) مسلمات درج کر دئیے ہوں۔ ص۱۰۵ سطر ۱۶ مرزا صاحب یہاں آپ نے امام کا یہ ارشاد دگوں کر کے الکافی کفایت لشیعتنا تحفۃ العوام کے حوالہ کے جواب میں لکھتے ہیں۔ رہا یہ کہ انہیں بنت رسول اللہ حالانکہ یہاں بنات چاہیئے تھا) کیوں لکھا تو وہ بالکل درست ہے کہ وہ حضور کی پروردہ بیٹیاں تھیں ص۱۱۲ سطر ۹۔ سبحان اللہ کیا کہنے اس استدلال کے

(باقی ص۵ پر)

حیات القلوب مجلسی کے حوالہ کے جواب میں لکھتے ہیں "علامہ مجلسی کا یہ عقیدہ ہے انہیں چاہیئے کہ مراۃ العقول میں علامہ مجلسی کا عقیدہ اور آخری فیصلہ پڑھ کر اپنی عقلوں کا ماتم کریں۔ ص۱۱۶ سطر ۱۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

نہج البلاغۃ کے حوالہ کے جواب میں لکھتے ہیں "وہ اس کے بعد آپ نے جو کچھ فرمایا وہ آپ کا کلام نہیں ص۱۱۷ سطر ۳ دیکھئے یہاں نہج البلاغۃ سے ہی منکر ہو گئے۔ نور اللہ شوستری کے حوالہ کے جواب میں لکھتے ہیں "کہ اگر نبی نے دختر عثمانؓ کو دی تو علیؓ نے بھی عمرؓ کو دی مگر نبی نے عثمانؓ کو دختر دی تھی نہ علیؓ نے عمرؓ کو" ص۱۱۸ سطر ۱۹ کیا عجیب استدلال ہے

خیر یہ تو ہوئیں مرزا صاحب کی علمی قلابازیاں مگر اس کتابچہ میں آپ نے قرآن مجید کی جتنی آیات لکھی ہیں سب غلط لکھی ہیں۔ ایک بار مرزا صاحب نے اس قسم کا قرآن لکھنے کا دعویٰ کیا تھا شاید یہ اسی قرآن کی آیات ہوں۔

اللہ کا قرآن	مرزا صاحب کا قرآن
ویطھرکم تطھیرا	ولیطھرکم تطھیرا ص۱۰۳ سطر ۱۶
قل تعالوا ندع	فلندع ص۱۰۳ سطر ۹
لعنت اللہ	لعنۃ اللہ ″
آزر	آذر ص۱۰۶ سطر ۱۴
زوجنکھا	زوّجنا کھا ص۱۰۸ سطر ۱۸
ولا تنکحوا المشرکین	ولا ان تنکحوا المشرکین ابداً ص۱۰۹ سطر آخرہ
لیخزجکم	یخرجکم ص۱۱۱ سطر ۷
اولئک	اولئک ص۱۱۱ سطر ۱۷، ۱۹
فجعلہ نسباً وصھراً	جعلہ نسباً وصھراً ص۱۱۸ سطر ۱
بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم	بل فعلہ کبیرھم فاسئلوھم ص۱۱۸ سطر ۱۲
اعطینٰک	اعطیناک ص۱۲۲ سطر ۱۸
قل لازواجک	قل لا واجک ص۱۲۶ سطر ۱۴
واولئک ھم المھتدون	واولئک ھم المفلحون ص۱۱
اذ قال لبنیہ ما تعبدون	اذ قال لبنیہ یا بنی ما تعبدون ص۱۱
ما کان محمد	وما کان محمد

([illegible] قرآنی آیات میں غلطیاں)

اب خود اندازہ لگا لیجئے کہ جس علامہ کے چھوٹی تصنیف کے ۱۲۸ صفحات کے کتابچہ میں صرف قرآنی آیات کی اس قدر غلطیاں ہیں اس کی تحقیق معلوم؟ کتابچہ کے سو صفحات پر حضرت سیدہؓ اور حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہؓ اور سیدنا علیؓ کے فضائل ہیں جو تقریباً اہلسنت والجماعت کی کتب سے لکھے گئے اور ان سے کسی مسلمان کو انکار نہیں مگر متنازعہ مسئلہ صرف ۲۸ صفحات پر لکھا گیا ہے جس کا نمونہ شروع حاشیہ میں پیش کر دیا گیا ہے مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذرانۂ عقیدت

———— ایک ذرّہ ناچیز کا

———— کا شانۂ نبوت کے پروردہ

ایک ذرہ ناچیز کا کاشانۂ نبوت کے پروردہ، مہبطِ وحی کے تربیت یافتہ، سیدۃ النساءؓ کے شوہر، نبی کریم کے چچا زاد اور داماد، ولید اور عمرو بن عبدود کے قاتل، شجاعت کے پیکر، علم کے مینار، علم و عرفان کے چراغ، معدنِ کرم، منبعِ فیض، اسلام کے فدائی، سابقونِ کے مخلص، صادق محبّ اور سچے مشیر، ایمان و یقین کی چٹان، صبر و استقلال کے البرز عفّت و عصمت کے مجسمہ مظہرِ جلالِ کبریا یعنی سیدنا علیؓ کے حضور میں!

علیؓ! تو عظیم تھا، کائنات کا ذرہ ذرہ تیری عظمت، بزرگی، تقدس، پارسائی، علم و فضل اور ایثار و اخلاص پر شاہد ہے۔

علیؓ! تو عظیم تھا اور قیامت تک تیری عظمت پر سورج کی آتشیں کرنیں، چاند کی تابانی، ستاروں کی درخشانی زمین کی روئیدگی گواہی دیتی رہے گی۔

چشمِ فلک نے دیکھا اور ہم نے سُنا کہ وفاتِ النبیؐ تک بھوک اور فاقہ سے تیرے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں مگر تیرے نعرہ کی صدائے بازگشت آج بھی ہمارے کانوں سے ٹکرا رہی ہے ———— ع کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ صدیق اکبرؓ کی خلافت سے عثمانؓ غنی کی شہادت تک پوری ربع صدی تو کروڑوں مسلمانوں کا مخلص بہی خواہ اور صادق مشیر رہا۔ اور ان کی آنکھوں کا تارا۔ اصحابِ ثلاثہؓ نے تیرے قدموں میں مال و دولت کے انبار لگا دیئے اور تو نہایت اطمینان اور فارغ البالی کی فضا میں کروڑوں فرزندانِ توحید کے دلوں کی دھڑکن بنا رہا۔

مگر افسوس صد افسوس! کس قدر ستم ظریف تھے وہ لمحات جب تُو نے قاتلینِ عثمانؓ

اور ساتھ ہی واقعہ کربلا شیعہ مذہب کی کتب سے مرتب کر کے طبع کرایا گیا گو یہ کتابچہ صرف ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے مگر قوم کے لئے ایک تحفۂ نادرہ ہے اور اس کا ہر اہلسنت والجماعت کے مبلغ کے پاس ہونا اشد ضروری ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب "مقامِ صحابہؓ" کا مواد بھی فاضل مرتب نے شیعہ مذہب کی کتب سے فراہم کیا ہے۔

کتاب کے تین باب ہیں۔ پہلے باب میں شیعہ مذہب کی امہات الکتب سے خلفاءِ ثلاثہؓ کے خصوصًا اور جمیع صحابہ کرامؓ کے عمومًا فضائل کا استنباط کیا گیا ہے کاش کہ شیعہ حضرات تعصب، تنگ نظری اور ہٹ دھرمی کی فضا سے نکل کر اپنے بزرگوں کے ان ارشادات پر عمل کریں تو مناقشات کی فضا یک لخت مواخات میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

دوسرے باب میں شیعہ مذہب کے اُن گھٹیا قسم کے مصنفین کی کتب سے وہ روح فرسا اور جسم و جان پر کپکپی طاری کر دینے والے حوالہ جات قلمبند کئے گئے ہیں جن کا تصور تک بھی ایک سلیم الطبع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ نقلِ کفر کفر نہ باشد کے مصداق اس باب کا مطالعہ بڑے حوصلے اور صبر کا کام ہے مگر فاضل مؤلف نے چند ایسے نظائر کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ جن لوگوں کی خدنگ فگنی سے ان کے مزعومہ آئمہ بھی نہ بچے ہوں صحابہ کرامؓ کی شان میں انکی دشنام طرازی کا کیا گلہ ــ تیسرے باب میں سیدنا علی اور اصحابِ ثلاثہؓ کے تعلقات آپکی خلافت اور آپکے شیعوں کے متعلق چند اشارات کئے گئے ہیں۔ فاضل مؤلف نے جس انداز سے شیعہ مذہب کی متضاد روایات کا احاطہ کر کے یہ بتایا ہے کہ شیعہ مذہب میں کوئی دو شخص بھی کسی ایک بات پر متفق نہیں۔ یہ اسی مجاہدِ حق کا کارنامہ ہے۔

(آہنی اعصاب): تصنیف و تالیف کے میدان میں علامہ موصوف آہنی اعصاب اور فولادی طاقت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کی قوتِ ایمانی اور قلمی تاثیر میں استقلال اور عزم بخشے اور قوم کو توفیق دے کہ اس عالمِ جلیل کی مجاہدانہ خدمات کو قوم و ملت کے سامنے متاعِ عزیز کی حیثیت سے نشر کرے۔

ادارہ نشرِ علومِ اسلامی سمن آباد جھنگ صدر کو علامہ موصوف کی تالیفات شائع کرنے پر فخر ہے۔ قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہت جلدی علامہ موصوف کی زیرِ طبع کتب حقیقی تحریک، عترتِ رسول ﷺ و بھنور اسلامی تصوف کی طباعت کی توفیق عطا فرمائیں۔

عبدالرشید حنیف

سمن آباد جھنگ صدر

۶ ۱۱/۷۴

کے فریب میں آکر ان پر اعتماد کر لیا۔ کتنا مبارک وجود تھا سیدنا حسنؓ کا جنھوں نے معاویہؓ کی خلافت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور معاویہؓ بیس سال تک نہایت سطوت وجبروت سے سریر آرائے خلافت رہے اور اس بیعت کا سال آج تک تاریخوں میں عام الجماعتہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور کتنے نامبارک اور منحوس وجود تھے اشتر نخعی اور غافقی بن حرب وغیرہ کے جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر کے گویا آپ کے سر پہ کانٹوں کا تاج رکھدیا ہزاروں فرزندانِ توحید خاک و خون میں تڑپ گئے۔ اور پھر انہی بیعت کرنے والوں میں سے ہزاروں نے آپ کو رُو در رُو کافر تک کہنے سے گریز نہ کیا۔ اور ہزاروں نے آپ کو مقامِ الوہیت پر لا بٹھایا اور آپ چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان آکر پستے رہے۔ گویا آپ کا یہ چہار سالہ دورِ خلافت آپ کی زندگی کا عظیم المیہ تھا۔ آپ اپنے ان دوست نما دشمنوں کو سمجھاتے رہے، پکارتے رہے، للکارتے رہے، انہیں صراطِ مستقیم کی طرف بلاتے رہے، تلوار چلاتے رہے، پچھڑے، گرے، سنبھلے اور پھر للکارا مگر افسوس کہ ان پر کوئی اثر نہ ہوا، روئے چیخے، چلائے، گڑگڑائے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بلکہ جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارا مقصد یعنی دین کی تخریب کا منصوبہ مکمل ہو گیا ہے تو جس طرح انہوں نے فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ کو شہید کیا تھا آپ کو بھی شہید کر دیا۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

علیؓ تجھ پر اور تیرے پیشرووں پر لاکھوں درود وسلام !

نیض عالم صدیقی

۲۵ر رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

بحالتِ اعتکاف جامع اہلحدیث محلہ ستریاں جہلم

منظور ہے گذارش احوال واقعی

اس وقت دنیا میں کم وبیش ستر کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ جن میں سے زیادہ سے زیادہ پانچ کروڑ شیعہ ہوں گے ان میں سے کم وبیش ایک کروڑ اسماعیلی، باطنی اور قرمطی ہوں گے۔ کم وبیش نصف کروڑ زیدیہ ہوں گے اور ساڑھے تین کروڑ امامیہ اثنا عشریہ ہوں گے۔ اور آگے چل کر یہ بھی مختلف شاخوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یہ سب کے سب اپنے وضع کردہ اصولاتِ دین توحید، رسالت، امامت، عدالت اور قیامت کے متعلق بھی متفق الخیال نہیں۔ ہاں ایک بات میں ضرور متفق ہیں اور وہ ہے سبِّ صحابہؓ۔

آج تقیہ کی آڑ میں اکثر شیعہ جہلا سُنیوں کو ورغلانے کے لئے یہ کہہ کر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم تو صحابہ کرامؓ کو بُرا نہیں کہتے۔ مگر یہ سب جھوٹ اور کذب کا لبادہ اوڑھ کر کہتے ہیں۔ سبِّ صحابہؓ کے سلسلہ میں راقم الحروف کا رسالہ "ہفواتِ شیعہ" الگ طبع ہو رہا ہے۔ ضمناً اس کتاب میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض شیعہ تو تبرّا کو اصولاتِ دین میں شمار کرتے ہیں۔ مگر ان کے اس دعوے کے پیچھے کوئی نص نہیں، کوئی روایت نہیں۔ ان کے مزعومہ آئمہ میں سے کوئی ان کے اس عقیدہ کا مدعی نہیں گذرا۔ بلکہ جہاں تک سیدنا علیؓ کے خطبات، شیعوں کی صحاح اربعہ ان کی تاریخیں اور دیگر مستند مذہبی کتب کا تعلق ہے سب میں خلافتِ اصحابِ ثلاثہؓ کو خلافتِ حقہ کہا گیا ہے۔ حیرانی اس بات کی ہے کہ آج ان لوگوں کی مجالس و محافل میں جو سبّ وشتم، کذب وافتراء، بہتان اور دروغ بیانیوں سے کام لیا جاتا ہے ان کا منبع اور سرچشمہ کونسا ہے؟

تاریخ عالم گواہ ہے کہ ان تبرائی قسم کے شیعوں کو جہاں بھی چند سال حکومت کرنے کا موقعہ ملا انہوں نے جی بھر کر مسلمانوں کو لوٹا۔ قتلِ عام کیا۔ ان کی بہو بیٹیاں

چھینیں۔کعبہ کو لوٹا۔مسجد نبوی میں قتلِ عام کیا۔لواطت تک سے گریز نہ کیا۔مسجدیں ویران کر کے امام باڑے تعمیر کرائے۔ ماتم اور تعزیہ میں جبراً سُنیوں کو شامل کیا علی الاعلان سبِّ صحابہؓ کو رواج دیا۔ اذان میں کلمات بڑھائے۔قرآن کو غلط قرار دیا۔فدک اور قرطاس جیسے صاف واقعات کو غلط رنگ دے کر عوام کو گمراہ کیا اُمہات المؤمنینؓ کی مطہر و مقدس ذاتوں پر بہتان تراشیاں کیں نبیؐ کی اولاد کا انکار کیا۔بعض مخبلوں نے اپنی الوہیت تک کا نعرہ بلند کیا۔فاطمہؓ اور علیؓ کی شادیوں کے سوانگ رچائے، اچھوت اور اچھوتیوں کی اصطلاحیں وضع کر کے انہیں عملی جامے پہنائے۔جبراً لوگوں کو شیعہ بنایا۔سنتِ رسولؐ کا مضحکہ اُڑایا۔اللہ کو جھوٹ بولنے والا قرار دیا۔اپنے مزعومہ آئمہ کو رب کہا غرضیکہ ایسی کوئی بات باقی نہ چھوڑی جو برائی کی فہرست میں شامل ہو سکتی تھی۔بارہویں امام کو کبھی ۲۰۰ ہجری میں پیدا کیا کبھی ۲۶۰ھ میں اور آخر لا محدود مدت تک کے لئے کھلا چھوڑ کر یہ قید لگا دی کہ جب تک صحیح العقیدہ ۳۱۳ مومن پیدا نہیں ہوں گے امام غائب ظہور نہیں فرمائیں گے۔ گویا جُرم شیعوں کا اور سزا امام کو۔

مزید یہ کہ شیعہ مذہب میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جس پر ان کے کوئی دو مفسّر یا محدّث متفق ہو سکے ہوں۔ بلکہ اکثر ان کی مستند کتب کا یہ حال ہے کہ ایک ہی کتاب میں ایک واقعہ کی کئی مختلف شکلیں موجود ہیں۔

نبی کی چار بیٹیوں کا اقرار کرنے والے بھی شیعہ اور سوائے ایک کے باقی کے وجود کے منکر بھی شیعہ۔سیدہ اُم کلثوم کے حضرت عمرؓ سے نکاح کے قائل بھی شیعہ اور اس نکاح پر اول فرج غصب منا کی پھبتی کسنے والے بھی شیعہ۔ اسے جنیّہ کہنے والے بھی شیعہ اور اُم کلثومؓ بنتِ علیؓ کو ام کلثومؓ بنتِ ابوبکرؓ کہنے والے بھی شیعہ۔کربلا میں پانی کی موجودگی کے قائل بھی شیعہ اور سیدنا حسینؓ کی پیاس کی فرضی داستانوں کے خالق بھی شیعہ،کربلا کو سرسبز و شاداب قطعہ ارضی کہنے والے بھی شیعہ اور اسے ریگزار کہنے والے بھی شیعہ۔اذان میں "اشہد ان علیّ

ولی اللہ کہنے والے بھی شیعہ۔اور مشہور محدث مصنف من لا یحضرہ الفقیہ جیسے اسے کفر کہنے والے بھی شیعہ۔غرضیکہ ایسے اختلافات سے شیعہ مذہب کی کتب بھری پڑی ہیں۔میں نے یہ چند واقعات نہایت رقت بھرے جذبات سے یہاں محض اس لئے قلمبند کئے ہیں کہ شیعہ اصحاب چند لمحات کے لئے تعصب اور عناد کی فضا سے نکل کر انصاف کی فضا میں جائزہ لے کر دیکھیں کہ آیا جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں یا کر رہے ہیں درست ہے ؟

میرے دوستو! اب آپ سیدنا ابوبکرؓ سے منصبِ خلافت چھین کر سیدنا علیؓ کے حوالے کرنے سے رہے وہ تو جو ہونا تھا ہو چکا۔اور وہی ہوا جو روزِ الست سے علم الٰہی میں تھا۔اور تقدیر کے قلم سے لکھا جا چکا تھا۔اب آپ کیوں خواہ مخواہ ہر بات کا تاریک پہلو سامنے لانے کے لئے عمریں اور متاعِ ایمان برباد کر رہے ہیں۔

میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت آپ میں تین قسم کے لوگ ہیں، ایک وہ جو آج تک مجوس اور یہود کے گٹھ جوڑ کے پس منظر سے آگاہ ہیں اور اُن کی تیار کردہ ٹیکنیک کی روشنی میں دین اسلام کی تخریب میں لگے ہوئے ہیں دوسرے وہ جو اس مذہب کو ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کا سبب جان کر اپنی کشتیٔ حیات کو رواں دواں رکھے ہوئے ہیں۔ اور تیسرا گروہ ان عوام کا ہے جو "حب اہل بیت" کے نعرہ سے مست ہو کر اپنی سادہ لوحی، کم علمی اور کم عقلی کی وجہ سے اس مذہب کے والہ و شیدا ہیں۔ مذہب کو سچ سمجھ کر اس پر چلنے والا گروہ اصل میں یہی تیسرا گروہ ہے۔ مگر اول الذکر کے ساحرانہ انداز ایسے ہیں کہ انہوں نے ان لوگوں سے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں سلب کر رکھی ہیں۔

میرا روئے سخن خصوصی طور پر آخر الذکر دو گروہوں سے ہے اور میں نہایت دردمندانہ طور پر ان کے جذبات سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ:-

"میرے دوستو! ہم نے ایک دن ضرور مرنا ہے ۔ ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ سمجھ بوجھ اور عقل دے رکھی ہے ۔ اس سے کام لیجئے اور اس کتاب میں شیعہ مذہب کی کتب سے جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اس پر عمل کر کے غارت گرانِ دین وایمان سے اپنا دامن بچایئے "

دنیائے شیعیت اپنے اندر ان گنت پہلو رکھتی ہے ۔ مگر میں ا[س] وقت صحابہ کرامؓ کے متعلق ان کی مستند کتب سے مدح صحابہؓ اور سبِّ صحا[بہ] کے صرف دو پہلو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مدح صحابہؓ میں ان کی تمام امہات الکتب سے اگر حوالجات استنباط کیا جائے تو اس کے لئے کئی ضخیم جلدوں کی ضرورت ہے ۔ اس[ی] طرح اگر ان کی گھٹیا قسم کی کتب سے سبِّ صحابہؓ اور ذم صحابہؓ کے متع[لق] استنباط کیا جائے تو اس کے لئے بھی عمر

اک عمر چاہیئے تیری زلف کے سر ہونے تک

ایک طرف یہ لوگ صحابہؓ کرام کو کائناتِ ارضی کی مقدس، پاکیزہ، مطہر اور ا[علیٰ] ترین مخلوق کہتے ہیں ۔ اور دوسری طرف ہر برائی ان کے تھوپتے جا رہے ہیں۔

اب سخن دریں والا معاملہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو پاکیزہ ترین انسان کہنے میں آپ کے مزعومہ آئمہ، مفسرین، محدثین اور مجتہدین کا ایک کثیر گروہ اور ان ستودہ صفات بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کے پاس ا[یک] امام، کسی مفسر، کسی محدث اور کسی مجتہد کا کوئی مستند حوالہ نہیں تو نتیجہ صاف ظا[ہر ہے] کہ کلام الٰہی، سیدنا علیؓ کے ارشادات، دیگر آئمہ کے فرمودات، صحاح اربعہ کی ر[وایات] اور دیگر امہات الکتب کی روایات کے مقابلہ میں قائلینِ سبِّ صحابہؓ اس دنیا کی کذا[ب] ارذل ترین مخلوق میں محسوب نہیں کئے جائیں گے۔ فلیتنافس المتنافسون

فیض عالم صدیقی

شیعہ مذہب کے ستّر پہلو ہیں

شیعہ مذہب کو مذہب کہنا ایک مغالطہ ہے ایک دھوکا ہے ایک فریب ہے، ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے ۔ آج اس بھری دنیا میں سینکڑوں مذاہب [...]ی، یہود ہیں، ہنود ہیں، عیسائی ہیں، پارسی ہیں، بدھ مت کے پیرو ہیں [...]ی ہیں اور پھر یہ مذاہب کئی شاخوں میں بٹ کر اپنے اپنے طور پر الگ الگ [مذہ]ب کی صورت میں اس وقت دنیا میں موجود ہیں ۔ مگر سوائے شیعوں کے مذاہب [...]م کی تمام کتب کو کھنگال ڈالئے آپ کو کسی اصولی یا فروعی مسئلہ میں ان کے ہاں [...] اختلاف نہیں ملے گا ۔ مگر شیعہ مذہب ہی وہ واحد عجوبہ ہے جس میں ہر بات [کے] ستّر پہلو ہیں ۔ اگر ان کی کسی کتاب سے کسی بات کا جواب دیا جائے تو بجائے حق قبول [کر]نے کے اس کے متضاد روایات کی آڑ ڈھونڈھنی شروع کر دیں گے یا سرے سے [انکا]ر کر دیں گے کہ ہم اس کتاب کو نہیں مانتے ۔ یا اہل سنت کی کتب سے صغرائے کبرائے [چھا]نٹنے شروع کر دیں گے ۔ قبولِ حق کی استطاعت یا توفیق سے اللہ تعالےٰ نے [ا]نہیں اس روز محروم کر دیا تھا جس روز انہوں نے فاروقِ اعظمؓ کو شہید کیا ۔ ذوالنورینؓ [کو خ]اک و خون میں تڑپایا اور آخر میں سیدنا علیؓ کو شہید کر کے حسینؓ کو بلا کر بے کسی [و] بے بسی کی حالت میں شہید کیا ۔ ہر جھوٹ سے گریز کی راہیں تلاش کرنے کے لئے [انہ]وں نے اپنے آئمہ کو بھی نہ بخشا ۔ ملاحظہ ہو :-

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال [...]لا تکلم علی سبعین وجھاً لی کلھا المخرج [ا]یضاً عن ابی بصیر قال سمعت اباعبد اللہ [علی]ہ السلام یقول انی لا تکلم بالکلمۃ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بیشک میں ستّر پہلو رکھ کر بات کرتا ہوں ہر پہلو سے نکل جانے کا موقعہ رہتا ہے

ابو بصیر سے بھی روایت ہے کہ میں نے امام

الواحد ثلاثة۔ تحا سبعون وجهاً
ان شئت اخذت كذا وان شئت
اخذت كذا۔
(اساس الاصول مصنفہ دیدار علی شیعہ مجتہد صفحہ ۶۵)

جعفر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ میں جب
کلام کرتا ہوں تو اس میں ستر پہلو رکھ دیتا
چاہوں تو اس پہلو کو اختیار کر لوں اور چاہ
اس پہلو کو لے لوں۔

ایک صدیق اکبرؓ کو والذی جاء بالصدق وصدق بہ کا مصداق کہتا ہے، دو
کہتا ہے وہ جبت تھا، ایک فاروق اعظمؓ کو عادل اور خلیفہ حق کہتا ہے اور دوسرا ک
ہے وہ طاغوت تھا۔ ایک آپ کو سیدنا علیؓ کا داماد تسلیم کرتا ہے اور دوسرا اول
غصب فدا کی پھبتی اُڑاتا نظر آتا ہے۔ ایک سیدنا ذوالنورینؓ کو نبیؐ کا داماد اور علیؓ
کہتا ہے دوسرا کہتا ہے وہ لید کرنے والا تھا۔ ایک کہتا ہے نبی کی چار بیٹیاں تھیں
کہتا ہے نہیں صرف ایک بیٹی تھی۔ ایک کہتا ہے کربلا ایک سرسبز و شاداب قط
تھا اور دس محرم صبح سیدنا حسینؓ نے نور لگایا اور غسل کیا دوسرا کہتا ہے کربلا ا
چٹیل میدان تھا اور اس میدان میں آپ تین روز و شب کے پیاسے شہید ہو
ایک کہتا ہے علیؓ نجف میں مدفون ہیں۔ دوسرا روضہ نبوی میں بیان کرتا ہے تیسرا
نامعلوم مقام بتاتا ہے اور چوتھا کہتا ہے آپ کی جگہ شیطان قتل ہوا تھا آ
زندہ اُٹھا لئے گئے تھے۔ تو بتلائیں کہ نجف میں دفن کون صاحب ہیں؟ شیعو
کتب کہتی ہیں علیؓ اور حسینؓ کے قاتل شیعہ تھے ان کے ذاکر کہتے ہیں وہ سُنی
ان کی کتب میں لکھا ہے حسنؓ نے اپنے شیعوں سے تنگ آ کر حقِ خلافت معا
کے سپرد کر دیا مگر یہ کہتے ہیں انہوں نے تقیہ سے ایسا کیا تھا۔ خلیفہ وہ خود تھے
پھر آگے چل کر ایک شخص امامت کا تاج ایک کے سر پر دھرتا ہے دوسرا دوسرے
سر پر تیسرا تیسرے کے سر پر اور امامت والے سر بڑھتے بڑھتے سینکڑ وا
پہنچ جاتے ہیں ایک متعہ کو تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب گردانتا ہے اور دو

۱؎: جس میں شیعہ مذہب کے کربلا سے متعلق تمام جھوٹے واقعات کی طرف نشاندہی کی
تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کی تالیف "واقعۂ کربلا"۔ ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ

اس سے نفرت کرتا ہے۔ غرضیکہ ان تضادات کی فہرست اتنی طویل ہے کہ جس کا استیعاب ہی ممکن نہیں۔ بطور مشتے نمونہ از خروارے میں صرف اصحابِ ثلاثہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے متعلق ان کے چند متضاد نظریات پیش کرتا ہوں۔

شیعہ مذہب میں کوئی چیز قابلِ اعتبار نہیں

قرآن نزدِ امام غائب۔ کتب حدیث ناقابلِ اعتبار۔ مجتہدین کے اقوال مات الفقہاء مات الفتوے، آپ سے اگر کوئی بات کرنا چاہے تو کس چیز کو سامنے رکھ کر کرے۔ آپ کے نزدیک اہل سنت کی تمام کتب سرے سے ہی ناقابلِ اعتبار ہیں۔ اب اگر آپ کی کتب سے آپ کے مزعومہ عقائد کے خلاف کوئی قول پیش کیا جائے تو وہ مستند نہیں اور قابلِ حجت نہیں تو آخر کسی بات کو صاف کرنے کے لئے کیا چیز آپ کے سامنے پیش کی جائے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا نکاح سیدہ اُمِ کلثومؓ بنتِ علیؓ سے ہوا اور آپ کی تقریباً تمام اُمہات الکتب اس بات پر شاہد ہیں۔ مگر آپ کہتے ہیں، یہ قطعاً غلط ہے۔ آپ کو اہل سنت کی کسی کتب اور عبارت کے بین السطور میں کوئی معمولی سی بات نظر آ جائے تو آپ اس پر طوفان کھڑا کر دیتے ہیں۔۱؎

۱؎ بنات الرسولؐ کے مکتوب مفتوح کے جواب میں چار مہینے کے بعد مشہور شیعہ محقق مرزا یوسف حسین کا میانوالی سے ایک خط ۱۹۶۵ء کا لکھا ہوا موصول ہوا جس میں سیدنا علیؓ کے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کے متعلق شاہ عبدالحق کی ایک تالیف سے یہ عبارت نقل کی گئی کہ جب نبی علیہ السلام نے یہ سُن کر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا کہ فاطمہ میری پارۂ تن ہے جس نے اُسے ستایا اس نے مجھے آزار دیا تو علیؓ نے معذرت کرتے ہوئے کہا یارسول اللہ میں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا یہ افواہ کسی دشمن نے پھیلائی ہے۔ ان الفاظ پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کے مرنے کے بعد لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ دشمن کون تھے۔ میں نے مرزا صاحب کو ان کی اس تحقیق انیق کا اسی روز جواب لکھ دیا تھا۔ تا ایندم جواب الجواب سے محروم ہوں۔ چند سال ہوئے کسی کے پاس بنت رسولؐ دیکھی۔ اس کا تذکرہ دوسری جگہ ہو چکا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۶ پر)

آیتِ استخلاف

اگر کوئی سُنی عالم شیعوں کی کسی دکھتی رگ مثلاً بنات الرسولؐ، سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وغیرہ پر انگلی رکھے تو یہ لوگ مختلف قسم کی تاویلات کی گھاٹیاں پاٹتے پاٹتے آیت استخلاف کی طرف آجاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اتنی عقل بھی نہیں کہ یہ آیت سراسر ان کے اس دعوے کے خلاف جاتی ہے جو انہوں نے وصایت اور خلافت بلا فصل کے ضمن میں تراش رکھی ہے [۱]۔

---

[۱]:۔ وصایت اور خلافت بلا فصل کے عقیدہ کا خالق عبداللہ بن سبا یہودی تھا اور شیعہ مذہب کی تمام مستند کتب اس کی شاہد ہیں۔ آج شیعیت کی دنیا سے یہ آواز بھی کہیں کہیں سے پیدا ہو رہی ہے کہ عبداللہ بن سبا ایک فرضی شخصیت تھی۔ یہ لوگ ایک سچی بات کو جھوٹ ثابت کرنے کے لئے ایک جھوٹ تراشتے ہیں اور پھر اس جھوٹ اور کذب کو چھپانے کے لئے جھوٹوں پر جھوٹ باندھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ کوئی ایک بات بھی ان کے مذہب میں ایسی نہیں جس کی درجنوں شکلیں اور بیسیوں رنگ اور سینکڑوں صورتیں نہ ہوں۔

اب سنیے عبداللہ بن سبا کے متعلق حضرت جعفر (صادق) کا ارشاد۔

ابان بن عثمان کہتے ہیں میں نے ابو عبداللہ (حضرت جعفر صادقؒ) سے سنا فرماتے تھے اللہ کی لعنت ہو ابن سبا پر اس نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے پروردگار ہونے کا دعویٰ کیا۔ اللہ کی قسم امیر المومنین تو اللہ کے فرمانبردار بندے تھے۔ اس شخص کے لئے ہلاکت ہو جس نے ہم پر جھوٹ باندھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم آئمہ اہل بیت ایسے کذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتے جو ہمارے ذمہ جھوٹ لگاتا رہتا ہے۔ اور ہم پر افترا کر کے ہماری سچی باتوں کو بھی لوگوں کے ہاں ساقط الاعتبار بنا دیتا ہے۔ علامہ کشی فرماتے ہیں اہل علم کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ اسلام لا کر حضرت علیؓ سے محبت کرنے لگا وہ اپنے زمانہ یہودیت میں بھی حضرت یوشعؑ بن نون کے بارے میں "وصی موسیٰ" ہونے کا غلو کی وجہ سے عقیدہ رکھتا تھا۔ تو اس نے اسلام لا کر رسول اللہؐ کی وفات کے بعد (باقی اگلے صفحہ پر دیکھئے)

صفحہ ۱۵ کا حاشیہ:۔ یہاں صرف اس قدر بتانا مطلوب ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ ایسے کونے کھدرے تلاش کرنے کے عذاب میں مبتلا ہیں جہاں سے انہیں صحابہ کرامؓ کے متعلق کوئی معمولی سی بات بھی پیدا ہوتی نظر آئے فافہم فتدبر:۔ بنات الرسول کے جواب میں مولوی محمد بشیر انصاری، مولوی اسماعیل مدرس آل محمد والے ظہور الحسن کوثری کے جوابات عنقریب معہ محاکمہ طبع ہو رہے ہیں۔

اہلسنت کی تفسیروں سے حوالہ جات شیعوں کے نزدیک معتبر نہیں اس لئے یہاں صرف اہل تشیع کی تفاسیر سے چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ملا فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر خلاصۃ المنہج میں آیت استخلاف کی تفسیر کے تحت اس کے شان نزول کے متعلق لکھتے ہیں۔

فقراء مہاجرینؓ مدینہ میں ہجرت کے بعد انصار کے مکانات میں پناہ گزین ہوئے اور قریش مکہ عرب کے اکثر قبائل کے ہمراہ جو مکہ اور یثرب میں رہتے تھے مسلمانوں کے خلاف جنگ پر متفق تھے۔ روزانہ دن رات دھمکی آمیز پیغامات بھیجتے اور فتنہ انگیزی کی باتیں کرتے۔ مہاجرین بیشتر اوقات مسلح رہتے اور خطر و خوف سے وقت گزارتے ایک دن آپس میں کہنے لگے کہ آیا ایسا وقت آئے گا کہ ہم اپنے آپ کو مطمئن دیکھیں گے اور خوشحالی سے بیٹھیں گے اس پر آیت وَعَدَ اللّٰہُ الذین امنوا الخ نازل ہوئی

(جلد ۴ صفحہ ۱۴۰)

آگے چل کر ملا صاحب لکھتے ہیں:۔

لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ ایشاں را خلیفہ خواہد گرداند در زمین کفار از عرب و عجم مِن قَبلِهِم پیش از ایشاں یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر و شام بدیشاں داد	ان کو عرب عجم کی سرزمین کفار میں خلیفہ بنائیگا جیسے خلیفے بنائے پہلے ان سے یعنی بنی اسرائیل کے۔ کہ جابر لوگوں کی ہلاکت کے بعد شام اور مصر کی زمین ان کو دی حتیٰ کہ انہوں نے اس میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶:۔ حضرت علیؓ کے وصی ہونے کا ایسا ہی عقیدہ بیان کیا۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے امامت علیؓ کے فرض ہونے کا قول مشہور کیا اور آپ کے (بزعم خود) دشمنوں سے برات کی، اور مخالفین کی ہتک کر کے انہیں کافر کہا۔ یہیں سے مخالفین شیعہ کہتے ہیں کہ شیعیت اور رفض کی بنیاد یہودیت سے لی گئی ہے۔ (رجال کشی صفحہ ۱۰۰)

عبداللہ بن سبا کی تعلیم سے ایک جماعت نے حضرت علیؓ کو حاجت روا، مشکل کشا اور رب دالہ مانا۔ ان کے سترہ سرغنوں کو آپ نے زندہ جلا دیا (رجال کشی، شیعہ رجال حنفہ ابو عمر محمد کشی) مستشرقین کی تالیفات میں سے دیکھئے عبرت نامہ اندلس) اور ابو حنیفہ دینوری طبری، ابن اثیر، ابن خلدون، ابن کثیر تمام مورخین نے انہیں صفحوں میں ذکر کیا ہے)

بعد از ہلاکت جبابرہ تا تصرف کردند آں چنانکہ تصرف ملوک در ممالک خود در اندک زمانے حق تعالےٰ بوعدہ مومناں وفا نمودہ جزائرہ دیار کسریٰ وبلاد روم بدیشاں ارزانی فرمود (خلاصۃ المنہج ج ۱ ص ۱۴۰)

ایسا تصرف کیا جیسے بادشاہ اپنے ممالک میں کرتے ہیں اور تھوڑے سے زمانہ میں (۲۵ سال) اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ مومنوں سے پورا فرما دیا اور عرب کے جزائر ایرانی ممالک اور رومیوں کے شہر انہیں عنایت فرمائے۔

آئیت کے شان نزول اور تفسیر سے مندرجہ ذیل اُمور مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ مہاجرین وانصار تمام کامل الایمان تھے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں عسرت کی جگہ یسرت بلکہ خلافت فی الارض کی بشارت دیتے ہیں۔

۲۔ قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں ہی تباہ ہوئیں۔ اس لحاظ سے فاروق اعظمؓ کی خلافت من جانب اللہ تھی۔

۳۔ اگر آئیت استخلاف کے تحت صرف سیدنا علیؓ کو خلیفۂ رسولؐ مانا جائے تو آپ کے زمانہ میں ایک مربع اِنچ زمین بھی فتح نہیں ہوئی بلکہ اسّی ہزار اور ایک لاکھ کے درمیان فرزندانِ توحید شہید ہوئے۔ سیدنا حسنؓ کی خلافت کے چند ماہ بھی اسی طرح گذر گئے۔

۴۔ اگر یازدہ آئمہ کو اس آئیت کے مصداق خلفاء فی الارض سمجھا جائے تو گیارہ میں سے نوؔ کی زندگیاں امویوں اور عباسیوں کی ذطیفہ خواری بہ گذریں۔ وہ لوگ زاہد قسم کے گوشہ نشین بزرگ تھے۔ علمی یا سیاسی کسی شعبہ میں بھی وہ اپنے ہم عصر اصحاب علم ودانش سے بڑھ کر نہ تھے۔ پھر اس آئیۃ کا مصداق ان کو گرداننا ان کی ذاتوں سے سوائے تمسخر کے کیا کہا جا سکتا ہے۔

(وظیفہ خواری)

اب اپنے شیخ الطائفہ محقق طوسی کی تفسیر البیان سے سنیئے۔

(۲) حضرت مقدادؓ سے روائیت ہے کہ:۔
اس آئیت میں ان لوگوں سے وعدہ ہے کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مومن وصالح ہیں۔ کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ

عرب وعجم کے مشرکین کی زمین کا وارث بنائے گا۔ جیسے ان سے پہلے خلیفہ بنائے تھے۔ یعنی بنی اسرائیل کو ارضِ شام میں جابر لوگوں کی ہلاکت کے بعد ان کے شہروں کا وارث اور باشندہ بنایا ولیمکن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم یعنی ان کو اسلام کے ظاہر کرنے کی قوت وطاقت دے گا۔ جو ان کے لئے دین پسند کیا ہے ولیبدّلنھم من بعد خوفھم امنا یعنی ان کی اس کے بعد مدد فرمائے گا کہ وہ مکّہ میں مشرکوں کے غلبہ کی وجہ سے خوفزدہ تھے اسلام کی قوت اور نشر واشاعت کی وجہ سے وہ امن کی حالت میں ہو گئے (صفحہ ۴۰۲-۴۰۳ مطبوعہ نجف جدید)

(۳) تفسیر صافی میں بھی اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ ان کو زمین میں خلافت دے گا۔ یعنی نبیؐ کے بعد ان کو خلیفہ بنائے گا۔

(۴) تفسیر طبرسی مجمع البیان میں ہے والمعنی لیورثنھم ارض الکفار من العرب والعجم فیجعلھم سکانھا وملوکھا۔ یعنی ان کو عرب وعجم کے کافروں کی زمین کا وارث بنائے گا۔ اور ان کو وہاں کے باشندے اور بادشاہ بنائے گا۔

الغرض شیعوں کی ان تفاسیر میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو لوگ منصب خلافت پر فائز ہوئے وہ اللہ کے وعدہ کے مطابق فائز ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے ذریعہ عرب وعجم، مصر وشام کے ممالک میں اسلام پھیلایا، ان ممالک میں اللہ تعالےٰ نے اُنہیں حکومت دی اور مکّہ میں کفار کے خوف سے ڈر ڈر کر زندگیاں گذارنے والے ایران مصر اور شام میں سکونت پذیر ہوئے اسلام کا بول بالا ہوا۔ کفر وشرک نیست ونابود ہو گیا۔
اور یہ سب کچھ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں ہوا۔ علم الٰہی میں یہ لوگ کائناتِ ارضی پر اس کی حجّت تھے اور اس کا نام بلند کرنے والے تھے۔

آج اگر شیعہ مذہب کی اُمہات الکتب کو ہی شیعہ اصحاب مدِنظر رکھتے ہوئے خلافت بلافصل کے مزعومہ عقیدہ سے دستبردار ہو جائیں تو صدیوں کی اس شیعہ سُنی کھینچا تانی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

پہلا باب

صدیقِ اکبرؓ

بعد از انبیاء اوّل و افضل

پروانے کو چراغ ہے بُلبل کو پھول بس　　صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

نام عبداللہ باپ کا نام عثمان کُنیت ابو قحافہ سلسلہ نسب عبداللہ بن قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی التیمی مرّہ پر جاکر یعنی ساتویں پُشت پر سلسلۂ نسب رسول اللہؐ کے نسب سے جا ملتا ہے۔

لقب عتیق، کنیت ابو بکر، خطاب صدیقؓ:-

اُمت میں صدیقؓ کے خطاب کا جامہ آپ کی ذات پر ایسا درپیہ ہؤا کہ جب بھی اسی بھری دُنیا میں خواہ کسی کے سامنے یہ لفظ بولا جائے معًا اس کا ذہن آپ کی ذاتِ گرامی کی طرف منعطف ہو جائے گا۔

اُمتِ مرحومہ میں سوائے "روافض" کے سب کے نزدیک اجماعی طور پر آپ ہی صدیقِ کائنات ہیں۔ مگر روافض میں سے جو لوگ آج سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کر کے ہیزمِ جہنم بنتے ہیں ان کے پاس بھی اس دشنام طرازی کا اپنے دوازدہ آئمہ کی طرف سے کوئی ثبوت نہیں بلکہ ان کی تمام معتبر کتب سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔

(۱) طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں والسابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار کے تحت لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ اس کے بعد ابو بکرؓ ایمان لائے۔

(۲) وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ، الخ پ۲۴ کی تفسیر میں شیعہ مذہب کی اہم ترین تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ جآءَ بالصدق سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صدّق بِہٖ سے مراد ابو بکر صدیقؓ ہیں (جلد ۴ ص ۴۹۸)

(۳) اِنَّ من اسلم کے تحت لکھا ہے کہ خدیجہؓ کے بعد ابو بکرؓ اسلام لائے (مجمع البیان جلد ۲ ص ۴۵)

(۴) جو لوگ یہ بکواس کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد مُرتد ہو گئے تھے وہ —

نہج البلاغہ کی یہ عبارت پڑھیں:-

"خلیفہ رسولؐ جناب صدیقؓ اسلام میں سب سے افضل اور اس کے رسول کے سب سے زیادہ مخلص تھے اور خیر خواہ تھے اور اس خلیفہ کے بعد خلیفہ فاروق اعظمؓ اسی طرح تھے۔ جیسا تو نے سمجھا۔ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات کا مرتبہ اسلام میں بڑا عظیم الشان ہے اور بے شک ان کی موت سے اسلام کو بڑا صدمہ اور زخم پہنچا اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت کرے اور ان کے احسن اور بہترین اعمال کی ان کو جزا دے" (شرح نہج البلاغہ شیعہ مجتہد ابن میثم بحرانی جز ۳۱ ص ۴۸۶)

(۵) شیعوں کی معتبر اور مستند کتاب احقاق الحق میں امام جعفر (صادق) سے روایت ہے کہ جناب ابو بکرؓ میرے نانا ہیں کیا کوئی آدمی اپنے اجداد کو گالی دینا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی شان اور عزت نہ دے، اگر میں صدیقؓ کی عزت و عظمت اور تعظیم و تکریم کو تسلیم نہ کروں (ص ۷)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ششم متوفی ۱۴۹ھ تک سیدنا صدیق اکبرؓ کو ہی صدیقؓ تسلیم کیا جاتا رہا۔ امام موصوف کے سامنے کسی آپ کے منہ پھٹ شیعہ نے بکواس کیا ہوگا۔ جس امام صاحب کو یہ لفظ کہنے پڑے اور صدیقؓ کے خطاب کے بہت بعد میں متنازعہ مسئلہ بنا کر سیدنا علیؓ کی ذات پر چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی۔

(۶) اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ میں ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں دو طرح سے شامل ہوں۔ آپ کے ان الفاظ کی تشریح متعدد کتب شیعہ میں اس طرح کی گئی ہے کہ امام جعفر کی ماں اُم فردہ قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ کی بیٹی تھیں اور اُم فردہ کی ماں اسماء عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ کی بیٹی تھیں (صافی شرح اصول کافی ص ۲۱۰ کشف الغمہ ص ۲۱۵–۲۲۲ احتجاج طبرسی ص ۲۰۵۔ جلاء العیون ص ۲۴۸)

(۷) وسیجنبہا الاتقی الذی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابن زبیر نے کہا کہ یہ آیت حضرت

ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ابوبکرؓ نے ہی بلال عامرؓ بن فہیرہ جیسے لوگوں کو کفار سے خرید کر آزاد کیا تھا (مجمع البیان جلد ۵ ص۵۰۱)

(۸) اب نہج البلاغہ کی طرف آیئے۔ نبی علیہ السلام کا مرض جب تک خفیف رہا خود لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ اور جب بیماری میں شدت پیدا ہو گئی تو ابوبکرؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام کی زندگی میں ابوبکرؓ دو دن تک لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے پھر حضورؐ وفات پا گئے (درنجفیہ ص۲۵۵)

میں نے ایک دفعہ کسی لکلول رافضی کا قول پڑھا تھا جس نے نہایت ڈھٹائی سے بہ بکواس لکھا تھا کہ ابوبکرؓ جبراً محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانے لگا تو نبیؐ نے آکر اُسے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھائی۔ اس عقل کے اندھے کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس وقت مسجد نبوی میں محراب کی صورت سرے سے تھی ہی نہیں اور پھر اگر سیدنا صدیق اکبرؓ نبی علیہ السلام کی اجازت کے بغیر نماز پڑھاتے تو صحابہ کرامؓ کیا خاموش رہتے۔ آپ کا یہ نماز پڑھانا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ آپ ہی نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ پھر آپ نے ایک نہیں بلکہ پوری سترہ نمازیں پڑھائیں۔ اگر اور کوئی نہ بول سکا تو فرمایئے آپ کے لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار کیوں خاموش رہے۔ اور ایک نماز میں صدیق اکبرؓ نبی علیہ السلام کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ آپ نے نبی علیہ السلام کی اقتدا کی اور صحابہ کرامؓ نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

اگر آج شیعہ مذہب کی تمام کتب اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ہر قسم کی بدزبانی سے پُر ہیں اور قیامت تک تمام شیعہ مل کر اس کام میں جُٹ جائیں مگر سیدنا علیؓ کے اس ارشاد کے بعد ان کی یہ تمام بیہودگیاں باطل محض اور بیہودگیوں پر عمل کرنے والے صریحاً سیدنا علیؓ کے منکرین میں محسوب ہوں گے۔ چنانچہ نہج البلاغہ میں ہے:۔

(۹) وصیتہ لہ علیہ السلام للحسن بن علی علیہ السلام کتبھا الیہ بحاضرین

منصرفین من صفین ای بنی انی وان اکن عمرت عمر من کان قبلی

"اے میرے بیٹے اگرچہ میری عمر جو پہلے گذری ہے اتنی نہیں ہے"

(من قبلی سے مراد خلفائے ثلاثہ ہیں ساتھ قرینہ مقالی کے) فقد نظرت فی اعمالھم پس تحقیق نظر کی تھی میں ان کے یعنی اصحاب ثلاثہ کے اعمال میں۔ (یعنی اصحاب ثلاثہ نے اپنے دورِ خلافت میں جو کچھ کیا میں نے اُسے غور سے دیکھا) وفکرت فی اخبارھم (اور فکر کیا تھا میں نے ان کی خبروں میں (یعنی جو کچھ وہ فرماتے تھے میں ان میں غور و فکر کرتا تھا اور سمجھتا تھا) وسرت فی آثارھم اور چلا میں ان کے قدموں پر (یعنی میں نے تمام کاموں میں ان کی پیروی کی اور ہر قول و فعل میں ان کی متابعت کی) حتیٰ عدت کاحدھم یہاں تک کہ میں اُن کی مانند خلیفہ ہوا (یعنی میں ان خلفاء کی طرح خلیفہ بنا) نہج البلاغہ جلد ۲

سیدنا علیؓ کے اس ارشاد کے یہ الفاظ دوبارہ قابل غور ہیں سرت فی آثارھم یعنی میں بہم طور ان کے نقشِ قدم پر چلا۔ گویا کہ سیدنا علیؓ صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا ذوالنورینؓ کی مقدس و بابرکت ہستیوں کو بہم طور قابل تقلید سمجھتے تھے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کو اپنے لئے باعثِ عزت و افتخار سمجھتے تھے۔

سیدنا صدیقؓ کو اللہ تعالےٰ کے حکم سے نبیؐ نے اپنا ساتھی بنایا

(۱۰) • تفسیر امام حسن عسکری میں ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی حکم ہوا کہ جناب امیرؓ کو اپنی جگہ سُلا دو۔ وامرک ان تستصحب ابا بکرؓ اور صدیق اکبرؓ کو اپنا صاحب (یار، مددگار) بناؤ۔ آنحضرتؐ بموجب فرمانِ الٰہی ابوبکرؓ کے مکان کی طرف تشریف لے گئے اور ابوبکرؓ کو فرمایا:۔

ارضیت ان تکون معی یا ابا بکر تطلب کما اطلب وتعرف بانک انت الذی تحملنی علی ادعیۃ تتحمل علی انواع العذاب الخ

اے ابوبکرؓ تو راضی ہے کہ اس سفر (ہجرت) میں تو میرے ہمراہ ہو جس طرح پر کفار قریش مجھے قتل کے لئے تلاش کریں گے اسی طرح تجھے بھی قتل کے لئے تلاش کریں۔

میرے شیعہ دوستو! امام حسن عسکری کی اس روایت کے بعد اگر آپ صدیق اکبرؓ کو فاسق فاجر، منافق یا کافر کہیں تو لازماً نبی علیہ السلام کے قول کی تکذیب ہے۔

کیا آپ کا وجدان، ایقان اور ایمان اب بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ آپ سراسر خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ اور ارشاد رسولؐ کی مخالفت کے مرتکب ہو کر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بن رہے ہیں۔

صدیق اکبرؓ کا ایثار

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب سیر الائمہ میں مذکور ہے:۔

(۱) ابوبکرؓ بن ابی قحافہ پیرے بود از بزرگان قریش با دولت وحشمت مالہا در راہ آنحضرتؐ ایثار کردہ وجان برکف نہادہ (جلد ۲ ص ۱۲)

ابوبکرؓ بن ابی قحافہ قریش کے بزرگوں میں سے ایک بوڑھے تھے جو دولت وحشمت کے مالک تھے اور انہوں نے اپنا مال نبی علیہ السلام کی ذات پر قربان کر دیا۔ اور آپؐ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھے خدمت میں رہے۔

ان مبرہن، واضح، بیّن، واشگاف اور اظہر من الشمس شواہد کی موجودگی میں "ثانی اثنین اذ ھما فی الغار" کی سوقیانہ، مفتریانہ، کذابانہ بلکہ جاہلانہ انداز میں اس قسم کی تفسیر کرنا جو صریحاً امام حسن عسکری کی روایت کے اُلٹ اور نبی علیہ السلام کے ارشادات کے خلاف ہو پرلے درجے کی بد دیانتی ہی نہیں بلکہ بے حیائی کی آخری حد تک ڈھیٹھ پن ہے۔

علمائے اہلسنت کی معتبر کتب میں کسی نے یہ جرأت نہیں کی کہ وہ کسی مقام پر خلفائے اربعہ پر تنقا بلانہ انداز سے خامہ فرسائی کرے۔ انہوں نے بقول مولانا ظفر علی خان مرحوم ؎ "ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں" کے مصداق جب بھی فضائل بیان کرنے شروع کئے، ایسا انداز اختیار کیا جو عین تعلیم اسلامی کی روح کو اپنائے ہوئے تھا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ شیعوں نے اصحابِ ثلاثہؓ کی شان کی تنقیص میں شرم وحیا کا دامن چھوڑ دیا۔ مگر اہلسنت کے نزدیک چاروں کے چاروں ایک ہی نخلِ سرسبز کے پھول ہیں۔

اور یہ بھی مشہور ہو جائے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہے جس کا میں دعویٰ کرتا ہوںؐ[1] اور میری رفاقت کے سبب سے تجھ پر قسم قسم کے عذاب پہنچیں۔

مگر سبحان اللہ! قربان اے صدیقؓ تیری ذات پر تو نے اس وقت جو جواب دیا آج تک اس عالم رنگ وبو میں کسی جاں نثار سے یہ نہ ہو سکا۔

یا رسول اللہ انا لو عشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعھا اشد عذاب لا ینزل علی موت مریح ولا فرج متیح وکان ذلک فی محبتک لکان احب الی من ان اتنعم فیھا وانا ملک لجمیع ممالیک ملوکھا فی مخالفتک وما اھلی وولدی الا فداؤک

یا رسول اللہ میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر آپ کی محبت کی خاطر سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہو جاؤں اور قیامت تک ان میں پھنسا رہوں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کر لوں میرے جان ومال اور اہل وعیال سب کے سب آپ پر قربان ہیں۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا جرام ان اطلع اللہ علی قلبک ووجد ما فیہ موافقا لما جری علی لسانک جعلک منی بمنزلۃ السمع والبصر والرأس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن

تحقیق اللہ تعالےٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور تیرے دل کی بات تیری زبان کے موافق پائی یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میرے لئے صادق المحبت راسخ الاعتقاد جان نثار، وفادار اور کامل مومن پایا۔ بالیقین خدا تعالیٰ نے تجھ کو بمنزلہ میرے سمع وبصر کے بنایا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو کہ سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے۔

---

[1] :۔ امام حسن عسکری کے نام سے روافض نے نبی علیہ السلام کی نبوت پر کتنے غیر محسوس انداز میں حملہ کیا ہے۔ گویا نبی خود یہ کہہ رہا ہے کہ لوگ تجھے کہیں کہ تو نے مجھے نبوت پر آمادہ کیا ہے ورنہ شاید میں نبوت کا مدعی نہ ہوتا۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار کی تفسیر میں امام حسن عسکری فرماتے ہیں کہ ہجرت کا سفر مشکلات، ایذاؤں اور صعوبتوں کا سفر تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہجرت میں رفاقتِ سفر کے لئے نبی علیہ السلام کو فرمایا کہ ابوبکرؓ لائق ترین شخص ہیں۔ چنانچہ اُنہیں ساتھ لے کر جایئے۔ تفسیر کے لفظ یہ ہیں:۔

وامرك فانه ان انسك ساعدك وزدك فی الجنة من دفقائك (ص ۲۱۳)

اللہ تعالیٰ کی کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں تجھ پر اے صدیقؓ تو نے جو کچھ کہا سچ کر دکھایا اور کروڑ ہا درود و سلام ہوں اس نبیٔ اُمّی پر جس کی صحبت نے تجھے کُندن بنا کر اس پوری کائنات میں اپنا دوست منتخب کر کے تیری جان نثاری کا البیا صلہ دیا کہ زندگی میں تو اس کا رفیق، مرنے کے بعد اس کا ہم پہلو اور حشر میں اس کا ساتھی ہوگا۔

علیؓ اور شبِ ہجرت

مگر باوجود ہزار در ہزار کوشش کے اہلسنت اپنی کتب سے اس قسم کا کوئی مواد نہ پا کر شیعوں کی کتب کی طرف راغب ہوئے، تو وہاں جو کچھ نظر آیا اس نے اربابِ علم و فضل پر ایک کپکپی سی طاری کر دی۔ ان محبانِ علیؓ نے جہاں آپ کو "ہم اول ہم آخر و ہم ظاہر و باطن" کے خطابات والقابات بخشے وہاں آپ کو پستی کے ان مقامات پر پہنچا کر دم لیا۔ جس سے بعد غالباً پست ترین کوئی مقام نہیں۔

اُسی ہجرت کی شب کے بعد جب کفار مکہ نبی علیہ السلام کے مکان پر پہنچے اور علیؓ کو سوتا پا کر پوچھا محمدؐ کہاں ہیں؟ تو علیؓ نے کہا "میں محمدؐ کا نگہبان نہیں"۔ اس فقرے پر تنویر البیان و عمدۃ البیان میں جس طنزیہ انداز میں علیؓ کے متعلق اپنے بغض باطن کا اظہار کیا ہے وہ قابل توجہ ہے۔ چنانچہ یہ محبانِ علیؓ لکھتے ہیں:۔

"جناب امیر کی جان نثاری، دلاوری یا حوصلہ، شیعہ مذہب کے اس قول سے بخوبی روشن ہے" (تنویر البیان ص ۲۵۵ بحوالہ الصدیق نعم الرفیق ص ۹) (عمدۃ البیان جلد ۱ ص ۲۷۴)

سیّدنا علیؓ کے اس جسارت (بیزاری) پر حضرت علیؓ سے مزاحمت نہ کی اور سمجھ گئے کہ علیؓ کا

... کا ہجرت سے کوئی تعلق نہیں۔

اسی ہجرت کے واقعہ کے متعلق سیّدنا صدیق اکبرؓ کے مقابلہ میں سیّدنا علیؓ کا مقام بلند کرنے کیلئے ... کہا جاتا ہے کہ آپ تلواروں کے سایہ میں نبیؐ کے بستر پر سو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان عقل کے اندھوں کو سمجھ دے۔ بات صرف اس قدر ہی ہوئی کہ کفار آئے علیؓ سے دریافت کیا اور چلتے بنے۔ یہ امر عربی روایات کے قطعاً منافی تھا کہ وہ بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں گھسیں۔ اُسے سوتے میں قتل کریں۔ بے خبری میں اس پر حملہ آور ہوں چنانچہ معتبر شیعہ کتب اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

"کفار آئے حضرت علیؓ کو وہاں دیکھا تو مایوس ہو کر واپس چلے گئے"۔ (تنویر البیان ص ۳۸۳)

"کفار آئے اُنہوں نے وہاں ایک شخص کو چادر تان کر سوتا پایا تو" اجار ثقال "بھاری پتھر (جگانے کیلئے پھینکے اگر سوتے میں کسی کو قتل کرنا عربی روایات کے خلاف نہ ہوتا تو سوئے ہوئے کو ہرگز نہ جگاتے) ... بہانا کہ بھاری پتھروں کی آواز سے جاگ جائے"۔ (آثارِ حیدری شیعہ ص ۳۳۸) جب آپ نے پتھروں کی آواز سنی کشف عن راسه اپنے سر سے کپڑا اتار دیا۔ کفار نے جب دیکھا کہ علیؓ ہیں۔ لا تغشلو العلی المخدوع الخ "یعنی علیؓ کو کچھ نہ کہو یہ محمدؐ کے فریب میں آ گیا کہہ کر چلتے بنے (آثارِ حیدری ص ۴۳۹)

تلواروں کی جھنکاروں اور نیزوں اور بھالوں کے سائے میں علیؓ کو سُلا کر (بے پیر) گھنٹوں کذب و افترا سے بھرپور تقریریں جھاڑنے والے اللہ کو کیا جواب دیں گے۔

اقول:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عین دوپہر کے وقت صدیق اکبرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ تو صدیق اکبرؓ نے حضورؐ کی خلاف معمول تشریف آوری پر حیران ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ دوپہر کے وقت تشریف آوری کا مقصد؟ حضورؐ نے فرمایا گھر کے لوگوں کو الگ کر دو۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہاں آپ کے اہل بیت ہی ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے اور تم میرے ہمراہ چلو گے (مفہوم از صحیح بخاری) اور کچھ وقت آپ قیام فرما کر صدیق اکبرؓ کے گھر سے ہی آپ غار ثور کو روانہ ہو گئے۔ سیّدنا علیؓ کو بستر پر سُلانے کی روایات پہلے ہی موضوع ہیں۔

صدیق اکبرؓ غارِ ثور میں

(۱۲) نبی علیہ السلام غار میں حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ کسی سوراخ سے سانپ نے ابوبکرؓ کے ... کو ڈسا مگر وہ یارِ غار اُف تک زبان پر نہ لایا۔ (ثبوت نبوت مصنفہ ڈاکٹر نور حسین ص ۳۱ سطر ۱۷)

... وہ لوگ جو یہ واویلا کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے چیخنا شروع کر دیا تھا کہ کفار آواز سن کر آئیں اور نبیؐ کو قتل کر دیں۔ کتنا عظیم بہتان ہے۔

۱۳- ابوبکرؓ تمام گھر بار چھوڑ کر تمام نقد مال لے کر نبیؐ کی ہمراہی اختیار کرتے ہیں۔ اپنا اونٹ سواری کے لئے پیش کرتے ہیں۔ آپ کا بیٹا کھانا پہنچاتا ہے۔ آپ کا نوکر بھیڑ بکریوں کا گلہ غار تک روزانہ لاتا ہے۔ اور ابوبکرؓ نہ بیٹے کے ہاتھ کفار کو پیغام پہنچاتے ہیں نہ نوکر کے ذریعے اطلاع دیتے ہیں مگر چیخ کر بتانا چاہتے ہیں
بریں عقل و دانش بباید گریست۔

صدیق اکبرؓ ہی ثانی اثنین فی الدعوۃ الی اللہ تھے۔

صدیق اکبرؓ ہی ثانی اثنین فی المجالس تھے۔

صدیق اکبرؓ ہی نبیؐ کی زندگی میں مسلمانوں کے پیش نماز ہوکر ثانی اثنین کی خلعت سے سرفراز ہوئے۔ نبیؐ کی وفات کے بعد آپ ہی خلافت کے منصب پر فائز ہوکر ثانی اثنین کے لقب سے ملقب ہوئے اور مرنے کے بعد نبیؐ کے پہلو میں دفن ہوکر بھی ثانی اثنین کے منصب عالی سے سرفراز ہوئے۔

حسین بن فضیل کا قول ہے جو آپ کے صاحباً للرسول ہونے کا منکر ہے وہ کافر ہے (تفسیر کبیر صفحہ ۴۳۵ جلد ۴ مطبوعہ مصر) جو شخص ابوبکرؓ کے اصحاب ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہے (فتح البیان، تفسیر کشاف، شرح اکبر)

یہاں شیعہ ایک اور ظلم تراشتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ابوبکرؓ کے اونٹ پر سوار ہونے سے پہلے اس کی قیمت ادا کر دی تھی لا حافظ، للکاذب۔
دروغ گوئی نے ان لوگوں کو ایسا حواس باختہ کر رکھا ہے کہ ہر بات میں تضاد ہی تضاد اور جھوٹ ہی جھوٹ۔

۱۴- چنانچہ سنیئے تنویر البیان میں شیعہ مصنف کیا لکھتا ہے۔
حب آپؐ گھر سے نکلے تو آپؐ کے پاس کچھ نہ تھا (۳۸۶)
ذرا ہجرت کے متعلق انداز بیان ملاحظہ ہو۔
"وہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ظلم سے جلاوطن اور بے خانماں ہو کر گھر سے نکلا۔ عقل کتیت کہ پیش مرداں بباند۔ اے محبان اہل بیت اور کلمہ گویان محمد

عقل کے ناخن لو۔ نبی علیہ السلام بے خانماں ہوکر گھر سے کفار کے ظلم سے جلاوطن نہیں ہوئے تھے بلکہ اللہ کے حکم سے آپؐ نے ہجرت فرمائی تھی۔

ہجرت کے تفصیلی واقعات

۱۵- اسی ہجرت کے واقعہ کو اپنے مشہور شیعہ مصنف حملہ حیدریہ کی زبان سے سنو!

(۱) ز نزدیک آں قوم پر مکر رفت ٭ بسوئے سرائے ابوبکر رفت
"نبی علیہ السلام اس پر مکر قوم کے نزدیک سے گزرتے ہوئے ابوبکرؓ کے گھر پہنچے"

(۲) پئے ہجرت او نیز آمادہ بود ٭ کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
"صدیق اکبرؓ بھی ہجرت کے لئے آمادہ تھے۔ چونکہ نبی علیہ السلام اس سے پہلے آپ کو خبر دے چکے تھے۔"

(۳) نبیؐ بر در خانہ اش چوں رسید ٭ بگوشش ندائے سفر در کشید
"نبی علیہ السلام صدیق اکبرؓ کے گھر پہنچے۔ اور آپ کو سفر ہجرت سے مطلع کیا۔"

(۴) چوں بوبکرؓ زاں حال آگاہ شد ٭ زخانہ برون رفت وہمراہ شد
"جب صدیق اکبرؓ اس حال سے مطلع ہوئے تو گھر سے نکلے اور نبی علیہ السلام کے ہمراہ روانہ ہوئے۔"

(۵) بغار اندروں تا سہ روز و سہ شب ٭ بسر برد آں شاہ بفرمان رب
"نبی علیہ السلام تین شب و روز اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیام پذیر رہے۔"

(۶) شدے پور بوبکرؓ ہنگام شام ٭ ببردے در آں غار آب و طعام
"صدیق اکبرؓ کا بیٹا شام کے وقت ان کے لئے کھانا اور پانی لاتا۔"

(۷) نمودے ہم از حال اصحاب شر ٭ حبیب خدائے جہاں را خبر
"وہ کفار مکہ کے حالات سے نبی علیہ السلام کو مطلع کرتا۔"

(۸) نبیؐ گفت پس پور بوبکرؓ را ٭ کہ اے چوں پدر اہل صدق و صفا
"نبی علیہ السلام نے صدیق اکبرؓ کے بیٹے کو فرمایا کہ اے وہ شخص جو باپ کی طرح صدق و صفا کا پیکر ہے۔"

(۹) دو جمازه بادکنوں راه دار ÷ که مارا رساند به یثرب دیار

"آپ دو مضبوط شتر چاہئیں جو ہمیں یثرب پہنچا دیں۔"

(۱۰) برفت از برش پور بوبکرؓ زود ÷ بدنبال کاریکہ فرموده بود

"صدیق اکبرؓ کا بیٹا جلدی اُس کام کے لئے روانہ ہو گیا جس کام کا حکم نبی علیہ السلام نے دیا تھا"

(۱۱) ہم از اہل دیں بدیکے جملہ دار ÷ بردکرد راز نبیؐ آشکار

"صدیق اکبرؓ کے بیٹے نے ایک صحابیؓ کو نبی علیہ السلام کے حکم سے مطلع کیا۔"

(۱۲) از جملہ دار ایں سخن شنود ÷ دو جمازه دادم مہیا نمود

"اُس صحابی نے جب یہ حکم سنا تو فوراً دو تیز گام شتر پہنچا دئے"

بعض روافض نے یہاں ایک اور ملمع تراشی کی ہے کہ نبی علیہ السلام ابوبکرؓ کو ساتھ نہیں لے گئے تھے بلکہ وہ از خود ساتھ ہو گئے تھے۔ اس کا جواب بھی یہ لوگ قاضی نور اللہ شوستری کی زبان سے سن لیں۔

کسی سُنی کے اسی اعتراض پر قاضی صاحب لکھتے ہیں :۔

جناب شیخ در جواب نوشتہ کہ ایں کلمات	شیخ نے جواب میں لکھا کہ یہ الفاظ کہ ابوبکرؓ
نہ مذہب علمائے شیعہ است بلکہ عوام	از خود ساتھ ہو لئے تھے۔ یا رسول اللہ ان
او باش بطریق استہزا گویند اگر رسول شب غار	سے افشائے راز کا اندیشہ کرتے تھے۔
از ابوبکرؓ مے ترسید پس بایستے کہ ہر سہ را	علمائے شیعہ کا مذہب نہیں۔ بلکہ عوام اوباش
(ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) با خود بردے پس	بطور تمسخر کہتے ہیں۔ اگر رسول اللہؐ شب غار
چنانکہ پیغمبرؐ نہانی ہیرفت پنہانی ابوبکرؓ	میں ابوبکرؓ سے ڈرتے تھے تو عمرؓ و عثمانؓ
مے رفت دبہم حال رفتن محمدؐ و بردن ابوبکرؓ	سے بھی ڈرتے تھے۔ پس چاہیئے کہ تینوں
بے فرمان خدا نبوده (مجالس المومنین مطبوعہ ایران	کو ہمراہ لے جاتے اور جس طرح پیغمبر دوسروں
صد۱۱ بروایت شیخ اجل عبد الجلیل قزوینی)	سے چھپ کر گئے تھے ابوبکرؓ سے بھی چھپ کر

جا سکتے تھے۔ بہر حال محمدؐ کا جانا اور ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے جانا بے حکم خدا نہ تھا۔

۱۶- شیعہ کا طبقہ جہلا کہتا ہے کہ وفات کے وقت نبی علیہ السلام نے مسجد میں کھلنے والے تمام دروازے سوائے سیدنا علیؓ کے دروازے بند کر دیئے۔ ایسا کہنے والے احمقوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ نکاح کے بعد سیدنا علیؓ کی رہائش کے لئے وسط شہر میں ایک انصاری نے اپنا مکان پیش کیا تھا اور آپ وہاں چلے گئے تھے۔ سیرۃ الحلبیہ میں لکھا ہے

دای عند ذلك اے اغلاق الباب	یعنی دروازے بند کرنے کے وقت لوگوں
قال الناس اغلق ابوابنا وترك باب	نے کہا ہمارے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں
خلیفۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	اور صدیق اکبرؓ کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔ یہ بات
بلغنی الذی قلتم فی ابوبکر وانی اری	سُنکر آنحضرتؐ نے فرمایا جو کچھ ابوبکرؓ کے لئے تم نے
علی باب ابوبکرؓ نوراً واری علی	کہا ہے مجھے پہنچ گیا ہے تحقیق میں دیکھتا ہوں ابوبکرؓ
ابوابکم ظلمۃ	کے دروازے پر نور کو اور تمہارے دروازے پر اندھیرے کو۔

۱۷- مصنف حیات القلوب لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ کو حکم دیا کہ جناب ابوبکرؓ کو ساتھ لے جائیے (ص۳۲ جلد۲) گویا سفر ہجرت میں صدیق اکبرؓ کا ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔

۱۸- مصنف مجالس المؤمنین لکھتا ہے۔ بہر حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرنا اور ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے جانا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بغیر نہ تھا (مجالس المومنین ص۲۰۳)

۱۹- شیعوں کی مشہور کتاب "حملہ حیدری" میں ہے۔ نبی علیہ السلام جب ہجرت کی رات ابوبکرؓ کے دروازے پر پہنچے اور اُن کے کان میں سفر کی آواز دی۔ تو حضرت ابوبکرؓ فوراً گھر سے نکلے۔ اور ہمراہ ہو لیئے۔ جب بیابان کا کچھ حصہ طے ہوا تو نبی علیہ السلام کے پائے مبارک زخمی ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے نبی علیہ السلام کو اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور یہ بہت تعجب کی بات ہے کہ مرزا بازل مشہور شیعہ عالم کی تالیف غزوات حیدری بھی ملاحظہ کیجئے۔ ہرگاہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے سے نکلے تو پہلے در خانہ ابوبکرؓ بن ابی قحافہؓ پر آئے۔ کس واسطے کہ ابوبکرؓ کو مطلع کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلنا۔ پس آپ نے آواز دی اور گھر سے بلا کر اپنے ہمراہ لیا۔ جب شہر سے باہر نکلے تو یثرب کا راستہ پیش نظر تھا

حضرت رسولؐ نے نعلین مقدس کو پاؤں سے نکال لیا۔ اور پابرہنہ راہ پیمائے سفر ہوئے یہ حال دیکھ کر ابوبکرؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شانے پر بٹھایا اور تھوڑی دور چلے۔ ناگاہ صبح کے آثار نمودار ہوئے۔ مجبوراً لبِ راہ ایک جائے پناہ تلاش کی اور اس دشت میں ایک غار نظر آئی جسے عرب کے لوگ غارِ ثور کہتے تھے۔ آخر کار بوجہ خوف اس غار میں پناہ لی۔ پہلے حضرت ابوبکرؓ غار میں داخل ہوئے۔ وہاں بہت سوراخ دیکھے تو اپنی قبا پھاڑ پھاڑ کر سوراخ بند کئے۔ ایک سوراخ رہ گیا تو مردانہ وار اپنا پاؤں اس میں استوار کیا پھر نبی علیہ السلام بھی غار میں تشریف فرما ہوئے۔ اور آسودہ ہوکر بیٹھے (ص۶۵)

صدیق اکبرؓ اور سیدہ فاطمہؓ کا سیدنا علیؓ سے نکاح

۲۰۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہی حضرت علیؓ کو سیدہ فاطمہؓ کے رشتہ کے متعلق نبی علیہ السلام سے عرض کرنے کی جرأت دلائی اور رضامند کیا۔ ورنہ حضرت علیؓ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جرأت ہی نہ تھی (ملخص الزہرا ص۳۱ خان بہادر اولاد حیدر فوق)

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ:۔

(۱) بعثت سے پہلے بھی حضرت ابوبکرؓ نبی علیہ السلام کے احباب میں سے تھے۔ بلکہ صحیح تر یہ ہے کہ بعثت سے پہلے نبی علیہ السلام کا صرف ایک دوست تھا اور وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔

(۲) نبوت نازل ہونے کے بعد سب سے پہلے نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنی نبوت سے مطلع فرمایا اور فوراً ایمان لے آئے۔

(۳) مکی زندگی کے تیرہ سال آپ نے اپنی تمام آسائشیں نبی علیہ السلام پر قربان کر دیں

(۴) نبی علیہ السلام کی ہجرت اللہ تعالےٰ کی طرف سے تھی۔ اور سفرِ ہجرت میں آپؐ کی رفاقت کے لئے اللہ تعالےٰ نے سیدنا صدیقؓ کو منتخب فرمایا۔

(۵) اس سفر میں جو تکالیف نبی علیہ السلام کو پہنچیں وہ صدیق اکبرؓ کو پہنچیں۔

(۶) سیدنا صدیق اکبرؓ کو پہلے ہی آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس سفر میں تم میرے ساتھی ہوگے، اور سفر کا تمام سامان صدیق اکبرؓ نے اپنے پاس سے تیار کیا تھا۔ دو بہترین اونٹ

پہلے ہی تیار کر رکھے تھے۔

(۷) غار کے ایام میں صدیقؓ کا بیٹا کھانا پانی لاتا رہا۔ اور نوکر بکریوں کا ریوڑ لاتا رہا۔ تاکہ آپ کو دودھ بھی دیا جائے اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے بیٹے کے پاؤں کے نشان بھی بھیڑ بکریوں کے پاؤں سے مٹ جائیں۔

(۸) صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر روحانی قوت سے سرفراز فرمایا تھا کہ نبی علیہ السلام کو اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے غار تک پہنچایا۔

(۹) آپ نے نبی علیہ السلام کی محبت میں گھربار، اہل و عیال، مال و دولت سب قربان کر دیا۔

(۱۰) وہ ابوبکرؓ ہی تھے جب اُنہیں ان کے بیٹے نے اسلام لانے کے بعد کہا کہ — ابا جان فلاں جنگ میں آپ کئی بار میرے تیر کی زد پر آئے مگر میں نے آپ پر تیر نہ چلایا۔ تو آپ نے فرمایا بیٹے اگر تو مجھے بحالتِ کفر اس جنگ میں نظر آجاتا تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا۔ شیعوں کی عادت ہے کہ اگر انہیں کسی عبارت کے بین السطور سے اپنے موافق کوئی معمولی سی بات بھی مل جائے تو وہ اس بات پر صغرائے، کبرائے کی عمارتوں کو بنا کر ایک محل تیار کر لیتے ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس جھوٹ کے محل کی دیواریں کچی ہیں۔ ان کی بنیاد بالو پر ہے۔ مگر پھر بھی اپنی ہانکتے چلے جائیں گے۔

غارِ ثور کا واقعہ سطور گذشتہ میں شرح و بسط سے بیان کیا جا چکا ہے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کے الفاظ پر شیعوں نے بڑی مغز ماری کر کے عجیب عجیب بکواس تراشے ہیں۔ یہی واقعہ امام جعفرؒ کی زبان سے سُنیئے۔

۲۱۔ جب نبی علیہ السلام غار میں تھے تو آپؐ نے فرمایا میں ایک کشتی دیکھ رہا ہوں اور اس میں جعفر اور اس کے ساتھی ہیں (واقعہ ہجرت حبشہ) صدیق اکبرؓ نے عرض کیا، کیا آپ اُنہیں دیکھ رہے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے بھی دکھائیے تو نبی علیہ السلام نے اُن کی آنکھوں پر مسح کیا پس صدیقؓ نے بھی

جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا۔ (تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص ۱۵۷)

غزوات حیدری شیعوں کی ایک معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ کا بیٹا ہر روز کھانا اور پانی لاتا۔ نبی علیہ السلام نے اُسے فرمایا تو نہایت وفادار، صاف اور شفاف ہے (ص ۶۶)

۲۲۔ مجالس المؤمنین کا غالی اور منہ پھٹ مصنف نور اللہ شوستری بھی لکھتا ہے کہ رسول اللہؐ ہمیشہ اپنے اصحاب کی جماعت میں فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ کی سبقت و فضیلت صوم و صلواۃ سے نہیں بلکہ ان کے دل کی عقیدت مندی اور اخلاص کا ثمرہ ہے (ترجمہ مجالس المؤمنین ص ۸۸)

۲۳۔ شیعوں کے مزعومہ امام نہم محمد تقی متوفی ۲۲۰ھ کہتے ہیں میں جناب عمرؓ کے فضائل کا منکر نہیں لیکن ابوبکرؓ صدیق فاروق اعظمؓ سے افضل ہیں (ترجمہ احتجاج طبرسی ص ۲۵۰)

۲۴۔ امام جعفرؒ کا ایک قول سن لیجئے۔ امام موصوف نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ دونوں کے دونوں عادل اور منصف امام تھے (لفظ امام پر غور کیجئے اور اپنے منہ پر تھپیڑ ماریئے اور اپنی عقل کا ماتم کیجئے) حق ہی پر زندگی گذاری اور حق ہی پر دُنیا سے تشریف لے گئے۔ قیامت والے دن دونوں پر رحمت ہو (ترجمہ احقاق الحق ص ۱۶)

۲۵۔ واقعہ افک کے ضمن میں سورۂ نور کی آیت نمبر ۲۲ ولا یأتل اولوا الفضل منکم الخ کے متعلق شیعوں کی مشہور تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے کہ یہ آئیت ابوبکرؓ اور مسطحؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مسطحؓ آپ کا رشتہ دار تھا اور نہایت غریب تھا آپ اس کی غربت کی وجہ سے ہمیشہ اُسے کچھ وظیفہ دیا کرتے تھے اس واقعہ کے بعد آپ نے وظیفہ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کشائش والے اور فضل والے لوگ اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ نہ کھینچیں۔ گویا صدیق اکبرؓ کو "فضل والے" لوگوں میں شمار کیا گیا ہے (جلد ۴ ص ۱۳۲)

سیّدنا علیؓ نے صدیق اکبرؓ کی بیعت کی

۲۶۔ حبیبؒ بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ اپنے گھر میں تھے۔ کسی نے آکر کہا کہ ابوبکرؓ

بیعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں۔ وہ فوراً محض قمیض پہنے بغیر چادر اور ازار کے اس خوف سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے گھر سے مسجد میں آئے اور پھر ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ اور اب کسی کو بھیج کر انہوں نے گھر سے کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے[1] (طبری جلد اول حصہ سوم ص ۱۵۹ طبع دکن)

[1]: ابن جریر طبری متولد ۲۲۴ھ متوفی ۳۱۰ھ غالی شیعہ تھا۔ ابو مخنف متوفی ۱۷۵ھ نے واقعہ کربلا پر "مقتل حسین" لکھی۔ اسی ابو مخنف کی روایات کو ادیبانہ رنگ میں نوک پلک درست کر کے طبری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور یہی تاریخ طبری ابن کثیر اور ابن الاثیر کا ماخذ ہے یہاں بعض متعصب قسم کے مؤرخین نے ایک دھوکا دینا چاہا ہے کہ ابن جریر طبری دو تھے۔ مودودی صاحب بھی اسی قافلہ کے ساتھ ہمسفر ہیں۔ کتنی حیران کن بات ہے کہ محمد ابن جریر دو ہیں۔ دونوں ایک دن پیدا ہوئے ہیں۔ دونوں ایک ہی نام سے تفسیر اور تاریخ لکھتے ہیں دونوں ایک ہی دن مرتے ہیں اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہوتے ہیں۔ شیعیت کی تبلیغ کے لئے کتنا دھوکا دیا جا رہا ہے۔ یہ عیاریاں، یہ مکاریاں، یہ فریب، یہ دھوکا بازیاں اسی وقت تک ہی چلتی رہیں اور ایک طبری کے دو بنتے رہے جب تک کسی گریبان چاک نے اس خارزار گونا گوں کے جنگل میں قدم نہیں رکھا تھا۔ طبری ایک ہی تھا اور وہ شیعہ تھا۔ اس کا بھانجا محمد بن العباس خوارزمی جو ایک ہجو گو شاعر ہوا ہے وہ اپنے ماموں کے متعلق فخریہ انداز میں کہتا ہے کہ میرا ماموں رافضی تھا۔ وہ کہتا ہے طبری میرا ماموں تھا اور سن رکھو میں وراثتاً رافضی ہوں، دوسرے لوگ دور کے رافضی ہیں۔ (یاقوت حموی) ابن حجر اور ان کے شیخ الشیوخ ابن حبان علامہ سلیمانی متولد ۳۲۱ھ تمام طبری کو رافضی کہتے ہیں اور اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنی تاریخ میں جہاں بھی علیؓ اور مزعومہ آئمہ کے نام لکھتا ہے ساتھ علیہ السلام لکھتا ہے جو شیعہ شعار ہے اور باقی صحابہؓ کے نام کے ساتھ کچھ بھی نہیں لکھتا۔ وہ وضو میں پاؤں کے مسح کا قائل تھا۔ اس کی تاریخ کی آخری جلد طبع اول مطبع حسینیہ کے صفحہ ۲۲ پر امیر معاویہؓ کے نام کے ساتھ لعن لکھا ہے اور ص ۲۹ پر امیر معاویہؓ اور امیر یزیدؒ کے ناموں کے ساتھ لعنھما اللّٰہ ہے اس قسم کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ طبری ایک ہی گذرا ہے اور وہ غالی شیعہ تھا۔ اور اس کی شیعیت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مرنے کے بعد اُسے مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا اور اپنے مکان مسکونہ میں دفن کیا گیا۔ کیا فرماتے ہیں مقلدین مودودیت بیچ اس مسئلہ کے؟ (ملخص حقیقت خلافت و ملوکیت مؤلفہ علامہ سید محمود احمد عباسی)

۲۷۔ حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت کرلی اور لوگوں کو بھی بیعت سے نہ روکا۔ تاکہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں (کافی کتاب الروضہ صـ۱۳۶ بحوالہ حیدر کرار نامی صـ۱۱۲)

۲۸۔ بے شک ابوبکرؓ صدیق چار باتوں کی طرف سبقت لے گئے۔ جو مجھے حاصل نہیں۔ انہوں نے مجھ سے پہلے اسلام آشکار کیا۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی۔ نبیؐ کے یارِ غار ہوئے نماز قائم کی جبکہ میں گھروں میں تھا وہ اپنا اسلام ظاہر کر رہے تھے اور میں چھپاتا تھا (تنزیہ الکا نبیہ الحیدریہ صـ۲۷ بحوالہ فیض الاسلام علی مرتضیٰ نمبر صـ۱۹۵)

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں اُٹھا اور ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ ابوبکرؓ کی حکومت ٹھیک اور روش سیدھی رہی اور میں ان کی مجاہدانہ اطاعت کرتا رہا (نہج البلاغہ صـ۸۸۱)

۲۹۔ اسامہؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ نے فرمایا ہاں اور یہ بیعت، بیعتِ خلافت تھی (احتجاج طبرسی صـ۵۶ صـ۱۱۵-۱۲۱)

۳۰۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی (احتجاج طبرسی صـ۵۲ روضہ کافی)

۳۱۔ ایک نہایت حیران کن بات اور بھی سُن لیجئے۔ اہلسنت کے مختلف فرقوں نے مختلف نظائر و شواہد سے صدیقِ اکبرؓ کی خلافت پر استدلال کیا ہے۔ مگر شیعوں نے ایک حدیث پیش کر کے صرف حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا ثبوت ہی پیش نہیں کیا بلکہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی خلافت کا ثبوت بھی پیش کردیا ہے اور ساتھ ہی امہات المومنینؓ کے بلند مقام کا اعتراف بھی کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہؓ ایک دفعہ غمگین بیٹھی تھیں نبی علیہ السلام نے ان کو غمگین بیٹھے دیکھ کر فرمایا کہ میں تم کو ایک خوشخبری نہ سناؤں کہ میرے مرنے کے بعد میرے جانشین ابوبکرؓ ہوں گے۔ ان کے مرنے کے بعد تمہارے باپ عمرؓ ان کے جانشین ہوں گے۔ یہ سُنکر حضرت حفصہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے میرے اللہ خبیر و علیم نے بتایا ہے۔ (تفسیر قمی صـ۳۵۴۔ تفسیر صافی صـ۵۲۳ تفسیر مجمع البیان صـ۳۱۴)

حضرات شیخینؓ کی خلافت پر نص صریح

مذہب شیعہ کی ان تین معتبر تفاسیر نے خلافت بلافصل کا سرے سے خاتمہ کر کے سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کی خلافتوں کو مامور من اللہ قرار دے کر اس بحث کا سرے سے ہی خاتمہ کردیا ہے۔ شیعہ اصحاب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ خلافت کی اس بحث کو ترک کر کے نبی اکرم صلعم کے ارشاد کے تحت ان چھوٹی چھوٹی قسم کی کارروائیوں کو ترک کر کے سچے مومن بن جائیں۔ چونکہ وہ آج تک نبی علیہ السلام کے احکام کے منکر رہے اپنے آئمہ کے ارشادات سے منحرف رہے اپنے مجتہدین کے اجتہادات سے انکاری رہے۔ اس لئے آج تک اپنے اندر ۳۱۳ مومن خالص بھی پیدا نہ کر سکے اور اپنی ان نافرمانیوں کی وجہ سے اپنے امام غائب کو بھی باہر نکل کر دنیا کی آزاد ہوا میں جینے سے روکے ہوئے ہیں۔[1]

[1] مجلسی جلاء العیون میں بحوالہ احتجاج طبرسی لکھتا ہے کہ فرمایا امام حسنؓ نے کہ ہم میں سے کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی گردن میں بیعت خلیفہ ہو جو زمانہ سے واقع ہوتی ہے۔ مگر ہمارے امام قائم کہ عیسیٰؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اقول (اس حدیث کے مطابق تمام آئمہ کو کسی نہ کسی منتخب خلیفہ کی بیعت کرنی چاہیئے اور ہوا بھی یوں ہی۔ یعنی سیدنا علیؓ نے اصحاب ثلاثہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سیدنا معاویہؓ کی وفات پر سلمان بن حرد نے کہا تھا معاویہؓ بدرگئے اصل خدر حسینؓ بیعت خوردرا شکستہ ربیع الاحزان یعنی معاویہؓ جہنم رسید ہوا) نعوذ باللہ من ذالک اور حسینؓ نے بیعت توڑ دی۔ گویا حسینؓ ایک جہنمی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے مرتکب ہوئے۔ کہاں گیا شیعوں کا نظریہ عصمتِ آئمہ علیؓ تا زین العابدینؒ) نے یزید کی بیعت کی (کافی) شیعوں کے ساتویں امام موسیٰ کاظمؒ مہدی عباسی کو یا امیر المومنین کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے (اصول کافی کتاب الحجۃ باب النص) حالانکہ بقول جعفر صادق) امیر المومنین کا خطاب علیؓ سے پہلے کسی کا نہ تھا اور جو بعد میں استعمال کرے گا وہ کافر ہے (کافر کو امیر المومنین کہنے والا کون ہے؟) حتیٰ کہ امام مہدیؒ بھی اس لقب سے ملقب نہ ہوں گے (ایضاً کتاب الحجۃ) تفصیل نظریہ امامت کی تردید کے عنوان کے تحت اپنے مقام پر آئندہ صفحات میں آئے گی۔

سیّدنا ابوبکرؓ اور فدک

۳۳۔ سیّدنا صدیق اکبرؓ کی ذاتِ اقدس پر فدک[1] کے غصب کا اتہام لگایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں شیعہ مذہب کی معتبر کتاب محجاج السالکین سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے۔ کہ سیّدہ فاطمہؓ کا فدک کے متعلق شروع میں کیا خیال تھا۔ اور حقیقت واضح ہونے پر آپ نے اپنے خیال سے کس طرح رجوع کیا۔

ان ابابکر لما رای فاطمہ انقبضت عنہ وھجرتہ ولم تتکلم بعد ذالک فی امر فدک الخ۔ ترجمہ۔ تحقیق حضرت ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ فاطمہؓ نے میرے پاس سے رخصت ہونے کے بعد فدک کے بارے میں کچھ کلام نہیں کی تو یہ بات صدیق اکبرؓ کو ناگوار گذری۔ اور جناب فاطمہؓ کے راضی کرنے کا ارادہ کیا (یہ ناراضگی کا ذکر شیعہ مصنّف کا صریحاً دروغ ہے سیّدہؓ صدیق اکبرؓ کے ہاں سے بالکل خوش واپس گئی تھیں) اور جناب فاطمہؓ کو کہا اے بیٹی رسول کی جو کچھ آپ نے دعویٰ کیا ہے سچ ہے ولیکن میں رسول اللہؐ کو دیکھتا تھا کہ جب فدک میں سے آپ کا اور ملازموں کا خرچ دے چکتے تھے تو باقی ماندہ کو فقرا، مساکین اور مسافروں کو دیدیتے تھے۔ یہ سنکر بی بی فاطمہؓ نے فرمایا کہ جس طرح میرا باپ فدک کی تقسیم کرتا تھا آپ اسی طرح سے کریں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا مجھ کو اللہ کی قسم ہے اسی طرح کروں گا۔ جس طرح آپ کا باپ کرتا تھا بی بی صاحبہؓ نے کہا اے اللہ تو اس بات پر گواہ ہے۔ اس کے بعد صدیق اکبرؓ سے راضی ہوگئیں۔ اور صدیق اکبرؓ فدک کی آمدنی اسی طرح تقسیم کرتے رہے

---

[1] :۔ فدک کی تفصیلی بحث کے لئے میری تالیف "حقیقت مذہب شیعہ" دیکھیے۔ فدک کی تمام روایات کا ماخذ ابوسعید کلبی ہے جو غالی رافضی تھا۔ مگر ابوسعید کے نام سے دھوکا دینے کے لئے اسے ابوسعید خدری بنا دیا جس طرح علیؓ بن ابی العاصؓ جو فتح مکہ میں نبی علیہ السلام کے ربیب تھے کو علی بن ابی طالب بنا دیا گیا۔

سیرۃ الحلبیہ میں ہے کہ بوقت وفات سیّدہؓ، صدیق اکبرؓ آپ کی خدمت میں پہنچے اور بی بی صاحبہؓ آپ سے راضی ہوگئیں (جلد ۳ صفحہ ۳۹)۔

ان دیواروں کی بنیادیں بالکو یہ ہیں۔ مگر جھوٹ، کذب، افترا، بہتان اور غلط بیانیوں کے محلات اُسارتے چلے جائیں گے۔ اور جب اُنہیں آگاہ کیا جائے کہ یہاں تم جو کچھ کہہ رہے ہو تمہارے آئمہ، تمہارے مؤرخ، تمہارے مجتہد، تمہارے مفسر اس کے خلاف کہہ گئے ہیں تو بجائے قبولِ حق کے دشنام طرازی پر اتر آتے ہیں۔ سیّدنا صدیق اکبرؓ کی ہجرت کے سفر میں معیت اللہ تعالےٰ کے حکم سے تھی۔ آپ کو کئی روز پہلے نبی علیہ السلام نے ارادہ ہجرت سے باخبر کردیا تھا صدیق اکبرؓ کے بغیر تمام مکہ میں نبی علیہ السلام کے ارادۂ ہجرت سے کوئی آدمی واقف نہ تھا۔ اور جس طرح صدیق اکبرؓ نے اس راز کو نبھایا اور نبیؐ کا ساتھ دیا وہ آپ کا ہی کام تھا۔ مگر آج بازاری قسم کے شیعہ بکواس کرتے پھرتے ہیں کہ غار میں ابوبکرؓ نے چیخنا شروع کردیا تھا کہ کفار کو معلوم ہو اور وہ نبی علیہ السلام کو پکڑ کر قتل کردیں ان عقل کے اندھوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ابوبکرؓ اگر ایسا چاہتے تو ان کا لڑکا تین روز تک غار میں کھانا اور پانی پہنچاتا رہا۔ صدیق اکبرؓ کا غلام بھیڑ بکریوں کا ریوڑ غار تک لاتا رہا۔ صدیق اکبرؓ کے پیش کردہ اونٹ پر نبی علیہ السلام نے یہ سفر فرمایا۔ ایک مسلمان تو اس بات کا تصوّر بھی نہیں کرسکتا کہ صدیق اکبرؓ کے قلبِ صافی پر اس قسم کے خیال کے گرد ڑدیں حصّے کا غبار پڑا ہو۔ آج علیؓ[1] کے نام سے دھوکا دیتے ہوئے شیعہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز علیؓ بن ابی طالب نبی علیہ السلام کے ابیب تھے۔ اور آپ کے کندھوں پر سوار ہوکر نبی علیہ السلام نے بت گرائے تھے۔ فتح مکہ کے روز نبی علیہ السلام کے ربیب علی بن زینب بنت نبی علیہ السلام تھے۔ رہا مسئلہ نبی علیہ السلام کے دوش پر اُٹھانے کا تو شیعہ کہتے ہیں کہ امام کے بغیر نبیؐ کا بوجھ کوئی اُٹھا نہیں سکتا، مگر خود ہی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ سفرِ ہجرت کے وقت صدیق اکبرؓ طویل فاصلہ بلکہ دو تین

میل کا فاصلہ نبی علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لے گئے۔

"صدیقؓ" ابو بکرؓ ہی ہیں

۳۴۔ طبرسی لکھتا ہے کہ فرمایا حضرت امیر علیہ السلام نے کنا مع النبی علیہ السلام علی جبل حرا اذا تحرک الجبل فقال لہ قر فانہ لیس علیک الا نبی وصدیق وشہید (احتجاج طبرسی) "ہم یعنی نبیؐ صدیقؓ اور میں جبل حرا پر کھڑے تھے اچانک پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول خدا نے فرمایا آرام پکڑ اے پہاڑ کیونکہ تجھ پر نبیؐ ۔ صدیقؓ اور شہید کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے"

۳۵۔ منزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ فرمایا علیؓ نے کہ ابو بکرؓ ایک مرد ہے جس کا نام اللہ نے اپنے نبیؐ کی زبان سے صدیقؓ رکھوایا۔ وہ رسول اللہؐ کے خلیفہ ہیں رسول اللہؐ نے ان کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا۔ پس ہم ان کو اپنی دنیا کے لئے پسند کرتے ہیں (رواہ حاکم)[1]

---

[1]: شیعہ حاکم کو سُنی کہہ کر اپنا پیچھا نہ چھڑائیں۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ شیعہ تھا۔ پھر مستدرک حاکم کا مقام کتب احادیث کے طبقہ اول یا دوم میں نہیں بلکہ طبقہ سوم میں ہے جس میں صحیح ابن حبان بھی شامل ہے۔ حاکم کے متعلق ابو بکر خطیب کا قول ہے کان یمیل الی التشیع یعنی اس کا میلان شیعیت کی طرف تھا۔

صاحب میزان الاعتدال کا قول ہے ثم ھو شیعی مشھور من غیر تعرض للشیخین وقد قال ابن طاھر سالت ابا اسماعیل عبد اللہ الانصاری عن الحال فقال امام فی الحدیث رافضی خبیث (جلد ۲ صفحہ ۴۰۲) پھر حاکم مشہور شیعہ ہے مگر شیخین کی بدگوئی نہیں کرتا۔ اور ابن طاہر نے کہا میں نے ابو عبد اللہ انصاری سے حاکم کے متعلق سوال کیا فرمایا کہ یہ حاکم حدیث میں امام ہے لیکن رافضی خبیث ہے۔

تدریب الرّاوی میں ہے۔ مزید تفصیل کے لئے تدریب الرّاوی صفحہ ۲۱ فتح المغیث بشرح الفقیہ الحدیث لسان المحدثین اور لقطات النبلا کو دیکھیے۔

سیّدنا فاروقِ اعظمؓ

اگر بنظر انصاف اور بنظر تعمیق دیکھا جائے تو اس حقیقت سے کوئی منصف مزاج انسان اور کوئی ایسا انسان جس کے دل میں رائی بھر بھی ایمان ہو انکار نہیں کر سکتا۔ کہ منکرین فضائل صحابہؓ کا دین، ایمان "بشرطیکہ ان میں موجود ہو"؛ عزت و وقار سب کا سب سیّدنا فاروق اعظمؓ کا مرہونِ منت ہے۔ اگر سیدنا فاروق اعظمؓ ایران کو فتح نہ کرتے تو مجوس کو کبھی دولتِ اسلام نصیب نہ ہوتی۔ اور آج فاروقؓ کو گالیاں دینے والے یہ بازاری قسم کے شہدے کسی مُغ کی تلچھٹ کی آرزو میں کسی مغ بچے کے در پر ناصیہ فرسا نظر آتے یا کسی دہقان کے کتوں کی رکھوالی پر مامور ہوتے یا کسی مرزبان کی ڈیوڑھی پر دست بستہ کھڑے نظر آتے

سیّدنا فاروق اعظمؓ کا ان لوگوں پر عظیم احسان ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو اُن جبابرہ کی غلامیوں سے آزادی دلوا کر نعمتِ اسلام سے سرفراز کیا۔ مگر ان لوگوں کو عقل نہ آئی وہی مغ وہی دہقان وہی مرزبان جب اسلام لا کر اپنی ریاستوں کے بچاؤ کا انتظام کر کے گذرے زمانہ کا خواب دیکھنے لگے تو انہوں نے سب سے پہلے اپنے آبائی غلاموں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے گرد اکٹھا کرنا شروع کیا۔ ہرمزان نے اسی طریق کار کو اپناتے ہوئے ایک عام کسان کو ورغلا کر سیّدنا فاروق اعظمؓ کو شہید کرایا تھا۔ وہ دہقان اور مرزبان تو پیچھے رہ کر ڈوری ہلاتے رہے اور یہ آبائی غلام ان کے ہاتھوں میں بحالت اسلام بھی کھلونا بن کر تخریب اسلام میں جُت گئے۔ آج کے یہ مُنہ پھٹ لوگ انہیں باقیات السّیات کے نقش پا ہیں۔ جنہوں نے دین صرف اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ عمرؓ نے چونکہ ایران کو مسخر کر کے پارسی حکومت کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کیا تھا لہٰذا جی بھر اُسے گالیاں دی جائیں انہیں آج تک اتنی عقل نہیں آئی کہ صحابہ کرامؓ تو آپس میں ایک دوسرے کے شفیق اور محبوب تھے آپس میں رحیم تھے کریم تھے ایک دوسرے کے جاں نثار تھے ہمدرد تھے ایک دوسرے کے

پسینہ پر خون بہانے کو تیار رہتے تھے تم ان کے ہمدرد کہاں سے ٹپک پڑے، کہ جو منہ میں آئے بکتے چلے جاؤ۔ شیعیت کی اس بھری دنیا میں کوئی شیعہ مجتہد یا عالم کسی اپنے امام کی زبان سے صحابہ کرامؓ کے خلاف کسی ذمہ دارانہ طریقہ سے ایک لفظ بھی ثابت کر دے تو میں اپنے عقائد سے رجوع کرنے کے لئے تیار ہوں اور یا صحابہ کرامؓ کی شان میں مجھ سے اپنے آئمہ کی زبانی سینکڑوں اوصافی کلمات سُننے اور اپنے گذشتہ اعمال سے رجوع کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سچا تائب بنکر حاضر ہو۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو اسلام کی اس جامہ دریدی کو ترک کر کے جو کچھ ہے وہ صاف طور پر سامنے آئے، کیوں ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتا ہے۔

دیکھو سیّدنا علیؓ حضرت عمرؓ کے متعلق کیا کہتے ہیں:۔

۱۔ پھر جب ابوبکرؓ کا وقت آخر ہوا تو انہوں نے عمرؓ کو بلایا اور خلافت سپرد کر دی۔ ہم نے اُن کی بات مان لی۔ اطاعت کی، بیعت سے انکار نہ کیا۔ اور خیر خواہی کے وطیرے پر قائم رہے۔ عمرؓ کی سیرت بھی پسندیدہ تھی اور وہ عمر بھر اقبال مند رہے۔

(نہج البلاغۃ مترجم رئیس احمد جعفری اقتباس از خط ۸۸۰ تا ۸۸۵)

۲۔ <u>سیّدنا فاروقِ اعظمؓ نے فتح فارس کے متعلق سیّدنا علیؓ سے مشورہ طلب کیا</u>

وقد استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخصوص تقاتل الفرس بنفسہ (نہج البلاغہ)[17]

"تحقیق مشورہ طلب کیا جناب امیرؓ سے حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اپنی ذات سے تشریف لے جانے کا بارادہ جنگ اہلِ فارس کے۔"

ایسے اہم ترین معاملہ میں جو اس وقت سب معاملات سے بڑھ کر تھا سیّدنا فاروق اعظمؓ کا سیّدنا علیؓ سے مشورہ طلب کرنا صریحاً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے درمیان کسی قسم کی کوئی شکر رنجی نہ تھی۔

۳۔ <u>اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ</u>

اور تفسیر مجمع البیان و منہج الصادقین میں شیعہ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے قیدیانِ بدر کے متعلق فرمایا کہ جو جس کا رشتہ دار ہے اس کو اسی کا رشتہ دار قتل کرے۔ دیکھو ایسے پکّے ایمان والوں کو اَشِدَّآء عَلَی الْکُفَّار کہتے ہیں۔ کہ خدا کی محبت میں اپنے

رشتہ و قرابت وغیرہ کا بھی لحاظ نہ کیا۔

۴۔ سیّدنا علیؓ نے سیّدنا عمرؓ سے خلافت کے بارے میں فرمایا نحن علی موعود من اللہ ہماری خلافت موعود من اللہ ہے، وہو۔ ہذا وعد اللہ الذین آمنوا الخ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اس بات کا وعدہ فرمایا ہے کہ اُنہیں خلافت (سلطنت) عنایت فرمائے گا۔

۵۔ بلاد اللہ لفلان فقد قوم الاود وداوی العمل واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذھب الثواب قلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرھا ادی الی اللہ طاعۃ واتقاہ بحقہ الخ

"انعام کرے اللہ فلاں پر (ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ میں نے رضی کا لکھا ہوا اصل نسخہ دیکھا جس میں فلاں کے نیچے عمرؓ لکھا ہوا تھا) اس نے کجی کو سیدھا کیا اور دوا کی بیماری کی (یعنی جہالت کے مرض کو دُور کیا) اور سنت کو قائم کیا اور بدعت کو پیچھے ڈالا۔ پاکدامن گیا، کم عیب تھا۔ پائی اُس نے خوبی سنت کی اور دفع کیا فساد کو اور خدا کی بندگی کا حق ادا کیا۔ اور پرہیزگاری کی جیسا کہ چاہیئے (نہج البلاغہ)

۶۔ سیّدنا علیؓ کے یہ الفاظ نہج البلاغۃ سے پڑھیئے جو سیّدنا عمرؓ کے حق میں اُن کی وفات کے وقت آپ نے فرمائے۔ ادّی الی اللہ طاعتہٗ واتقاہ بحقہٖ۔

"اُس نے (عمرؓ) اللہ کی پوری پوری اطاعت کی اور کما حقہٗ اللہ کا تقویٰ اختیار کیا۔"

اور آج کے شیعہ اسی عمرؓ کو غیر مومن اور منافق کہہ رہے ہیں۔

۷۔ حوالہ نمبر ۵ کی شرح میں شارح نقی فیض الاسلام لکھتے ہیں:۔

کہ اس سے مراد عمرؓ ہیں آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

گمراہاں را براہ آورد۔ مردم شہرہا را بدینِ اسلام گردانید۔ احکام پیغمبرؐ را اجرا نمود۔ وتباہ کاری را پس پشت انداخت۔

گمراہوں کو ہدایت پر لائے۔ تمام شہروں کے لوگوں کو حلقہ اسلام میں داخل کیا پیغمبرؐ کے احکام کو نافذ فرمایا اور تمام خرابیوں کو پسِ پشت پھینک دیا کہ ان کے زمانہ میں کوئی بھی فتنہ رونما نہیں ہوا

ومکان القیم بالامر مکان	اور مسلمانوں کے خلیفہ کا مرتبہ ایسا ہے
انتظام من الخیر یجمعه و	جیسا موتیوں کے لئے دھاگا کہ وہ اُنہیں
یضمه فاذا انقطع النظام	اکٹھا کئے اور ملائے رکھتا ہے اگر
تفرق الخرز (نہج البلاغہ مع شرح	دھاگا ٹوٹ جاتا ہے تو سب دانے بکھر
فیض الاسلام ج ا ص۲۳ھ)	جاتے ہیں ۔

۸- سیدہ اُمِ کلثومؓ کا نکاح سیدنا عمرؓ سے

سیدہ اُمِّ کلثومؓ کے نکاح پر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور کئی مقامات پر مناظرانہ انداز میں گفتگو ہو چکی ہے ۔ مگر آج تک کوئی شیعہ عالم اس نکاح کو جھٹلا نہیں سکا اور نہ قیامت تک جھٹلا سکے گا ۔ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا میں بھی یہاں تفصیلی گفتگو کی ضرورت نہیں سمجھتا ۔ اگر شیعہ مذہب کی تمام کتب کا استیعاب کیا جائے تو بذاتِ خود یہ ایک الگ کتاب تیار ہو سکتی ہے میں اربابِ علم و دانش کے سامنے چند حوالجات پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ عمرؓ "طاغوت"[1] تھا عمرؓ "شیطان"[2] اُسے "الاسماء الرجال"[3] کی لت تھی عمرؓ "المنکر"[4] تھا تو سیدنا علیؓ پر یہ فرضِ عظیم عائد ہوتا تھا کہ وہ اس بڈھے کھوسٹ شیطان کو خواہ مرجاتے ہرگز ہرگز اپنی لڑکی نہ دیتے مگر میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ان کا "علیؓ" کونسا "علیؓ" ہے اور وہ عمرؓ کونسا عمرؓ ہے جس عمرؓ کو اس علیؓ نے اپنی لڑکی دی ۔ اگر علیؓ سے مراد سیدنا علیؓ ابن ابی طالب کی ذات ہے اور عمرؓ سے مراد سیدنا عمرؓ ابن الخطاب کی ذات ہے تو وہ علیؓ اور عمرؓ تو گویا یک جان دو قالب تھے ۔ علیؓ عمرؓ کے مخلص مشیر، ہمدرد ساتھی، صادق دوست اور باوفا یار تھے ۔ علیؓ عمرؓ کو اپنا مربی، محسن، ہمدرد اور مفلسی کے ایام

---

[1] مفتاح الجنان بحوالہ شیعہ سُنی اتحاد ص۳۱ [2] مقبول قرآن امامیہ ص۲۸ ، [3] شیعہ سُنی اتحاد ص۶ [4] مقبول قرآن امامیہ ص۵۵۱

میں کفالت کرنے والا سمجھتے تھے ۔ علیؓ نے اُس وقت تمام عالمِ اسلام میں عمرؓ کو سب سے بڑا مسلمان سب سے بڑا متقی سب سے بڑا زاہد پایا اور اپنی لڑکی برضا و رغبت ان کے حبالۂ عقد میں دی ۔ اس قرآن السعدین کے واقعہ کو قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک ہر دو فریق کے تمام محدثین اور مؤرخین اس طرح علی التواتر بیان کرتے چلے آ رہے ہیں جو حق الیقین تک پہنچ چکی ہیں ۔ مگر روافض کے لئے یہ نکاح سوہانِ روح بنا ہوا ہے ۔ ہر طرف سے لاجواب ہو کر ایک کہتا ہے کہ یہ نکاح تقیہ کی وجہ سے ہوا ۔ دوسرا حضرت علیؓ کے صبر و تحمل کی آڑ میں پناہ لیتا ہے ۔ تیسرا خود ساختہ اقوال کو اپنے آئمہ کی طرف منسوب کر کے اپنی تضحیک کا سامان پیدا کرتا ہے چوتھا موہوم مورخوں کے دروازوں پر جبہ سائی کرتا نظر آتا ہے ، اور جب فرار کی تمام راہیں اپنے پر بند پاتا ہے تو بدزبانی پر اُتر آتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اس بدزبانی کی زد میں سب سے زیادہ سیدنا علیؓ آتے ہیں ۔ یہ لوگ اس انکار کو نبھانے کے لئے دن رات نئے سے نئے جھوٹ تراش کر اپنے ایمان کی دھجیاں فضا میں بکھیرتے چلے جا رہے ہیں مگر سچ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ ان نادان دوست نما دشمنوں کی ہمدردی خاندان رسالت کی عزت و حرمت کے لئے وبال ہو کر رہ گئی ہے ۔

۱- فروعِ کافی :- شیعوں کی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ یعنی فروع کافی جس کے متعلق امام آخر الزمان کا ارشاد ہے ہذا کاف لشیعتنا یعنی یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے ۔ اس کے مصنف ہیں ان کے رئیس المحدثین شیخ الامام الحافظ ثقۃ الاسلام ابی جعفر محمد بن یعقوب کلینی نے اس کتاب کی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ پر ایک خاص باب باندھا ہے

فی تزویج ام کلثومؓ ۔ جس میں پہلی حدیث علی بن ابراہیم سے ، دوسری محمد بن ابی عمیر سے صاف لفظوں میں بیان کی گئی ہے ۔ آگے چل کر اسی باب میں ایک اور حدیث روایت کی گئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ۔

تمہارے اصحاب سے متعدد اشخاص نے سہل بن زیاد سے اس نے حسین بن بشار الواسطی سے کہ لکھا میں نے خط طرف ابو جعفر (محمد باقر) کے سوال کرتے ہوئے نکاح کے بارے میں پس کہا اس نے مجھے جس شخص نے خطبہ کیا طرف تمہارے اور پسند کیا تم نے اس کا دین اور اس کی امانت پس نکاح کرو اس کے ساتھ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں ایک فتنہ پیدا ہوگا۔"

یہاں یہ سوال ضرور پیدا کیا جائے گا کہ اس تیسری حدیث میں سیدنا عمرؓ یا سیدہ ام کلثومؓ کا ذکر نہیں۔ مگر مجھے بتایا جائے پھر اس حدیث کو اس باب میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور لطف یہ کہ اس میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ فاطمی لڑکیوں کے نکاح غیر فاطمیوں سے جائز ہیں جبکہ وہ لوگ دیانتدار ہوں۔ اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ پسندیدہ دین کے حامل اور دیانتدار تھے۔

اب آگے چلئے اور باب المتوفے عنھا زوجھا المدخول بھا این تعتد و ما یجب علیھا ص ۳۱۱ پر حمید بن زیاد سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس آئے اور انہیں اپنے گھر لے گئے۔ یہ حدیث اس بات کے ثبوت میں پیش کی گئی ہے کہ بیوہ اپنے ایام عدت اپنے والدین کے گھر گذار سکتی ہے۔

محمد بن یحییٰ وغیرہ سے بھی اسی باب میں ایک اور حدیث بیان کی گئی ہے یعنی علیؓ ام کلثومؓ کو اپنے گھر لے گئے۔

۲۔ **الصافی** :۔ شیعوں کی دوسری اہم ترین کتاب ہے "الصافی شرح اصول الکافی" جس کے مصنف ہیں سرآمد محدثین ملا خلیل بن الغازی قزوینی[1]۔ اب دیکھئے کتاب الصافی شرح اصول کافی مطبوعہ نولکشور پریس کتاب الحجۃ جزو سوم باب النشبت دیکم ص ۲۸۱ تا ۲۸۲

[1] اس خلیل قزوینی کے ثقہ اور معتبر ہونے کے متعلق شیعوں نے ایک حدیث بھی گھڑ رکھی ہے فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ قزوین میں ایک شخص ظاہر ہوگا اور وہ ایک پیغمبر کا ہم نام ہوگا اور لوگ اس کی طاعت کی طرف سرعت کریں گے۔ خواہ مشرک ہوں یا مومن وہ مرد بھر دیگا پہاڑوں کو خوف سے۔ ایک دوسری حدیث بھی خلیل کے متعلق پہلی کی مؤید ہے۔ یہ احادیث مقدمہ کتاب میں موجود ہیں۔

کہ نبی علیہ السلام نے سیدنا علیؓ کو ایک وصیت نامہ دیا جو اللہ نے بھیجا تھا۔ اور اس پر بارہ مہریں تھیں۔ جب علیؓ نے اپنے وصیت نامہ کی مہر توڑی تو اس میں لکھا پایا۔ عبارت یوں شروع ہوتی ہے وکان فیما اشترط علیہ النبی الخ ترجمہ نبی علیہ السلام نے جبرائیلؑ کے حکم کے مطابق علیؓ کو کہا کہ اللہ تعالیٰ اے علیؓ تجھے کہا ہے کہ وصیت نامہ میں جو کچھ ہے اس سے وفا کر اور وہ ایسے شخص سے دوستی ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو محبوب ہے و دریدن پردہ تو اشارت است بدامادیئے عمرؓ پس علیؓ گفت آرے آرے یا رسول اللہؐ

خلیل قزوینی نے یہاں بڑی گھاٹیاں عبور کی ہیں۔ اور آخر میں "بدامادیئے عمرؓ" کے لفظ لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے۔ علیؓ کی زبان سے ـــ اشارت است لغصب عمرؓ ام کلثومؓ فاطمہ را تا آنکہ افتادم بر روئے خود گفتم آرے قبول کردم و راضی شدم۔

جو رافضی اپنی دور رس تاویلات کے بل بوتے پر یہ کہتے ہیں کہ ام کلثومؓ بنت علیؓ کا نکاح عمرؓ سے نہیں ہوا تھا بلکہ ام کلثومؓ بنت ابوبکرؓ کا عمرؓ سے نکاح ہوا تھا وہ اسے غور سے پڑھیں۔ اور ان دوست نما دشمنوں بزعم خویش عقلمند بے وقوفوں کو یہ بھی نظر نہ آیا کہ ہم علیؓ کو کن الفاظ سے یاد کر رہے ہیں۔ گویا علیؓ سے یہ کہلوا رہے ہیں کہ میں منہ کے بل گر پڑا اور میں نے کہا ہاں میں نے قبول کیا اور میں راضی ہوں۔

اقول :۔ اللہ تعالیٰ نبیؐ کے ذریعہ ایک سربمہر پیغام دیتا ہے۔ علیؓ اسے کھولتے ہیں اور اس میں لکھا پاتے ہیں کہ تیری پردہ دری ہوگی اور اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ ام کلثومؓ کو عمرؓ زبردستی چھین لیں گے۔ عجب خدا ہے جو جانتا ہے کہ عمرؓ ام کلثوم کو چھین لے گا۔ عجب نبیؐ ہے جو جانتا ہے کہ عمرؓ ام کلثومؓ کو چھین لے گا۔ عجب علیؓ ہے جو جانتا ہے کہ عمرؓ نے ام کلثومؓ چھین لی ہے مگر پھر منہ کے بل گر کر کہتا ہے کہ ہاں میں راضی ہوں اور میں نے یہ قبول کر لیا ہے۔

اس منہ پھٹ نے تو خدائے قدیر کی بھی طاقت و جبروت کا خاکہ اڑایا ہے نبیؐ کو بھی نہ بخشا۔ اور علیؓ کو کہا کہ خواہ کسی قسم کے فسق و فجور ہوں حتیٰ کہ تمہاری بیٹی تک بھی

چھین لی گئی تو کس سے مس نہ ہوتا۔

۳۔ **الاستبصار**:۔ شیعوں کی علم حدیث میں تیسری کتاب استبصار ہے اس کے مصنف ہیں محدث الاعظم علامہ ابو جعفر طوسی۔ انہوں نے اس فن میں دو کتابیں لکھی ہیں اس وقت میرے سامنے الاستبصار فی اختلف من الاخبار جلد ثانی مطبوعہ مطبع جعفریہ ہے اس کے صفحہ ۱۸۵ پر محمد بن یعقوب سے ایک حدیث مروی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب عمرؓ فوت ہو گئے تو علیؓ ام کلثومؓ کو اپنے گھر لے گئے (عدت گذارنے کے لئے) دوسری حدیث الحسین بن سعید سے بھی اسی مضمون کی ہے۔

۴۔ **تہذیب**:۔ روافض کے ہاں حدیث کی چوتھی کتاب تہذیب ہے اس کے مصنف بھی علامہ طوسی ہیں۔ محمد بن احمد سے روایت ہے کہ ام کلثومؓ بنتِ علی علیہ السلام اور ام کلثومؓ کا بیٹا زید بن عمر ابن الخطابؓ ایک ہی ساعت میں مدفون ہوئے اور یہ نہ معلوم ہو سکا کہ پہلے کون مرا۔ پس ایک دوسرے کا وارث نہ ہوا۔

۵۔ **شافی**:۔ شافی (تنزیہ الانبیاء والائمہ) شیعوں کے نزدیک ایک نہایت معتبر کتاب ہے۔ اس کے مصنف کا نام سید مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۵۵ھ ہے سید مرتضیٰ شیخ مفید کا شاگرد تھا۔ شیخ مفید کا قول ہے کہ ایک دفعہ خواب میں مجھے سیدۃ النساءؓ زیارت ہوئی۔ اور آپ نے فرمایا کہ میرے ان دو بچوں یعنی سید مرتضیٰ اور سید رضی کو تعلیم دو۔ چنانچہ مصنف نزہۃ اثنا عشریہ اس کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ حضرت امیرؓ نے اپنی بیٹی کا نکاح عمرؓ سے بطیب خاطر نہیں کیا بلکہ یہ عقد بار بار کی درخواست پر ہوا۔ بلکہ نوبت تخویف و تہدید اور منازعت تک پہنچی۔

اقول:۔ بہر حال جیسے بھی ہوا نکاح ہوا اور ضرور ہوا۔ اور ام کلثومؓ بنت سیدنا علیؓ سے ہوا۔ ام کلثومؓ بنتِ ابو بکرؓ یا کسی حنفیہ سے نہیں ہوا۔

۵۔ نہج البلاغہ کی شرح جو عز الدین ابی حامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ المدائنی الشہید با بن ابی الحدید نے کی ہے۔ اس کی جزء ثانی صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر پر جو عبارت ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"حضرت عمرؓ ایک روضہ میں آئے جہاں جلیل القدر مہاجرین بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے کہا مجھے مبارک دو، مجھے مبارک دو۔ انہوں نے پوچھا یا امیر المومنین کس بات پر آپ نے فرمایا میں نے ام کلثومؓ بنت علیؓ سے نکاح کر لیا ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ قیامت کے دن تمام قسم کے تعلقات نسبی و دامادی ختم ہو جائیں گے۔ سوائے میرے سبب نسب اور صہر کے"۔

اس روایت سے ایک اور بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ نبی علیہ السلام کے خسر تھے۔ سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علیؓ آپ کے داماد تھے اور ام کلثومؓ سے نکاح کے بعد سیدنا عمرؓ کا تعلق نبی علیہ السلام سے دوہرا ہو گیا۔ اور یہ چاروں قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔

۷۔ **مجالس المومنین**:۔ روافض کی دنیا کی اہم ترین شخصیت جسے یہ لوگ شہید ثالث کہتے ہیں۔ جس کی بدزبانی کی وجہ سے جہانگیر نے اس کی زبان گدی سے کھنچوادی تھی اور نور جہاں نے اس کے قتل کے بدلے میں درجنوں علماء کو جہانگیر سے کہہ کر پھانسی دلوائی تھی۔ اپنی مشہور تالیف مجالس المومنین میں متعدد مقامات پر اس نکاح کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ ایک مقام پر تو یہ کہہ کر تمام روافض کی داڑھی مونڈ ڈالی۔ اگر نبیؐ دختر بہ عثمانؓ داد علیؓ دختر بہ عمرؓ فرستاد یک نہ شد دو شد۔

ایک مقام پر مجلسی لکھتا ہے کہ علیؓ نے عمرؓ کو اس لئے لڑکی دی کہ اس کی درشت طبعی اور اکھڑپن کی اصلاح مقصود تھی (نعوذ باللہ)

اقول:۔ مجلسی کے اس قول سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی سیدنا علیؓ کے دل میں بڑی وقعت تھی بڑی قدر اور بڑی اہمیت تھی۔ اور سیدنا علیؓ نے سیدنا عمرؓ کی اصلاح کے لئے اپنی بیٹی تک قربان کر دی۔

آگے چل کر مجلسی لکھتا ہے کہ محمد بن جعفر طیار نے حضرت عمرؓ کی فوتیدگی

سُن لیجئے۔ اُم کلثومؓ بنت علیؓ ضرور عمرؓ کے حبالہ عقد میں آئیں مگر وہ فاطمہؓ کے بطن سے نہ تھیں بلکہ ایک لونڈی زادی تھیں۔ چونکہ عمرؓ کے والد بھی لونڈی زادہ تھے۔ اس لئے جو لڑکی اُم ولد کے بطن سے تھی اس کا عمرؓ سے نکاح کر دینا پیوند سے پیوند کا مل جانا تھا۔

واہ مرزا صاحب لکھنے کو تو آپ یہ لکھ گئے کہ گویا جو لڑکی کسی امام کے ہاں کسی ام ولد کے بطن سے پیدا ہوا سے کسی غاصب، خائن، جبت، طاغوت، فاسق اور فاجر کے نکاح میں دیدینا کوئی جرم نہیں۔ مگر ذرا یہ تبایئے کہ زین العابدین، موسیٰ کاظم۔ علی رضا، محمد تقی۔ علی نقی۔ حسن عسکری اور امام غائب کن آزاد عورتوں کے بطن سے تھے۔ آپ کے جلاء العیون والے رئیس المحدثین اور اصول کافی والے محدث اعظم توان ساتوں کو لونڈی زادے قرار دیتے ہیں (اصول کافی ص۲۹۵ تا ۲۹۵)

شیعہ مذہب کی صحاح اربعہ بلا اختلاف اس نکاح کی مقر ہیں۔ اور ان میں کوئی ایک حدیث بھی اس قسم کی موجود نہیں کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ پھر روافض اپنی بدبختی سے اس نکاح کا انکار کر کے خواہ مخواہ جہنم کا ایندھن بن رہے ہیں۔

یہ لوگ اس وجہ سے اس نکاح کے منکر ہیں اور بعض رفض کے زقوم کو اپنی کذب بیانیوں سے سرسبز و شاداب کئے ہوئے ہیں کہ اگر اس نکاح کا اقرار کریں تو ان کا مزعومہ قصرِ رفض ایک لمحہ میں پیوندِ خاک ہو کر رہ جاتا ہے۔

اس نکاح کا اقرار کرنے سے انہیں اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے آپس میں تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ اور اس صورت میں وہ مجوسیت اور یہودیت کا پیدا کردہ بغض ظاہر کرنے سے معذور ہو جاتے ہیں۔

اس نکاح سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کو سیدنا عمرؓ سے کوئی ناراضگی نہ تھی۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دینے سے رُک جاتے یعنی تخریب دین سے متعلق کاروائیوں سے انہیں دست بردار ہونا پڑتا ــــــ اس نکاح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمرؓ حضرت علیؓ کے نزدیک

نہایت متقی کامل الایمان اور پرہیزگار تھے۔ اور یہی بات اس مجوسی الاصل گروہ کے تربیت یافتہ افراد کو پسند نہیں۔ ان کا تو ایمان ہے کہ ان کے خدائے اہرمن کے پجاریوں کو خطہ ارضی سے نیست و نابود کرنے والی ہستی کو دن رات کوسا جائے۔

سیّدنا ذوالنورین عثمانؓ ابن عفانؓ

شیعوں کی معتبر کتاب حد تحقیق میں ہے کہ:۔

"شرف دامادی میں حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے شریک ہیں۔ کیونکہ ان کو پیغمبرؐ خدا نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں دیں اور وہ دونوں سیدہ خدیجہؓ کے بطن سے تھیں" (حد تحقیق مطبوعہ مطبع نحاس جدید لکھنؤ ص۳)

اُمّ کلثومؓ و رقیہؓ نبیؐ کی بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں سیدہ رقیہؓ کے بطن سے حضرت عثمانؓ کا ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا جو چار سال کی عمر میں مرغ کی چونچ مارنے سے فوت ہو گیا (نخبۃ الاخبار مطبع عین الفیوض ص۳۶)

حیات القلوب فارسی میں ہے "و تزویج کرد اُم کلثومؓ دختر خود را بعثمانؓ پیش از انکہ بخانہ آں برود" ترجمہ:۔ نبیؐ نے اپنی بیٹی اُم کلثومؓ عثمانؓ کے نکاح میں دی اور رخصتی سے پہلے وہ فوت ہو گئی۔ پھر رقیہؓ عثمانؓ کے نکاح میں دی۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ...)

سیّدنا عثمانؓ جامع القرآن تھے

تاریخ القرآن میں ابو عبداللہ زنجانی علی بن موسیٰ المقلب با بن طاؤس کی کتاب سعد السعود سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں غلو نہ کرو۔ اور قرآن مجید کے جلانے کا ان پر الزام نہ لگاؤ۔

اللہ سے ڈرو ، اللہ سے ڈرو ! حضرت عثمانؓ نے قرآن کے جو اوراق جلائے وہ تمام صحابہؓ کے مشورہ سے جلائے۔ آپ نے ہم سب کو جمع کیا اور فرمایا اس قرأت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ لوگ قرأت میں مناقشہ کرتے ہیں اور یہ چیز کفر تک پہنچاتی ہے۔ تو ہم نے کہا آپ کی کیا رائے ہے تو آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایک قرأت پر جمع کردوں۔۔۔۔ تو ہم نے کہا آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے (بحوالہ العواصم من القواصم ۔ حاشیہ ص ۱۳۶ شائع کردہ ادارہ احیاالسنۃ گرجاکھ)

افسوس کہ شیعوں کو حضرت علیؓ کی اس روائیت کے مقابلہ میں محمد بن جعفر رافضی المعروف شیطان الطاق کے قول میں زیادہ صحت نظر آئی ہے جو اپنی تالیف "امامت" میں لکھتا ہے کہ عثمانؓ نے اصلی قرآن جلادیا تھا۔ حالانکہ امام زید نے جعفر صادق کی مجلس میں اس پر انکار کیا تھا۔

حضرت علیؓ کی اسی روائیت کے مقابلہ میں حسین محمد بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب مشہد[1] میں مرقوم یہ بات زیادہ پسند آئی ہے کہ عثمانؓ نے اصل قرآن جلادیا تھا۔

شیخ ابن بابویہ قمیؒ نے معانی الاخبار میں امام موسیٰ کاظم سے روایت کی ہے:۔

عن الحسن ابن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان بمنزلۃ الفواد (بحوالہ آیات جنیات)

امام حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ بمنزلہ میرے سمع کے ہے اور عمرؓ بمنزلہ بصر کے اور عثمانؓ بمنزلہ دل کے ہے۔

فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ میں ہے۔ محمد بن علی الحلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا۔ فرمایا کہ بنی عباس میں اختلاف پڑنا اور ندا اور مہدی کا خراج یقینی ہے۔ میں نے عرض کیا ندا کس طرح ہوتی ہے۔ تو فرمایا:۔

---

[1]: یہ کتاب نجف میں ۱۲۹۲ھ میں اور ایران میں ۱۲۹۲ھ میں چھپی تھی۔

ینادی مناد من السماء اول النھار الا ان علیا علیہ السلام وشیعتہ ھو الفایزون قال وینادی مناد اخر النھار الا ان عثمان وشیعتہ ھم الفائزون (ص ۱۳۶)

اول نہار میں ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ آگاہ ہوجاؤ کہ علی علیہ السلام اور ان کے گھر والے مراد کو پہنچیں گے اور پھر فرمایا شام کے وقت ایک منادی ندا کرتا ہے کہ آگاہ ہوجاؤ کہ عثمانؓ اور اس کے گروہ والے مراد کو پہنچیں گے۔

سیّدنا معاویہؓ

مشہور شیعہ مؤرخ ابن طقطقی کی ایک روایت سیدنا علیؓ کے حالات کے تحت "امام حق" کے ضمن میں (سیدنا معاویہؓ کی تعریف میں آگے آئے گی) سیدنا معاویہؓ کے علم کے بارہ میں سن لیجئے۔

۱۔ حضرت معاویہؓ نے کسی انصاری کو پانصد دینار بھیجے۔ انصاری نے کم سمجھے اور اپنے بیٹے کو دے کر کہا انہیں لے جاؤ اور امیر معاویہؓ کے منہ پہ دے مارو صاحبزادے معاویہؓ کے حضور میں پہنچے اور اپنے باپ کے ارشاد سے مطلع کرتے ہوئے کہا وہ تندخو، تریخ قسم کے بزرگ ہیں انہوں نے ایسا فرمایا ہے معاویہؓ نے فرمایا تم ضرور اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کرو مگر اپنے چچا کا بھی خیال رکھنا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ کو ڈھانپ لیا اور آخر میں اسے دگنی رقم دیکر رخصت کیا (الفخری ص ۱۳۷) ابن طقطقی اس واقعہ کے لکھنے کے بعد لکھتا ہے کہ معاویہؓ کی ان خوبیوں نے ہی انہیں عالم اسلام کا خلیفہ منتخب کردیا تھا۔

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ کا مجہول الاحوال رافضی مصنف لکھتا ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے معاویہؓ کی وفات کی خبر سنکر کہا اے اللہ! معاویہؓ پر اپنی رحمت وسیع کیجئے واللہ وہ ان لوگوں کی مانند تو نہ تھے جو ان سے پہلے گذرے لیکن ان سے بعد ان کی مثل آنے والا کوئی نہیں ہے (جلد ۲ ص ۲ قسم ثانی طبع دہلی)

۳۔ مشہور شیعہ مؤرخ مسعودی لکھتا ہے۔ امیر معاویہؓ مسجد میں کرسی رکھوا کر بیٹھتے

اور بلا استثنا ضعیف وکمزور دیہاتی، بچے، عورتیں لاوارث سب پیش کئے جاتے ہر شخص ان کے سامنے اپنی تکلیفیں پیش کرتا۔ آپؓ ان کے تدارک کا حکم فرماتے مظلوموں کی دادرسی کرتے، پھر دربار میں آتے اور اُمراء و شرفاء کو باریاب کرتے اور فرماتے تمہیں اختلاف اس لئے کہا گیا ہے کہ تم کو اگر کسی غریب کے متعلق کچھ معلوم ہو تو مجھ تک پہنچاؤ (مروج الذہب مسعودی جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ مطبوعہ مصر)

۴۔ مشہور شیعہ مورخ امیر علی لکھتا ہے کہ مجموعی طور پر حضرت معاویہؓ کی حکومت اندرون ملک بڑی خوشحال تھی۔ اور خارجہ پالیسی کے لحاظ سے بڑی کامیاب تھی۔ (ہسٹری آف سیراسنز صفحہ ۸۲)

۵۔ حسن نظامی جیسا غالی شیعہ اور منہ پھٹ رافضی لکھتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کسی کو گالی نہیں دی، بہت نرم دل تھے۔ زور اور سختی کی حکومت کو ناپسند کرتے تھے (محرم نامہ صفحہ ۱۰۹-۱۰۸ طبع دہلی)

۶۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کیونکہ یہ ایک ہی بیعت ہے جس میں نظر ثانی نہیں ہو سکتی۔ نہ نئے سرے سے اختیار کا حق حاصل ہے جو اس سے نکل گیا وہ (اسلام) پر طعن کرتا ہے اور جو تردد کرتا ہے سہل انگار ہے۔

اصحابؓ بدر

- اللہ تعالےٰ نے اصحابِ بدر کے حق میں فرمایا ہے:۔

اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم (خلاصۃ المنہج شیعہ) "کرو تم جو کچھ تم چاہو تحقیق میں نے تمہیں بخشدیا ہے۔"

(اس کی تفسیر میں) نبی علیہ السلام نے فرمایا:۔

- لعل اللہ اطلع علی اهل البدر فغفرلهم فقال اعملوا علی ما شئتم فقد غفرت لکم (تفسیر مجمع البیان شیعہ) "اللہ تعالےٰ اہل بدر پر ظاہر ہوا پس اُنہیں بخشدیا۔ اور فرمایا کرو جو تم چاہو۔ میں نے تم کو بخشدیا ہے۔"

جنگِ اُحد

شیعہ مذہب عجیب بھان متی کا سوانگ ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بغض میں اندھے ہو کر یہ ایسی واہی کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس کی زد سے نہ خدا بچے نہ رسولؐ۔ چنانچہ غزوۂ اُحد میں صحابہ کرامؓ کو بھگوڑا ثابت کرتے کرتے انہوں نے نبی علیہ السلام کو بھی نہ چھوڑا۔

حین فر من قومه ولحق بالغار من خوفهم۔ "یعنی (محمدؐ) جس وقت اپنی قوم سے بھاگا اور ان کے خوف سے غار میں لاحق ہوا" (علل الشرائع صفحہ ۱۶۱ باب ۱۲۲)

نعوذ باللہ من ذالک الهفوات) تمام مذاہب کی تاریخیں اُٹھا کر دیکھو جن میں اسلام دشمن لوگوں کی تاریخیں بھی ہیں مگر جنگ اُحد میں کسی نے "غار" وغیرہ کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ مگر شیعوں نے غار تیار کی اور نبیؐ کو بھگا کر غار میں پہنچا کر دم لیا۔

اور فیصلہ کن امران اصحاب کے متعلق جو درہ چھوڑ کر نیچے اُتر گئے تھے یا جو افراتفری کے عالم میں منتشر ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ولقد عفا اللہ عنهم فرما کر ان کی ماضی اور مستقبل کی لغزشوں کو معاف کر دیا تھا۔ ولو فرضنا درہ کا چھوڑ دینا ان کی نافرمانی پر ہی دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اُن میں سے چند اصحابؓ نے اس وقت درہ چھوڑا تھا جب مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں فتح حاصل ہو چکی تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کی اس لغزش کو معاف فرما دیا تھا۔ مگر کیا فرماتے ہیں نظریۂ عصمت کے قائلین سیدنا علیؓ کے متعلق جب آپ نے غزوہ تبوک کے موقع پر نبی علیہ السلام کے ارشاد کے خلاف مدینہ چھوڑا جب یمن سے مالِ غنیمت لاتے ہوئے راستہ میں ایک لونڈی سے خلوت کی۔ جب سیدہ فاطمہؓ کو نکاح کے وقت کے وعدہ کے خلاف پانی اور ایندھن لانے کی تکالیف پہنچائیں اور دختر ابوجہل سے نکاح کا ارادہ کیا۔ جب شب ہجرت کفار کے استفسار پر بقول تنویر البیان اظہاری بیزاری کرتے ہوئے کہا میں محمدؐ کا نگہبان نہیں۔

شیخ علی جو شیعوں کے ہاں بہت بلند مقام رکھتے ہیں اپنی مشہور تالیف تذکرۃ الفقہا کی چھٹی جلد میں لکھتے ہیں کہ اُحد کے دن حضرت ابوبکرؓ نے اپنے باپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر حضرتؐ نے منع فرما دیا کہ جانے دے کوئی اور یہ کام کرے گا۔

غزوہ تبوک

اس قسم کی تصریحات کا استیعاب ایک طویل وقت کا مقتضی ہے۔ شیعوں کا وہ گروہ جو نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد سوائے تین چار اصحاب کے سب کے ارتداد کا قائل ہے۔ انہوں نے جنگ بدر، جنگِ اُحد میں شامل اصحاب کے فضائل دیکھ لئے ہیں۔ ان کے بعد اب غزوۂ تبوک کے متعلق بھی سُن لیجئے۔

بدر الدجیٰ شیعوں کی ایک مشہور اور مستند کتاب ہے اس کی دوسری جلد سے فارسی کا ترجمہ اردو میں پیش کیا جاتا ہے۔

"امام رضاؑ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ کے سبب سے مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول فرما کر ان پر رحمت کی۔ مہاجرین و انصار کی صفت میں فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام کی تنگی اور عُسرت میں پیروی کی، اور تبوک کے لشکر کو جیش عسرت کہتے ہیں اس لئے کہ وہ سخت تنگی میں تھے اور دس آدمیوں کے پاس صرف ایک ایک اونٹ تھا اور یہی حالت سامان خوراک کی تھی کہ ایک دن میں دو آدمی ایک خرما پر گزارہ کرتے تھے" (ص ۲۹)

نتیجہ یہ نکلا کہ جیش عسرت میں شامل اصحاب مؤمنین کاملین میں سے تھے اور لُطف یہ کہ سیدنا علیؓ اس لشکر میں سرے سے موجود ہی نہ تھے۔ بلکہ بطور محافظ مدینہ میں چھوڑ دیئے گئے تھے۔

اے دوست بہ پرسیدن حافظ قدمے نہ

غزوۂ تبوک کے موقعہ پر نبی علیہ السلام نے اپنے عیال کی خبر گیری کے لئے مدینہ میں چھوڑا۔ اور بنی غفار کے ایک شخص سباع بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔[1]

[1] مشکوٰۃ میں آنحضرتؐ کے جانشین کا نام ام مکتوم بتایا گیا ہے۔

چند لوگوں نے سیدنا علیؓ کے متعلق چہ میگوئیاں شروع کیں کہ علیؓ کو نکما سمجھ کر آپؐ چھوڑ گئے ہیں۔ سیدنا علیؓ کو یہ سنکر یارائے ضبط نہ رہا اور مسلح ہو کر نبی علیہ السلام کے حکم کے خلاف آپ کے اہل و عیال کو بے سہارا چھوڑ کر مقام جرف میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور عرض کیا کہ مجھے لوگ نکما کہتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا وہ جھوٹ کہتے ہیں میں نے تمہیں اپنے اہل و عیال کی نگرانی کے لئے چھوڑا ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ تمہیں میرے پاس وہ مرتبہ ملے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے پاس تھا (طبری جلد اول حصہ سوم ص ۸۵ طبع دکن)

مجلسی اپنی تالیف حیات القلوب میں لکھتا ہے کہ تبوک کے غزوہ کے وقت نبی علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے مدینہ میں چھوڑا ... منافقین نے طعنے دئے تو آپ اسلحہ پہن کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے (ص ۳۰۲ اردو طبع دکن)

اس موسیٰؑ اور ہارونؑ کی مشابہت سے روافض سیدنا علیؓ کی خلافت بلافصل کی لم تراشتے ہیں مگر انہیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہر دو کتب روافض میں صاف لفظ ہیں کہ تمہیں اہل و عیال کی حفاظت کے لئے چھوڑ رہا ہوں۔ اور اپنا نائب تو آپؐ نے ایک غفاری نوجوان کو بنایا تھا۔ اس لحاظ سے نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد اس غفاری کو نبیؐ کا جانشین ہونا چاہیئے تھا۔

دوسری اہم ترین بات ہے کہ غزوۂ اُحد میں درّہ میں متعین صحابہؓ کرام کے چند آدمی فتح کے آثار دیکھ کر درّہ چھوڑ کر میدان میں پہنچ گئے جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چشم زخم پہنچا اور اس واقعہ کو شیعہ اُچھال اُچھال کر ہلکان ہو رہے ہیں۔ مگر علیؓ نے یہاں صریحاً نبیؐ کے حکم کی نافرمانی کر کے مدینہ کو چھوڑ دیا۔ اگر اس عرصہ میں نبی علیہ السلام کے اہل و عیال کو کوئی چشم زخم پہنچتا تو کیا ہوتا۔ پھر اس پہلو سے بھی اس پر غور کیجئے کہ تین صحابہؓ کرام محض تساہل کی وجہ سے شاملِ غزوہ نہ ہو سکے جن کے ساتھ مسلمانوں کو اتنا عرصہ قطع تعلق کرنے کا حکم ملا جتنا وقت اس سفر میں لگا تھا۔ مگر علیؓ ان تین صحابہؓ سے بڑھ کر بعض لوگوں کے نکما کہنے سے حوصلہ

مار کر نبیؐ کے ارشاد کے خلاف مدینہ چھوڑ کر نبی علیہ السلام کے پیچھے چل پڑے۔
حوصلہ دیکھئے ان اصحاب کا جنہوں نے اس موقعہ پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے گھر کا تمام اثاثہ حتیٰ کہ سوئی دھاگہ چھلنی اور توا تک لاکر حضورؐ کی خدمت میں ڈھیر کر دیا۔ فاروق اعظمؓ نے آدھا مال پیش کیا اور عثمانؓ ذوالنورینؓ نے ایک تہائی لشکر کے کھانے اور سواری کا انتظام اپنے ذمہ لے لیا۔ سیدنا علیؓ کو نبی علیہ السلام نے اس موقعہ پر جو مثلِ ہارونؑ فرمایا تھا اس کا مطلب بھی یہ نہیں تھا کہ تم میرے بعد خلیفہ ہوگے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہارون علیہ السلام کی طرح تم بھی پیچھے رہ جانے والوں کو سنبھال نہیں سکو گے۔ اسی لئے اپنا نائب یعنی خلیفہ ایک غفاری نوجوان کو بنایا تھا اور علیؓ کو گھر میں صرف اس لئے چھوڑا تھا کہ اہل وعیال کی حفاظت کرنا۔ یعنی انہیں ضروریاتِ کی اشیاء لاکر دینا۔ اور صرف گھر کی حفاظت کرنا۔

اسی جنگ کی تیاری کے موقع پر نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا من جھز جیش العسرۃ فلہ الجنۃ "جس نے اس تنگ دست لشکر کے سفر کا سامان مہیا کیا اس کے لئے جنت ہے"، متعدد روایات میں ہے کہ اس لشکر کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ ان ایام میں سیدنا عثمانؓ کا ایک تجارتی قافلہ شام کی طرف جانے والا تھا۔ آپ نے وہ قافلہ روک لیا اور تمام سامان نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم "آج کے بعد عثمانؓ سے جو کچھ سرزد ہوگا وہ اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا"۔

صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شامل تمام جنتی ہیں

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ کی تفسیر میں علامہ فیض اللہ محسن کاشانی شیعی المتوفی ۱۰۹۲ھ تفسیر صافی میں لکھتے ہیں:-

آنحضرتؐ فرمودند بدوزخ نرود یک کس از آں مومناں کہ در زیر شجرہ بیعت الرضوان نام نہادہ اند بجہت آنکہ حق تعالیٰ درحق ایشاں فرمودہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان مومنوں میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا۔

(ج۱ ص۲۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

غزوۂ حنین

تقسیم غنائم کے موقعہ پر نبی علیہ السلام نے نومسلموں کو ان کی تالیفِ قلب کے لئے مال عطا فرمایا۔ تو انصار میں سے چند اصحاب نے اپنی کسی ایک مجلس میں اس بات کا ذکر کیا کہ ہمیں مالِ غنیمت سے کم ملا ہے۔ بعد کے زمانہ میں روافض کے ہاتھ میں یہی معمولی سی بات ایک بہت بڑے بہتان اور افتراء کی صورت میں پروان چڑھتے چڑھتے یہاں تک پہنچ گئی کہ نعوذ باللہ وہ سب مرتد ہوگئے تھے۔ مگر مگر ان عقل کے اندھوں کو آج تک اپنی مستند تفسیر مجمع البیان للطبرسی کی یہ عبارت دیکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔

اس موقع پر نبی علیہ السلام نے جو ارشاد فرمایا اس کی موجودگی میں روافض کی ژاژ خائی سے انصار کے عمل و ایمان میں تو کمی ہونے سے رہی

______ یہ لوگ اپنے ہی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:- اَفَلَا تَرْضَوْنَ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَنْ یَّذْهَبَ النَّاسُ الخ "اے گروہ انصار کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر گھر جائیں۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کو لے کر گھر جاؤ"۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں تو میں یقیناً انصار کے ساتھ چلوں گا۔ اور اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصارؓ ہی کا ایک فرد ہوتا۔ اے اللہ! تو انصار پر انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے پوتوں پر رحم فرماتے رہنا (جلد ۳ ص۱۹)

صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ السلام کا جنازہ پڑھا

آج روافض کے واعظین اور ذاکرین اپنی مجالس وعظ اور محافلِ ذکر میں بڑے شدّومد سے منبروں پر اُچھل اُچھل کر ان الفاظ کا تکرار کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے تو نبی علیہ السلام کا جنازہ تک نہیں پڑھا۔ ان لوگوں سے کون پوچھے؟ کیا پوچھے؟ کیسے سمجھائے اور کیا کیا سمجھائے کہ آیا تمام کذب وافترا، جھوٹ اور بہتان کا ٹھیکہ تم نے ہی لے رکھا ہے۔ تم جو کچھ کہہ رہے ہو اور کہتے چلے آ رہے ہو ان میں سے کوئی ایک بھی سچی بات کبھی تمہارے منہ سے نکلی ہے۔ تم لوگ بغضِ صحابہؓ میں اس قدر اندھے ہو چکے ہو۔ اور اُن کی مقدّس ذاتوں پر اس قسم کے بہتان تراش رہے ہو جن کی زد میں بالواسطہ تمہارے مزعومہ آئمہ بھی آتے ہیں۔ لیکن ؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

یہ ہے آپ کی اُصول کافی اس میں مرقوم ہے :-

عن ابي جعفر عليه السلام قال	امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام
لما قبض النبي صلى الله عليه وسلم	کی وفات ہوئی تو آپؐ پر فرشتوں، مہاجرین
صلت عليه الملائكة والمهاجرون	اور انصار نے گروہ درگروہ نماز پڑھی۔

والانصار فوجًا فوجا (جلد ا ص۴۴۹)

اب اس روایت سے صغریٰ کبریٰ نکال کر آپ جو چاہیں کہتے پھریں۔ مگر حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے۔

جنگِ صفین کے طرفین

جنگِ صفین کے شہداء کے متعلق سیّدنا علیؓ کا قولِ فیصل

قتلائی وقتل معاویۃؓ فی الجنۃ (بروایت یزید بن اصم رواہُ الطبرانی ومجمع الزوائد جلد ۹ ص۳۵۸) "یعنی میرے لشکر کے مقتول اور معاویۃؓ کے لشکر کے مقتول سب جنتی ہیں۔

نہج البلاغۃ میں آپ کا ارشاد بایں الفاظ مرقوم ہے الامر واحد الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء (نہج البلاغۃ جلد ۳ ص۱۲۵)

"ہمارا اور معاویہؓ کا سب معاملہ ایک ہی ہے۔ بجز اس کے کہ ہم عثمانؓ کے خون کے متعلق اختلاف کیا۔ مگر ہم اس الزام سے بری ہیں۔

سیّدنا معاویہؓ کی خلافت

جب امیر معاویہؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو اُنہوں نے ان تمام عیّار، بدکردار، مکّار، اشرار اور نافرمان، سرکش اور باغی عناصر کے کس بل نکال کر رکھ دیئے۔ اور نتیجاً ہر اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ملک میں امن وامان کا دَور دورہ شروعِ ہو گیا۔ مگر سبِّ صحابہؓ کے سلسلہ میں اُنہیں جو چاٹ لگ چکی تھی وہ زیرِ زمین دُگنی ہو گئی پہلے تو یہ لوگ علی الاعلان کچھ نہ کچھ کہہ کر اپنے دلوں کا غبار نکال لیتے تھے۔ مگر اب ان کے اہم ترین ستون جب پیوند خاک ہو گئے تو یہ لوگ غصّے سے دیوانے ہو گئے اور پاگل ہو کر اپنی چار دیواریوں کے اندر چھُپ چھپ کر بکواس کرنے لگے۔ امویوں کے دورِ خلافت میں انہوں نے چند ایک علویوں کو گھیر کر خروج کرائے۔ مگر اپنے بلوں سے نکلتے ہی ان کے سر کچل دیئے جاتے رہے۔ ان کا یہی حشر عباسی خلافت کے زمانہ میں ہوتا رہا۔ مگر خلیفہ معتصم باللہ عباسی کی خلافت کے زمانہ میں جب مشہور غالی شیعہ ابن علقمی کو وزارت کا عہدہ ملا تو اُس نے ہلاکو کو بلا کر صرف بغداد کو ہی تباہ نہ کرایا بلکہ تمام عالم اسلام کا مرکز اُجاڑ کر رکھ دیا۔ اور جب دوبارہ خلافت عباسیہ کا ظہور ہوا تو بویہی خاندان نے اپنی رہی سہی کسر پوری کر دی۔

شیعہ مذہب میں تضادات کیوں

یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب تضادات کا مجموعہ بنکر رہ گیا۔ یعنی زیر زمین گروہ صحابہ کرامؓ کے حق میں جو بدزبانی اور بدگوئی کرتا رہا اُس کا ذخیرہ الگ تیار ہوتا رہا۔ اور فاطمی اکابرین کے اُس گروہ سے جو سچے مسلمان تھے اُن سے جو شیعہ ملتے رہے وہ صحابہ کرامؓ کی تعریفیں کرتے رہے۔ نتیجۃً مذہب شیعہ تضادات کا مجموعہ بن گیا۔

دوسرا باب

سیّدنا علیؓ خلافت سے پہلے

سیّدنا علیؓ کی خلافت کا زمانہ ان کے شیعوں نے ان کے لئے کانٹوں کی سیج بنا رکھا۔ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد پچیس سال آپ نے ہر قسم کی فراغت آسودگی خوشحالی اور امن چین کی فضا میں گذارے تھے۔ اصحابِ ثلاثہ کے زمانہ میں تقریباً چالیس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا۔ مگر سیدنا علیؓ نے کسی غزوہ میں کوئی حصّہ نہ لیا۔ ہوسکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ خلفائے ثلاثہ آپکی حاضری مدینہ میں ضروری سمجھتے ہوں اور اکثر امورات اور مہمات ملکی میں آپ کے مشوروں کی ضرورت پڑتی ہو۔ مگر اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ نے خود کسی غزوہ میں شامل ہونے کا ارادہ ظاہر نہ کیا ہو اور اصحاب ثلاثہؓ میں سے کسی نے آپ کو حکماً بھیجنا موزوں نہ سمجھا ہو۔ المختصر یہ کہ وجہ کوئی بھی ہو آپ کو گھر بیٹھے فدک کے حصّے سے اور غنیمت سے اس قدر مال مِل جاتا تھا کہ ایک بار فدک کا حصّہ آنے پر آپ نے خود ہی یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا تھا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں۔ غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔

خلیفہ بننے کے بعد

مگر جب خلافت کا بار آپ کے کندھوں پر آپڑا اور اپنے ساتھیوں کی نافرمانی سے واسطہ پڑا تو گذرے ہوئے زمانے کی یاد ستانے لگی۔ نہج البلاغۃ کے اکثر خطبات سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ اکثر گذرے ہوئے زمانہ کی یاد کسی نہ کسی

انداز میں ضرور کرتے۔ آپ زیادہ پریشان اس وقت ہوئے جب جنگِ صفین کے بعد عبداللہ بن سبا کے ساتھی اور آپ کی فوج کے کمانڈر انچیف مالک بن اشتر النخعی قاتل عثمانؓ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ چنانچہ اس موضوع پر آپ نے متعدد بار اپنے قلبی تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش کہ میں آج سے بیس سال پہلے مرگیا ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا علیؓ پر اُن کی اپنی خلافت کا زمانہ سخت مشکلات کا زمانہ تھا۔ مکہ، مدینہ اور شام کی طرف سے تقاضا تھا کہ قاتلینِ عثمانؓ سے قصاص لیا جائے۔ آپ کی اپنی فوج میں جو لوگ قاتلینِ عثمانؓ سے قصاص لینے کے حق میں تھے اُن کی تعداد بھی کئی ہزار تھی۔ مگر آپ پوری طرح قاتلین عثمانؓ کی گرفت میں آچکے تھے۔ اگر کبھی دبی زبان سے بھی آپ کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے کہ قاتلینِ عثمانؓ میرے لشکر سے الگ ہوجائیں تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ تلواریں لہراتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوتے اور علی الاعلان کہتے ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں۔ اور آپ کو یہ سب کچھ دیکھنا پڑتا۔ آپ کے بس میں یہی تھا کہ آپ انہیں زبانی منع کریں۔ چنانچہ آپ نے بارہا فرمایا کہ میرے پیش رو روشنی کے مینار ہدایت کے چراغ اور اسلام کے جانباز سپاہی تھے۔ (تفصیل دوسرے مقام پر گذر چکی ہے) مگر آپ کی کوئی نہ سُنتا۔ حتیٰ کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔

غرضیکہ سیّدنا علیؓ کے گرد جمع ہونے والے گروہ کی حرکتیں اہلِ صفا کو نہایت ناگوار تھیں۔ سیّدنا ابو ایوب انصاریؓ جنگِ جمل تک آپکے ساتھ رہے اور پھر الگ ہوگئے۔ جریرؓ بن عبداللہ جنگ جمل کے بعد آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے قیسؓ بن سعد نے جنگ صفین تک ساتھ دیا۔ بعد میں مصر کے والی بھی بنے مگر جب دیکھا کہ علیؓ اپنے بدزبان ساتھیوں کی گوشمالی کی قدرت نہیں رکھتے تو ناراض ہوکر مدینہ میں گوشہ نشین ہوگئے۔ مجوسی اور سبائی ذہن کی تیار کردہ

جماعت اب علی الاعلان "شیعانِ علی" بن گئی۔ مگر اس بات کے باوجود وہ اپنی کارروائیوں پر ابھی مطمئن نہ ہوتے۔ کچھ خوارج کا جامہ دور پر کر کے الگ ہو گئے جو باقی رہے ان میں ذیلی شاخیں پیدا ہوتی رہیں۔ ان کے مقابلہ میں گروہِ عظیم تشخص کے طور پر اہل سنت والجماعت کہلانے لگا۔ سیدنا علیؓ اور آپ کی اکثر اولاد کا یہی مذہب رہا۔ علی بن حسینؓ (زین العابدین) ان کے بیٹے محمد باقرؒ ان کے فرزند جعفرؒ الصادق، یا اُن کی قسم کے علوی اپنے اپنے دور کی اہم شخصیتیں ہوئی ہیں اور وہ سب کے سب اپنے وقت کے خلفاء کی بیعت پر مستقیم رہے۔

غالیوں اور مفوضوں کا مذہب

شیعیت کی مختلف شاخوں پر بحث کرنے سے پہلے مشہور زیدی شیعہ عالم محمد بن الحسن دیلمی کی شہرۂ آفاق تالیف قواعد آل محمد مطبعۃ السادۃ مصر ۱۹۵۰ء کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

باطنیوں کا مذہب پیش کرنے سے پہلے ہم غالیوں اور مفوضوں کی بعض باتیں بیان کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ وہ لوگ بھی انہیں میں سے ہیں۔ وجہ یہ کہ غالی ہوں یا مفوض، اسماعیلی باطنی ہوں یا اثنا عشری امامی ان سب کے مذہبی اصول بہت سے مسائل میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ امامیہ کا مذہب باطنی مذہب کی دہلیز ہے۔ انہی کے ذریعہ لوگ شیعیت میں داخل ہوتے ہیں اور سب کے سب تشیع کے مدعی ہو کر دین میں غلو کرتے ہیں اور مسلمانوں کے طریق سے نکل جاتے ہیں۔ آگے چل کر ص۱ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک وجہ یہ ہے کہ یہ تمام اُمتِ مسلمہ کو کافروں کی جماعت کہتے ہیں۔ اور ان کا نام انہوں نے اُمت سرنگوں رکھا ہے۔ یعنی راہِ راست چھوڑ دینے والی اُمت" پھر یہ لوگ نبی علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک کے تمام آئمہ، علما اور فضلاءِ اُمت کو شیاطین اور اصنام کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک شیطانی بتوں میں پہلے بت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ اور انہیں کی طرح کے دوسرے

وہ سب حضرات جو کبھی اور کہیں پیدا ہوئے ہوں۔ کیا یہ تصور صریح کفر اور شرک محض نہیں ہے؟ مفوضہ اور غالیوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کارِ جہاں آئمہ کے سپرد کر رکھا ہے۔ یہی لوگوں کو پیدا کرتے ہیں، مارتے ہیں۔ روزی دیتے ہیں۔ جلاتے ہیں اور مرنے کے بعد اُٹھائیں گے اور عذاب دیں گے۔[1]

اذان میں "علی ولی اللہ" کہنے والے پر لعنت

شیعہ امامیہ کے مجتہد اعظم مفید نے اپنی مشہور تالیف جو شیعوں کی صحاح اربعہ میں شامل ہے یعنی "من لایحضرہ الفقیہ" کے باب الاذان میں لکھا ہے کہ مفوضہ ہی ہیں جو اذان میں حضرت علیؓ کو ولی اللہ اور وصی رسول اللہ اور خلیفہ بلا فصل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ مؤلف من لایحضرہ الفقیہ لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ جزو اذان نہیں جو انہیں جزو اذان سمجھ کر ان کو اذان دیتے وقت کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اقول:۔ آج تمام شیعہ مساجد میں یہ الفاظ دہرائے جاتے ہیں۔ بقول مصنف من لایحضرہ الفقیہ یہ الفاظ دہرانے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ آخر مصنف نے ان الفاظ کے قائل کو ایسا کیوں کہا۔ بات بالکل سیدھی اور صاف ہے کہ ان الفاظ سے بالواسطہ اصحاب ثلاثہ پر سَبّ کا پہلو پیدا ہوتا ہے اور یہی سَبّ باعث لعنت ہے تکبیر کے ساتھ شیعوں نے نعرۂ رسالت اور نعرۂ حیدری گھڑا۔ اور لطف یہ کہ غیر شیعہ جُہلا بھی اس شیعی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اسی قسم کے نعروں سے اپنی مجالس میں گرمی پیدا کرتے ہیں۔

شیعی بدعات کا بانی بویہی خاندان تھا

مجوسی النسل بویہی خاندان جب بغداد پر متصرف ہوا تو اُس نے جو کچھ کیا وہ علامہ خضری کی محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ میں الدولۃ العباسیہ کے صفحہ ۳۸۲ پر دیکھئے

[1] :۔ صاعقۃ الظنون فی رد جلاء العیون میں راقم نے اس موضوع پر کہ بقول روافض آئمہ رب ہیں۔ تفصیلی بحث کی ہے۔ (زیر طبع ہے)

شخص تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص، ابوعبیدہؓ بن جراح، سالمؓ مولائے ابن حذیفہؓ، مغیرہؓ بن شعبہ (ترجمہ مقبول قرآن امامیہ ۲۹۵)

سعدؓ بن وقاص آنحضورؐ کے ماموں تھے، جن کو آپؐ نے فرمایا تھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ معاذ اللہ نبی علیہ السلام نے گویا منافقت سے یہ لفظ کہے تھے۔

اور عباسؓ نبی علیہ السلام کے چچا ہیں۔ اور چچا کے متعلق واضح طور پر کلیہ موجود ہے، العم اقرب من ابن العم عن فاد شرعًا لغت اور شرح کے لحاظ سے چچا زیادہ قریب ہے بہ نسبت چچا کے بیٹے کے۔

۸۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں ہے کہ الفحشا سے مراد جناب اول اور المنکر سے مراد حضرت ثانی اور البغی سے مراد مسٹر ثالث ہیں (بحوالہ مقبول قرآن امامیہ ص۵۵۱)

۹۔ سورۃ بقرہ کی آیت ۹-۱۰-۱۱-۱۲ کی تفسیر کرتے ہوئے دشمنِ اسلام لکھتے ہیں کہ اس سے مراد ابن ابی یا اصحاب اوّل اور ثانی اور منافقین ہیں سے جو ان کے ہمسر ہیں جن کا نفاق ان کے کفر سے بڑھا ہوا ہے (مقبول قرآن امامیہ ص۶)

۱۰۔ تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مراد یار سے وہ دونوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) ان کا تیسرا ابوعبیدہؓ جراح اور چوتھا سالمؓ مولائے حذیفہ اور ان کے ساتھ عبدالرحمٰنؓ و طلحہؓ تھے (مقبول قرآن امامیہ ص۱۹۷)

۱۱۔ تفسیر قمی میں سورۃ بقر کی آیات ۲۰۴ اور ۲۰۵ کے تحت لکھا ہے کہ امام جعفر نے فرمایا کہ یہ آیت اوّل و ثانی (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے حق میں نازل ہوئی ہے (مقبول قرآن امامیہ ص۶۱)

آیت نمبر ۲۰۴ ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا و یشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام آیت نمبر ۲۰۵ واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا و یھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد۔

۱۲۔ تفسیر قمی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں پیدا کیا جس کے دو شیطان نہ ہوں۔ اسی طرح محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو شیطان ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں (مقبول قرآن امامیہ ص۲۸۱)

۱۳۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقر سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں "قال الشیطن" آیا ہے اس سے مراد عمرؓ ہے (بحوالہ مقبول قرآن امامیہ ص۵۱۲)

الغرض شیعیت کی دنیا اس قسم کی لغویات سے بھری پڑی ہے۔ اور اس میں ان بے چاروں کا قصور بھی نہیں۔ یہ لوگ جب خدا کو بھول جانے والا اور جھوٹ کہنے والا کہنے سے باز نہ آتے، نبیؐ کی تیس سالہ تبلیغ پر یہ کہہ کر پانی پھیر دیا کہ آپؐ کے مرنے کے بعد سب مرتد ہو گئے اور زندگی میں تبلیغ کے لئے کفار کے ہاں شادی کیں اور ان کو لڑکیاں دیں۔ علیؓ کو ان لوگوں نے بازاروں میں گھسیٹا، اور جب وہ خلیفہ بنے تو ان کا شانہ توڑ دیا[1] اور آخر شہید کر کے دم لیا۔ حسنؓ کو ذلیل و رسوا کیا، حسینؓ کو بلا کر قتل کیا۔ ایسے لوگوں سے کس کو بھلائی کی امید ہو سکتی ہے کہ ان کے منہ سے کسی کے حق میں کوئی کلمۂ خیر نکلے گا۔ شیعہ مذہب کی بیسیوں کتب اس قسم کی عبارت سے بھری پڑی ہیں۔

قد خذلنا شیعتنا خلاصۃ المصائب ص۴۹) کہ ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل و رسوا کیا یہ کہنے والے جنگے اپنے آئمہ ہیں پھر دوسروں کے حق میں ان کی بدزبانی اور بے لگامی پر کیا گلہ؟ صاحب استبصار کہاں تک گل افشانی کرتا ہے کہ علیؓ نے ایک بار بلا وضو نماز پڑھا دی تھی کافی میں جناب امیر المؤمنینؓ سے خطبۃ الوسیلہ میں مرقوم ہے کہ میری بزرگیاں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر میں ان کو بیان کروں تو ان کی کوئی حد و پایان نہیں ہو سکتی غور سے سننے کے لئے مدت درکار ہے۔ مگر دو بدبختوں نے مجھے چھوڑ کر خلافت کی قمیص کسی نہ کسی طرح بہ تکلف پہن لی۔ اور جس طرح ان کا کوئی حق نہ تھا۔ اس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے اور از روئے ضلالت گدی پر جا ڈٹے اور از روئے جہالت کار خلافت کرنے لگے۔ (بحوالہ مقبول قرآن امامیہ ص۲۲)

اقول:۔ اور علیؓ چوبیس سال تک ان کے عطیات پر گذر کرتے رہے۔ ان کے خوف سے بغیر تہ بند پہنے بھاگ کر مسجد میں پہنچے اور اول کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ثانی جو نہی خلیفہ بنا

[1] :۔ خود علیؓ کہتے ہیں کہ بیعت کے وقت انہوں نے لقد وطی الحسنان و شق عطفائی (نہج البلاغہ) حسنین کو پامال کر دیا اور میرا شانہ توڑ دیا۔

اس کی خدمت میں بیٹی کا نذرانہ پیش کیا۔

۱۵- کوئی خیرات احمد وکیل بھارت کے شہر گیا میں ہوا ہے اُس نے "نورِ ایمان" کے نام سے ایک لغویات کا پلندہ لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص میں امانت دیانت بلکہ انسانیت کے نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ وہ بڑے دُور کی کوڑی لایا ہے اس کتاب کا صفحہ ۲۲۲ اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس میں لکھتا ہے کہ "پانچ حرفی الفاظ میں وسط کا حرف دل ہوتا ہے"۔ — اس طرح فرعون، ہامان، قارون کے وسطی حرف ع، م اور ر ہیں اور ان سے عمرؓ بنتا ہے۔ آگے چل کر لکھتا ہے اس وجہ سے ہم لوگوں کا عمرؓ سے دلی نفرت رکھنا ہرگز خلافِ قیاس نہیں بلکہ عین فطرت ہے۔

اقول:- اور ہم لوگوں کا عین ایمان ہے کہ اس بھری دنیا میں علیؓ کو اپنی بیٹی کے لئے فرعون، ہامان، قارون کے قلبیہ سے بڑھ کر کوئی شوہر نہ ملا۔

۱۶- کافی میں امام محمد باقرؒ سے منقول ہے کہ ایک موقعہ پر جناب عمرؓ بن الخطاب نے امیر المؤمنین سے ملاقات کی اور کہا آپ ہی ہیں جو آیت **بایکما لمفتون** پڑھ پڑھ کر مجھ کو اور میرے یار ابوبکرؓ پر طعن کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہی نہیں بلکہ کیا میں تم کو ایسی آیت کی خبر دوں جو بنی اُمیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو قریب ہے کہ زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رحموں کو قطع کرو (بحوالہ مقبول قرآن ص ۱۰۱۲)

کاش کہ میں اس مختصر کتابچہ میں یہ بیان کر سکتا کہ قطع رحم کرنے والے لوگ کون تھے۔ اگر شیعہ دوست صرف اصول کافی میں ہی اپنے دوازدہ آئمہ کا حال پڑھ لیں تو چودہ طبق روشن ہو جائیں۔ اور جن بزرگوں کی طرف اس کا اشارہ ہے وہ تو رہتی دنیا تک ہدایت کے چراغ اور کائنات کی روح کی طرح تابندہ و زندہ رہیں گے۔

زمین میں فساد امویوں نے پھیلائے یا طالبیوں نے۔ اموی تو ان کی بار بار

لغزشوں کو نظر انداز کر کے ان کو اپنے الطاف و اکرام سے نوازتے رہے۔

۱۷- نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے سید الکہول اہل الجنۃ یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ جنت میں بوڑھوں کے سردار ہوں گے یہاں مقبول قرآن امامیہ والے کو شیطانی الہام ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح نہیں بلکہ سیدا الکہول اہل النار فرمایا ہوگا (ص ۱۰۸۱)

اقول:- آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ تو ابو طالب اور ابولہب ہیں۔ آپ کو ہر بار کوئی نہ کوئی غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی توصیف میں جبکہ تمہارے یازدہ آئمہ رطب اللسان ہیں پھر تمہاری اس بے سر و پا بات کی کیا قیمت۔؟ — شیعیت کی دنیا اس قسم کی لغویات سے بھری ہوئی ہے ....

ان لوگوں کا ایمان ہے کہ اپنے روحانی اب و جد مجوس و یہود کی جس قدر وکالت کر سکیں کم ہے۔ ان لوگوں کے اس قسم کے ہذیانات کا استیعاب ممکن نہیں۔ مگر حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ ہذیانات تو بہت بعد میں گھڑے گئے۔ سیدنا علیؓ کے جو اقوال و ارشادات ان کی اُمہات الکتب میں صحابہ کرامؓ کی شان میں موجود ہیں اس طرف یہ لوگ کیوں توجہ نہیں کرتے۔

یوں تو یہ لوگ نبی علیہ السلام کی تین صاحبزادیوں کی مقدس ذاتوں کے منکر ہیں مگر جب اپنی اُمہات الکتب میں سینکڑوں مقامات پر چار صاحبزادیوں کا بار بار ذکر آنکھوں کے سامنے آیا اور فرار کا کوئی راستہ نہ سوجھا تو اقرار میں بھی ایسا گستاخانہ انداز اختیار کیا جو انہوں کو ہی زیب دے سکتا ہے۔

پس اگر دختر بعثمانؓ دادہ باشد بنا براں کہ در ظاہر داخل مسلماناں بودہ است۔ دلالت نمی کند براں کہ در باطن کافر نبودہ است۔ و تالیف قلب ایشاں و دختر خواستن از ایشاں و دختر دادن بایشاں در ترویج دین اسلام و اعلائے کلمۃ الحق مدخلیت عظیم داشت۔ و درایں ہا مصالح بے شمار بود کہ اکثر آنہا

پس اگر نبی علیہ السلام نے عثمانؓ کو اپنی بیٹی دی تو وہ اس لئے تھی کہ عثمانؓ بظاہر مسلمان تھا یہ امر اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ عثمانؓ باطن میں کافر نہ تھا۔ اگر نبی علیہ السلام نے ان کو لڑکیاں دیں یا ان کے ہاں سے نکاح کئے یہ صرف دینِ اسلام کی ترقی اور اعلاءِ کلمۃ الحق میں مدد کے لئے تھا

بر عاقل مقابل پوشیدہ نیست واگر آنجناب اظہار نفاق الشیطان مے نمود در اسلام ظاہر ایشاں قبول نمے کرد و آں جناب بغیر از قلیلے از ضعفا نمے ماندند (حیات القلوب ص ۵۶۱)

اور اس میں بے شمار مصلحتیں تھیں جو اکثر عقلمندوں پر پوشیدہ نہیں اور اگر نبی علیہ السلام ان کے نفاق کو ظاہر فرماتے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول نہ فرماتے تو آپ کے ساتھ صرف چند کمزور لوگ رہ جاتے ۔

یہاں حیات القلوب کے اس بے بصیرت مصنف کی تنقیب کا رد تو نہیں ۔ مگر یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ اس نے اگر نبی کے بیٹوں کا اعتراف کیا بھی تو نبی کی نبوت پر سرے سے ہل چلا کر ۔ سے کفِ دست میدان بنا دیا ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو"

• جو تیری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

رفض کے سمندر بے لگام نے جو اس کے سامنے آیا اپنی دو لتیوں سے زخمی کر کے رکھدیا ۔ اصحابؓ ثلاثہ پر تو یہ برستے رہے مگر سیدنا عقیلؓ برادر علیؓ بھی ان سے نہ بچ سکے چنانچہ احتجاج طبرسی میں سیدنا علیؓ کا قول مرقوم ہے :- ذھب من کنت اعتضد بھم علیٰ دین اللّٰہ من اھل بیتی الخ یعنی میرے اہل بیت کے وہ لوگ چلتے رہے جن کی قوت پر خدا کے دین میں مجھے بھروسہ تھا اور اب صرف دو ذلیل و خوار قریب زمانہ جاہلیت کے رہ گئے ہیں ۔ یعنی عقیلؓ اور عباسؓ ۔

حیات القلوب میں ملا باقر مجلسی لکھتا ہے ۔ ابو جعفر طوسی نے بسند معتبر نقل کی ہے کہ فرمایا امام صادق نے کہ عباس کی ماں فضیلہ زبیر عبداللہ اور ابو طالب کی ماں کی کنیز تھی ۔ عبد المطلب نے فضیلہ سے ہمبستری کی جس سے عباسؓ پیدا ہوا ۔ زبیر نے عبد المطلب سے دعویٰ کیا کہ یہ کنیز ہماری والدہ کی طرف سے ہمیں وراثت میں ملی ہے اور آپ نے بغیر اجازت سے اس سے مقاربت کی ہے ۔ اور یہ لڑکا یعنی عباس جو اس سے پیدا ہوا ہے ہمارا غلام ہے پس عبد المطلب نے سفارش کے طور پر زبیر کے پاس چند ذی عزت قریشی بھیجے کہ زبیر راضی ہو کر اس مطالبہ سے دستبردار ہو جائے ۔ آخر اس فیصلہ پر زبیر رضامند ہوئے کہ عباسؓ شرفائے قریش کی مجلس میں نہیں بیٹھیں گے ۔ اور اس عہد نامہ پر قریش نے بطور گواہ کے مہریں لگائیں اور اب تک وہ تحریر ہمارے پاس ہے ۔

شاید یہ بہتان اس لئے گھڑا گیا کہ سیدہ فاطمہؓ کی طرف سے وراثت کے متعلق جو فرضی پلندا تیار کرنا تھا اس میں جب کوئی سیدنا عباسؓ کا نام شامل کرے ، تو ہم یہ جھوٹ پیش کر دیں ملا مجلسی نے اسی دروغ بافی پر کفایت نہیں کی بلکہ مزید تراش خراش فرماتی ہے ۔ کہ فرمایا حضرت امام زین العابدینؒ نے کہ من کان ہذاہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ (قرآن) یعنی جو کس دنیا میں اندھا ہے وہ قیامت میں بھی اندھا ہوگا ۔ سیدنا عبداللہؓ اور ان کے باپ عباسؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

دوازدہ آئمہ کفر شیعہ مذہب کے نزدیک

۱۸- قیامت تک کی تمام بدیوں کا وبال ابو بکرؓ اور عمرؓ کی گردن پر ہے :- بنو تیم سے مراد ہے ابو بکرؓ جو عدی سے مراد ہے عمرؓ ۔ بنو امیہ سے مراد ہیں عثمانؓ ، معاویہؓ اور یزید مروان اور اولاد مروان لعنۃ اللہ علیہم الاجمعین ۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المؤمنین سے ایک حدیث منقول ہے فرمایا عنقریب عثمانؓ کے بعد معاویہؓ اور اس کا بیٹا سلطنت پائیں گے پھر سات شخص اولاد حکم بن عاص سے یکے بعد دیگرے حکومت پائیں گے اس طرح ضلالت کے بھی بارہ امام ہوں گے ۔ اور یہی وہ تھے جن کو رسول اللہؐ نے اپنے منبر پر دیکھا کہ امت کو برگشتہ کر رہے ہیں ۔ دس تو ان میں سے بنو امیہ میں سے ہوں گے ، اور دو ابو بکرؓ اور عمرؓ جنہوں نے بنو امیہ کی حکومت کے لئے بنیاد رکھی اور ان دونوں کی گردنوں پر اس امت میں جتنی برائیاں ہوں گی ان سب کا وبال ان کے سر ہوگا (بحوالہ مقبول قرآن ماہیہ ص ۵۴۸)

اقول :- مصنف احتجاج طبرسی نے کفر کے بارہ اماموں کی لم تراش کر ، اس پر ایک حدیث بھی پیش کر دی ۔ مگر مجھے از حد افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مصنف یہ حدیث پیش کرتے وقت ایک بہت بڑی غلطی کا مرتکب ہو کر اپنے دام میں خود ہی پھنس گیا ۔ کفر کے بارہ امام اس نے منبر نبوی پر کودتے ہوئے دیکھے ۔ مگر ان میں سے نو کا پایہ تخت مدینۃ النبیؐ نہیں بلکہ دمشق تھا ۔ اور منبر نبویؐ تو مسجد نبویؐ میں تھا ۔ میں شیعہ اصحاب کے معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ

کفر بارہ امام ان کے آئمہ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ وہ فاطمی، علوی اور طالبی جنہوں نے خلافت موقتہ کے خلاف وقتاً فوقتاً خروج کئے ان کی تفصیل ۶۵ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان کہ ان میں سے پورے بارہ نے مدینۃ النبیؐ میں خروج کئے اور ایسی بداعمالیوں کے مظاہرے کئے کہ تاریخ عالم جن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ بارہ کے بارہ ہی شرابی، زانی، ڈکیت، عیاش بدقماش اور بدکردار تھے۔

دوازدہ آئمہ کفر کون؟

۱۔ محمد الارقط بن عبداللہ بن حسن بن الحسن بن علی نے ۱۴۵ھ میں ابوجعفر المنصور عباسی کے زمانہ میں مدینہ میں خروج کیا فی لسانہٖ رتلۃ (مقاتل الطالبین ص۲۴۲) خلقتاً ہکلا تھا اور نیلی آنکھوں والا تھا۔ اسے یارانِ طریقت نے النفس الزکیہ بنا کر بڑی شہرت دی۔ عمدۃ الطالب کے مصنف نے "ھذا مھد بنا اھل البیت" لکھ کر بارہویں امام کے مشہود پہ پانی پھیر دیا۔ بعض شیعہ آج تک کہتے ہیں کہ وہ جنگ میں قتل نہیں ہوا بلکہ زندہ آسمان پہ اٹھا لیا گیا۔ اور اس کی جگہ شیطان قتل ہوا (الفرق بین الفرق) اس شخص نے اپنی چند روزہ باغیانہ سرگرمیوں کے دوران جس کردار کا مظاہرہ کیا تاریخیں اس کے ذکر سے بھری ہیں۔ مصنف اصول کافی نے متعدد مقامات پر اس کا ذکر نہایت برے الفاظ میں کیا ہے۔

۲/۳۔ حسین بن علی بن حسن بن حسن بن الحسن نے ۱۶۹ھ میں موسیٰ الہادی عباسی کے خلاف اسی مدینۃ النبیؐ میں خروج کیا اس کے ساتھ اس کا بھائی فاضل بھی تھا۔ ان لوگوں نے مدینہ کا وقفی خزانہ تک لوٹ لیا۔ ان کے ساتھی ابوالزفت بن محمد الارقط کو شراب نوشی کے جرم میں حد ماری گئی۔

۴۔ محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن الحسن نے ۱۹۰ھ میں مدینہ میں مامون الرشید کے زمانہ میں خروج کیا۔ بغاوت میں کامیاب نہ ہوا اور مارا گیا۔

۵۔ محمد بن صالح بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنےٰ نے ۲۳۳ھ میں مدینہ میں المتوکل علی اللہ کے خلاف خروج کیا۔ کان خارج بسویقۃ وجمع الذال ... قید کر دیا گیا۔

۶۔ محمد الاکبر بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنےٰ نے ۲۵۴ھ میں مدینہ میں المہتدی باللہ کے خلاف خروج کیا۔ ناکام رہ کر کیفر کردار کو پہنچا۔

۷۔ محمد بن حسن بن محمد ابراہیم بن حسن بن زید بن الحسن نے ۲۵۶ھ میں مدینہ میں المعتمد علی اللہ عباسی کے خلاف خروج کیا۔ جمہرۃ ابن حزم میں ہے کہ نہایت درجہ فاسق تھا۔ دن میں مسجد نبویؐ میں بیٹھ کر علانیہ شراب پیتا تھا۔ اور اہلِ مدینہ کی چھوکریوں سے فسق و فجور کرتا۔ اہل مدینہ کو بھوک پیاس سے مار ڈالا اور ان کو قتل کیا۔ تمام مدت میں مسجد نبویؐ میں جماعت کی نماز اور جمعہ نہ ہو سکا (ص۴۲ سطر۲) آخر سرکاری لشکر کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا۔

۸/۹۔ احمد بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن الحسن اور اس کے بیٹے علی بن احمد نے ۲۶۷ھ میں مدینہ میں المعتمد علی اللہ عباسی کے زمانہ میں خروج کیا۔ حسن بن زید کی اولاد میں سے ان دو باپ بیٹوں نے غلبہ حاصل کر کے لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ نواحِ مدینہ میں سخت خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ انہوں نے جعفریوں کو بھی نہ بخشا اور اپنے ہم جدی لوگوں کا قتل عام کیا۔ آخر عباسی لشکر نے انہیں واصلِ جہنم کیا اور مدینہ کے لوگوں کو آرام ملا (جمہرہ ابن حزم ص۶۲ البدایہ ج ۱۱ ص۳۹)

۱۰/۱۱۔ محمد بن حسین بن جعفر بن موسیٰ کاظم نے ۲۷۱ھ میں مدینہ میں المعتمد علی اللہ کے زمانہ میں بغاوت کی اس کا بھائی علی بھی شامل تھا۔ موسیٰ کاظم کے ان پڑپوتوں نے مدینۃ النبیؐ کے ہزاروں لوگوں کو قتل کیا۔ مدینۃ النبی کو برباد کیا۔ جعفر بن ابی طالب کی اولاد سے بھی تیرہ افراد کو قتل کر ڈالا اس کا لقب ہی تاریخ میں الملیط یعنی ڈاکو ہے۔ ابن جریر طبری نے بڑی تفصیل سے ان کی بداعمالیوں کا ذکر کیا ہے۔ انہیں کے متعلق کسی علوی شاعر نے چند شعر لکھے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

"پاک مصطفٰےؐ کا دارالہجرت برباد ہو گیا۔ اس کی بربادی پر مسلمان گریہ و بکا کرتے ہیں۔ اے آنکھ مقام ابراہیم پہ رو اور لحدِ مصطفٰےؐ پر رو۔ اور پاک منبر بھی بکا کرتا ہے اور وہ مسجد جس کی بنیاد پاکی پر رکھی گئی وہ عبادت کرنے والوں سے ...

ف:۔ غالباً اب شیعہ حضرات کو اپنی حدیث کا مفہوم سمجھ میں آ گیا ہوگا۔

والوں سے خالی ہو گئی۔ اور اس پاک بستی پر لگا کر جس کو مبارک کیا اللہ نے رسولوں کے خاتمہ کرنے والے کے ذریعہ سے ان لوگوں کو بُرا ہو جنہوں نے اس (مدینہ) کو برباد کیا۔ اور ایک ملعون ظلم ڈھانے والے کی اطاعت کی"
(طبری جلد ۱۱ ص ۳۲۹)

واقعہ حرہ کی فرضی داستانیں اور کعبہ کی بے حرمتی کے افسانے اس کے سامنے گرد ہیں

۱۲۔ ایک علوی جس کا شجرہ معلوم نہ ہو سکا نے ۳۲۹ھ میں الراضی باللہ کے زمانہ میں مدینہ میں خروج کیا۔ حافظ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ لوگ حج کے لیے نکلے۔ لیکن اس کے ظلم کی داستانیں سُن کر راستے سے ہی لوٹ گئے۔ گویا کفر کے اس بارہویں امام نے جو علوی ہونے کا مدعی تھا لوگوں کو حج کرنے سے ہی اپنے مظالم کی وجہ سے ڈرا کر واپس جانے پر مجبور کر دیا۔

یہ تو وہ بارہ ہیں جنہوں نے مدینہ النبیؐ میں خروج کیا۔ اور نبی علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق آئمہ کفر بارہ ہی ہونے چاہئیں تھے۔ اور الحمد للہ کہ اس شقاوت اور بدبختی میں اس عترت رسول نے کسی دوسرے کو حصہ دار نہ بننے دیا۔ ان کے علاوہ جن دوسرے ترسٹھ علویوں نے خروج کئے ان میں سے اکثر کے کردار سے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہوا بھاگ نکلا ہوگا۔

مزعومہ دوازدہ آئمہ میں سے تو سیدنا علیؓ کو چار سال اور سیدنا حسنؓ صرف چھ ماہ خلافت (امامت) کا موقعہ ملا۔ باقی ۹ امویوں اور عباسیوں کے وظائف پر گزر کرتے رہے البتہ مذکورہ بالا بارہ کو چند روز حکومت کرنے کا ضرور موقع ملا۔

تبرّا کی ممانعت

حضرت امام محمد باقر نے فرمایا جو لوگ ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے تبرا کرتے ہیں میں ان سے بری ہوں (حضرت امام جعفر الصادق ص ۲۹۶ مقدمہ)
معاویہؓ کے ساتھیوں کے متعلق فرمایا:۔

میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تم کسی کو دشنام دو۔ لیکن اگر تم ان کے کردار کو بیان کرو ان کے حالات کا تذکرہ کرو تو بے شک یہ مناسب ہے اور مقام عذر میں بلیغ تر اور رسا تر ہے اور بہتر یہ ہے کہ انہیں سَبّ و شتم کرنے کے بجائے یہ کہو بار خدایا! ہمارے اور ان کے خون کو بہنے سے بچا۔ ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کر دے۔ (نہج البلاغۃ ص ۵۸۶)

سیدہ فاطمہؓ کن لوگوں پر لعنت کرتی ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی دونوں بہنوں کی قبروں پر رمضان میں جاتیں اور ان کے لئے اس طرح دعا کرتیں۔

اے اللہ! اپنے نبیؐ کی بیٹی رقیہؓ اور اُم کلثومؓ پر اپنی رحمتیں نازل فرما یہ تیرے نبیؐ کی بیٹیاں ہیں۔ اور جو انسان تیرے برگزیدہ نبیؐ کو ان کے بارے میں دُکھ اور تکلیف پہنچائے اس پر تیری لعنت ہو اور تو اُسے دونوں جہانوں کی نعمتوں سے محروم رکھ (استبصار جلد ص ۲۵۱ زاد المعاد باقر مجلسی ص ۲۳)

اہل شام کے متعلق سیدنا علیؓ کا ارشاد

لما سمع امیر المومنین لعن اهل الشام من الصحابه خطب فقال اصحبنا نقاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیه من الزیغ الخ (نہج البلاغۃ)

جب امیر المومنین حضرت علیؓ نے اپنے یاروں سے شامیوں پر لعن طعن کرنا سنا، تو خطبہ پڑھا اور کہا کہ اہل شام ہمارے بھائی ہیں گو ہم ان سے لڑتے ہیں مگر وہ ہرگز کافر نہیں۔ بلکہ ان کو ہماری خلافت میں شبہ ہوا ہے اس سبب سے وہ ہماری خلافت میں شبہ کرتے ہیں۔

سیدنا علیؓ کے اس ارشاد سے مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں۔ سیدنا علیؓ نے اہل شام پر لعن طعن کرنے سے اپنے ساتھیوں کو منع کیا۔ اہل شام کو اپنا بھائی قرار دیا۔ باوجود جنگ کرنے کے صرف اس قدر کہا کہ ان کو ہماری خلافت میں شبہ ہوا ہے اب جو شیعہ اہل شام کو کافر کہتے ہیں اُنہیں یہ سبق کس نے پڑھایا ہے۔؟

حضرت جعفر (صادق)، نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ میرے نانا ہیں کیا کوئی اپنے آباء و اجداد کو سبّ و شتم کرتا ہے (احقاق الحق ثانی اثنین ص ۱۵)

● حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا میں دو طرح سے حضرت صدیق اکبرؓ کی اولاد ہوں! (احقاق الحق ثانی اثنین ص۱۵)

کشف الغمہ اور نہج البلاغۃ میں سیدنا علیؓ کا ارشاد مرقوم ہے انی اکرہ لکم ان تکونوا سبابین۔ میں تمہارے لئے اس بات کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ تم سبّ کرنے والوں میں سے ہو۔

● شیعہ کی معتبر کتاب مفتاح الشریعت اور مفتاح الحقیقت میں ایک حدیث ہے جسے بحار الانوار میں ملا مجلسی نے اور قاضی نور اللہ شوستری نے بھی بیان کیا ہے فرمایا امام جعفر صادقؒ نے غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ اور بہتان وافترا اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ جب عام آدمیوں کے حق میں غیبت اور بہتان گناہ کبیرہ ہے تو اصحاب پیغمبرؐ کے حق میں کتنا بڑا گناہ ہے۔ پس ان کے حق میں نیک اعتقاد رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ ان کے فضائل بیان کرنے میں رطب اللسان رہنا چاہیئے اور ان کے دشمنوں سے نفرت رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے نفاق خفی دل میں پیدا ہوتا ہے (بحوالہ آیات بینات)

الحمد للہ کہ اہلسنت والجماعت امام جعفر صادقؒ کے ارشاد کے مطابق صحابہ کرامؓ کے دشمنوں سے صرف اسی بنا پر نفرت کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے دین کا تمام مدار صرف دو باتوں پر ہے۔ واقعہ کربلا کے فرضی واقعات پر رونا پیٹنا۔ اور صحابہ کرامؓ پر سبّ وشتم کرنا۔ ان لوگوں کو برسات کے اندھے کی طرح ہر بات میں صحابہ کرامؓ کی برائی ہی سوجھتی ہے۔

گلہ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہلِ حرم سے ہے

شیعیت کے چالاک ذہنوں نے جب صحابہ کرامؓ پر بلا واسطہ برسنے والوں کی کھیپ تیار کرلی تو اب رُخ ان کی طرف گھمایا جن کو آئمہ معصومین بنا کر پیش کیا تھا چونکہ مقصد تخریب دین تھا حبّ اہل بیت کا نعرہ تو ایک آڑ تھی اب انہیں اہل بیت پر بالواسطہ بمباری شروع کی جا رہی ہے۔

افسوس کہ ان بے حیا لوگوں نے اصحابِ ثلاثہؓ کو جبت و طاغوت بتلاتے ہوئے

آئمہ کو بھی نہ بخشا ان کی ستودہ صفات ذاتوں کی طرف ان لوگوں نے ایسی ایسی انہونی باتیں منسوب کی ہیں کہ وہ اللہ کے نیک بندے اگر آج زندہ ہوتے تو سر پیٹ کر رہ جاتے چنانچہ حضرت جعفر بن محمد باقرؒ جیسے عالم اور گوشہ نشین زاہد کی طرف منسوب کیا گیا کہ:-

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سالتہ عن الحبل یکون من شعر الخنزیر یستقی بہ الماء من البئر ھل یتوضا من ذالک الماء قال لا باس (فروع کافی ج۱ ص۲)

امام جعفر علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ اس رسی سے جو خنزیر کے بالوں کی ہو اور اس کے ساتھ کنوئیں سے پانی نکالا جائے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ امام نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

اسی ضمن میں فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ بھی ملاحظہ ہو۔

قلت لہ شعر الخنزیر یعمل حبلا ویستقی بہ من البئر التی یشرب منھا او یتوضا منھا قال لا باس بہ وزاد فیہ علی عقیل وعلی بن الحسین من زباط قال والشعر والصوف کلہ ذکی

امام سے خنزیر کے بالوں اور ان بالوں کی رسی کے متعلق میں نے دریافت کیا جس کے ساتھ کنوئیں سے پانی نکالا جاتا ہے کہ اس پانی کو پینا یا اس سے وضو کرنا کیسا ہے فرمایا آپ نے کوئی حرج نہیں اور مزید یہ فرمایا کہ سُور کے بال اور پشم سب پاک ہیں۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان سأل من ذکرک شیئ من مذی او ودی وانت فی الصلوۃ فلا تغسلہ و تقطع الصلوۃ و لا تنقض لہ الوضوء وان بلغ عقبیک (فروع کافی ج۱ ص۱۲)

امام جعفرؒ سے روایت ہے آپ نے فرمایا اگر تیرے آلت سے کوئی چیز مذی یا وذی جاری ہو اور تو نماز میں ہے تو اس کو مت دھو اور نہ نماز قطع کر۔ کہ تیرا وضو نہیں ٹوٹا اگرچہ ایڑیوں تک پہنچ جائے۔

عن علی بن جعفر قال سالت

علی بن جعفرؒ نے کہا کہ میں نے ابا الحسن

ابا الحسن علیہ السلام عن الرجل یقبل قبل امرأتہ قال لا باس۔ (فروع کافی جلد۲ صـ۲۱۲)	علیہ السلام سے پوچھا کوئی مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کا بوسہ لے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔
قال سالت ابا جعفر عن رجل زنا بام امرأتہ او اخت ھا فقال لا یحرم ذالک علیہ امرأتہ (فروع کافی جلد۲ صـ۲۴۳)	امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا اس آدمی کے متعلق جو اپنی ساس یا سالی سے زنا کرے تو آپ نے فرمایا اس کی وجہ سے وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔
قال مسئلتہ من الدبالک قال ناکح نفسہ لا شیئ علیہ۔ (فروع کافی جلد۲ صـ۲۳۷)	امام جعفر صادق سے کسی نے مشتِ زنی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے وجود سے جماع کرتا ہے اس پر کوئی بات نہیں۔
الذی یتزوج ذوات المحارم التی ذکر اللہ عز وجل فی کتابہ تحریمھا فی القرآن من الامھات والبنات الی آخرہ کل ذالک حلال من جہتہ التزویج۔	جو شخص اپنی محرم عورتوں سے نکاح کرے جن کی حرمت قرآن میں ہے مثلاً ماؤں سے اور بیٹیوں سے وغیرہ وغیرہ آخر تک یہ نکاح کرنے کی وجہ سے حلال ہیں۔
ولا یکون نکاحھم زناء ولا اولادھم من ھذا الوجہ اولاد زناء۔	ان کا یہ نکاح یعنی ماں یا بیٹی سے زنا نہیں اور نہ وہ اولاد جو اس نکاح سے پیدا ہوئی ولد الزناء ہے۔
ومن قذف المولود من ھؤلاءِ الذین ولدوا من ھذا الوجہ جلد الحد لانہ مولود بتزویج رشدۃ (فروع کافی جلد۲ صـ۲۵۲)	جو شخص اس اولاد کو زناء کی تہمت دے اس پر حد قائم ہوگی یعنی ایسا کہنے والے کو سزا ملے گی۔ اس لئے کہ وہ نکاح سے پیدا ہوئے۔

ان کے آئمہ بھی عجیب قسم کے لوگ ہیں۔ جعفر (الصادق) عورت کے دُبر میں

وطی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے پوتے علی رضا فعل خلاف وضع فطری یعنی خود کے عدم جواز کا فتویٰ صادر کرتے ہیں (استبصار صـ۱۲۰)

اقول:- معلوم ہوتا ہے کہ احیاء الشریعۃ، مفتاح الجنان، الزہرا اور اسلام اور عیسائیت، مسلمان بادشاہوں کے تحت نیز مقبول احمد مترجم قرآن کے مصنفین صرف بد باطن، بے حیا، بے شرم اور لعنت کے پتلے ہی نہ تھے، بلکہ بے علم، جاہل، بدکردار، مفقود الالباب وجد بھی تھے۔ اقوام عالم اور مذاہب عالم کے خیالات میں تباین اور اختلافات ہر دور میں ہوئے۔ غالی سے غالی قسم کے مناظرانہ ذہن کے لوگوں نے اس فن میں سینکڑوں کتب تصنیف کیں جن میں سے اکثر اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں۔ مگر اس قسم کی بدزبانی کا آج تک کسی کو یارا نہیں ہوا اور نہ ہی کسی نے اس قدر اخلاقی حدود کو پامال کر کے تہذیب و شرافت کی سرِ بازار دھجیاں یوں چاک کی ہوں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ سیدنا عثمان غنیؓ ذوالنورین اس وقت دنیا کے ساٹھ کروڑ سے زائد مسلمانوں کے دل کی دھڑکن ہیں سیدنا علیؓ کو تو ان کی زندگی میں اُن کے سامنے کافر کہنے والے ہزاروں پیدا ہو چکے تھے۔ مگر اصحاب ثلاثہ کے افعال، کردار، اعمال، ایثار، عدل، فیاضی اور رحم و کرم پر صدیوں بعد تک کسی نے انگلی تک نہ اُٹھائی۔ آج کی حکومتیں۔ پولیس، جیل صحت، انصاف اور مالیات جس نظام پر زندہ ہیں۔ وہ کون گدھا ہے جسے اس بات سے انکار ہو کہ یہ سب فاروق اعظمؓ کے ذہن کے تیار کردہ خاکوں پر مرتب نہیں اہلسنت کا ایمان ہے کہ اگر نبیؐ کے بعد کسی پر نبوت کا نزول ہوتا تو وہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی ذات ہوتی۔ اہلسنت کا ایمان ہے کہ فاروق اعظم زندگی میں ایک بار جس رستے سے گذر گئے شیطان قیامت تک اس راستہ سے گذرنے کی اپنے اندر سکت پیدا نہیں کر سکتا۔ اہلسنت کا ایمان ہے کہ فاروق اعظمؓ نے سمندروں اور دریاؤں کو للکارا تو انہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہی۔ اہلسنت کا ایمان ہے کہ فاروق اعظمؓ نے پہاڑوں اور ریگستانوں کو مخاطب کیا تو آپ کے نعروں سے وہ سمٹ کر رہ گئے۔

دریائے نیل کا واقعہ اور ساریہؓ کا واقعہ ان باتوں کے بیّن ثبوت ہیں۔

اہلِ سُنت کا ایمان ہے کہ سیدنا علیؓ نے اس بھری دُنیا میں اپنی نوجوان لختِ جگر کے لئے اس پچاس پچپن سالہ بوڑھے سے بڑھ کر شوہر نہ پایا۔ ہم آج اپنی کھُلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ دن کے وقت گھر میں بیٹے پر حد جاری کر رہا ہے اور رات کے وقت اپنی پشت پر گھی اور کھجوریں لاد کر مسافر بدوؤں کے خیموں میں پہنچا رہا ہے۔ وہ منظر آج بھی اہلسنت کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ فاتح مصر کے لڑکے کو مجمعِ عام میں کوڑے لگوا رہا ہے اور رات کی خلوتوں میں کسی مصیبت زدہ مسافر کی دردِ زہ میں مبتلا عورت کے لئے کھانا تیار کرنے کے لئے چولہے میں پھونکیں مار مار کر اپنی محاسن مبارک کو راکھ آلود کئے ہوئے ہے۔ ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ وہ ایک طرف بیت المال کے خارش زدہ اونٹ کے جسم پر مالش کر رہا ہے اور دوسری طرف قیصر کا سفیر اس کے سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا ہے۔ چشم فلک نے ایک بار ہی یہ نظارہ دیکھا تھا کہ قادسیہ اور یرموک کا فاتح، معلوم دنیا کا سب سے بڑا حکمران عازم دمشق ہے مگر غلام اونٹ پر سوار ہے اور اُس فاتحِ اعظم کے ہاتھ میں اونٹ کی مُہار ہے۔ تاریخ کے صفحات سے یہ حقائق کون مٹا سکتا ہے کہ چند توے شہد بھی مجلس شوریٰ کی اجازت کے بغیر وہ اپنے تصرّف میں نہیں لاتا۔ یورپ کی تاریخیں گواہ ہیں کہ قیصر کی ملکہ کا تحفہ جو اس نے اس فاتحِ اعظم کی بیوی کو بھیجا اس نے یہ کہہ کر بیت المال میں جمع کرا دیا کہ تحفہ تو قیصر کی ملکہ نے میری بیوی کو بھیجا ہے مگر قاصد سرکاری ہے۔ چمڑے کے پیوند لگے کُرتے کو پہن کر وہ سلاطین جابرہ کے سفراء سے ہم کلام ہے۔ اور اگر کوئی مشیر یہ مشورہ دیتا ہے کہ ان لوگوں کے سامنے اچھے لباس میں ظاہر ہونا ملکی وقار کے لئے ضروری ہے تو بڑے رُعب سے کہتا ہے۔ ہمارے لئے یہی عزت اور وقار کیا کم ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔

ابوبکرؓ اور عمرؓ زندگی میں بھی نبیؐ کے یار تھے۔ مرنے کے بعد بھی نبیؐ کے پہلو میں آسودہ محوِ خواب ہیں اور قیامت کے روز بھی نبیؐ کے دائیں بائیں ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ قرآن میں صاف لفظوں میں کہتا ہے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ الخ گویا نبیؐ، ابوبکرؓ اور عمرؓ کا خمیر ایک ہی مٹی سے تیار کیا گیا۔ اور ان کو اسی مقام کی طرف لوٹا دیا گیا اور اسی مقام سے ان کو اُٹھایا جائے گا۔

نبیؐ کے ساتھ "جبت اور طاغوت" "اَلْفَحْشَاءُ وَالْمُنْكَرُ" کو دفن کر کے نبیؐ کو مرنے کے بعد بھی ان کے جہنمی جسموں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کئے رکھنا یہ واقعی تمہارا کام ہے۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تم لوگ ایک طرف تو سیدنا علیؓ کی قبر نجف میں بیان کرتے ہو، اور وہاں بڑے دھوم دھڑکے سے جلتے ہو۔ اور دوسری طرف کہتے ہو کہ علیؓ نبیؐ کے ساتھ دفن کئے گئے ہیں[1] افسوس کہ جس طرح

---

[1] جلاء العیون اردو جلد اول صفحہ ۲۹۱ سطر ۱۸ تا ۲۲ سیدنا علیؓ کہاں دفن ہوتے ہیں؟ یہ کسی شیعہ عالم کو معلوم نہیں آپکی قبر کے متعلق تقریباً ڈیڑھ درجن روایات ہیں میں نے اپنی تالیف صاعقۃ الطلون فی ردّ جلاء العیون میں اس پر مکمل بحث کی ہے۔ (ر پر مولف) البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر نے باسناد ثابت کیا ہے کہ نجف میں مغیرہ بن شعبہ دفن ہیں۔

۱۔ علیؓ حسنؓ کو وصیت کرتے ہیں جہاں میرا تابوت ٹھہرے وہی مقام قبر ہے (جلاء العیون جلد اول صفحہ ۲۸۵)

۲۔ میری قبر خاک سے بھر دینا اور مقام قبر چھپا دینا (صفحہ ۲۸۶)

۳۔ آپ نے حضرت حسنؓ کو فرمایا میرے لئے چار قبریں بنانا۔ ایک مسجد کوفہ میں دوسری مقام اجلہ میں تیسری نجف میں۔ چوتھی خانہ جعدہ بن ہبیرہ میں۔ (صفحہ ۲۸۶)

۴۔ حسبِ وصیت جناب امیرؓ دفن کے بعد حضرت حسنؓ نے قبر میں دیکھا وہاں کچھ نہ پایا۔ ہاتف کی آواز سنی کہ انہیں پیغمبر سے ملحق کیا صفحہ ۲۹۲ (۵) صحرائے نجف کی شادابی دیکھ کر آپ نے فرمایا میری قبر خدا وندا اسی مقام پر بنانا صفحہ ۲۹۳) ۶۔ مجھے پشت کوفہ میں برادرم ہود ؑ اور صالحؑ کے پاس دفن کرنا صفحہ ۲۹۳)

۷۔ مجھے قبر برادرم ہودؑ میں دفن کرنا صفحہ ۲۹۳

۸۔ کسی نامعلوم مقام پر کھدی کھدائی قبر پائی اور وہاں دفن کیا صفحہ ۲۹۵

۹۔ قبر نوحؑ میں دفن ہوئے صفحہ ۲۹۴

۱۰۔ بیرون کوفہ درمیان عزّ بن سعید نیکوں کے دفن ہوئے صفحہ ۲۵۸

اور صاحب تذکرۃ الائمہ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ پر بحوالہ قاطع الالف صفحہ ۲۸ یہ کہہ کر تمام لٹیا ہی ڈبو دی کہ شیطان علیؓ کی شکل میں متمثل ہو کر قتل ہوا تھا (اب وہ نجف میں دفن ہیں یا روضۂ نبویؐ میں شیعہ خود فیصلہ کریں۔ للمؤلف)

ان شیعانِ علیؓ نے اپنے خلیفہ بلافصل کو انکے اپنے دورِ خلافت میں ایک دن بھی آرام کا گذرنے نہ دیا اور آخر شہید کر کے دم لیا مگر اس پر بھی اکتفا نہ کر کے آپکے لاشہ کو جبت و طاغوت اور فحشاء و منکر کے پہلو میں پہنچا کر دم لیا اللہ تعالےٰ کروڑ ہا لعنتیں ہوں ایسے سر پھرے حواس باختہ منہ پھٹ اور بے حیا انسانوں پر جن کے منہ سے ساری زندگی میں ایک بات بھی کام کی نہ نکلے۔

آئیے میں آپ کو الاسماء الرجال کے مناظر دکھاؤں۔ آپکے تو ان بے حیا لوگوں نے محض پادر ہوا بکواس بازی سے کام لیا۔ میں آپ کو آپ کی کتب سے بقید صفحہ و سطر بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ کون تھے۔ "اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی"

حضرت لوط علیہ السلام کے اس فعل کا ارتکاب مسلمانوں میں سب سے پہلے ایک فاطمی "شہزادے" نے کیا اور ڈنکے کی چوٹ کیا اور بڑے دھڑلے سے کیا۔ یہ بزرگزادے آپ کے امام ششم حضرت جعفرؒ کے بیٹے محمد کے بیٹے علی تھے۔ گویا امام ششم کے پوتے تھے۔ ان کے دوسرے ساتھی تھے امام چہارم زین العابدینؒ کے بیٹے حسن کے بیٹے حسین الافطس یعنی امام چہارم کے پوتے۔ افسوس کہ میں ان کے تفصیلی حالات یہاں قلمبند کرنے سے معذور ہوں۔ کہ ان دونوں نے مل کر حرم کعبہ میں کیا کیا بداعمالیاں کیں۔

سیّدنا علیؓ صحابہ کرامؓ کے حق میں کیا فرماتے ہیں

نہج البلاغۃ اور شیعہ تفاسیر کی روشنی میں

۱۔ میں نے اصحابِ رسولؐ کو دیکھا۔ لیکن تم میں سے کسی کو بھی ان سے مشابہ نہیں پایا وہ پریشان بال صبح کرتے تھے رات سجدہ اور قیام (عبادت) میں گذارتے تھے اپنی پیشانیوں اور رخساروں کو وہ خاک پر رکھتے تھے اور یاد باز گشت (قیامت) کے خوف سے انگاروں کی طرح تڑپتے اور نگراں نظر آتے تھے، ان کی پیشانی پر طول سجدہ کے باعث بکریوں کے زانو کے گھٹے کی طرح نشان پڑ گئے تھے، جب کبھی خداوند سبحان کا ذکر ہوتا تو خوفِ خدا اور خوفِ جزا اور امید ثواب سے لرزتے رہتے)

اُن کی آنکھوں سے اس طرح آنسو بہتے کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے۔ وہ لرزہ براندام ہو جاتے۔ جس طرح باد تند سے (بڑے بڑے تناور) درخت ہلتے اور ڈولنے لگتے ہیں (ترجمہ نہج البلاغۃ ص۲۳۷ رئیس احمد جعفری)

۲۔ سیّدنا علیؓ فرماتے ہیں۔ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ علیٰ ما بایعوھم علیہ الخ (نہج البلاغۃ)

"یعنی میرے ساتھ اس قوم نے بیعت کی جس قوم نے حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ سے بیعت کی تھی۔ اور اسی شرط پر بیعت کی ہے جس شرط پر ان سے بیعت کی تھی۔ اب کسی حاضر شخص کو اختیار نہیں کہ وہ علیحدہ رستہ اختیار کرے۔ اور نہ غائب اس کی تردید کر سکتا ہے۔ بتحقیق شوریٰ مہاجرینؓ اور انصار کا کام ہے جس شخص پر انہوں نے اجماع کیا اس کا نام امام رکھدیا تو یہ اللہ کی اور پوری اُمت کی رضامندی کے لئے کافی ہے (نہج البلاغۃ)

اس ارشاد سے مندرجہ ذیل اُمور واضح ہوتے ہیں

۱۔ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت برحق ہے، سقیفہ بنی ساعدہ میں سیّدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے سیدنا فاروقؓ اور سیدنا عثمانؓ کی خلافت کو مبنی برحق قرار دیا۔

۲۔ سیّدنا علیؓ کے ہاتھ پر اجماع خلافت نہ ہو سکا۔

۳۔ امام وہ ہے جسے قوم اپنے میں سے اپنا امیر منتخب کرے۔ گویا شیعہ مذہب کا مزعومہ نظریہ امامت بموجب ارشاد سیّدنا علیؓ سرے سے باطل ہے۔

۴۔ آپ شوریٰ کا حق صرف مہاجرینؓ و انصار کے لئے مانتے تھے۔ مگر افسوس کہ وہی لوگ آپ کی خلافت پر متفق نہ ہو سکے۔

۵۔ آپ گویا خلافت بلافصل اور امامت کے متعلق "نص" کے باطل عقیدہ سے واقف تک نہ تھے۔

۳- ایک موقعہ پر آپ نے اپنے شیعوں سے تنگ ہو کر نہایت رقت انگیز الفاظ میں فرمایا۔ این القوم الذین دعوا الی الاسلام فقبلوہ الخ

(نہج البلاغۃ جزو اول ص۲۳۷)

وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو فوراً قبول کیا اور قرآن پڑھا تو اُسے خوب اپنایا۔ اور جب جہاد کی طرف اُنہیں رغبت دلائی گئی تو میانوں سے تلواریں سونت کر ایسے شوق سے میدان جہاد میں پہنچ گئے جیسے شیر دار ناقہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے آتی ہے۔ وہ گروہ گروہ ہو کر زمین میں پھیل گئے اور قتال کے لئے قطار در قطار ہو گئے۔ ان میں سے شہید بھی ہوئے اور غازی بن کر بھی لوٹے زندوں کی وجہ سے ان کو بشارت نہیں دی جاتی اور مردوں کی وجہ سے ان سے تعزیت نہیں کی جاتی (یعنی ان کے متعلقین بھی ایسے ہی بلند کردار تھے جو زندہ لوٹ آنے والوں پر اظہار خوشی نہیں کرتے تھے اور شہید ہو جانے غمگین نہیں بلکہ خوش ہوئے تھے) (اللہ تعالےٰ کے خوف سے) کثرت گریہ سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں۔ اور مسلسل روزے رکھنے سے ان کے شکم لاغر تھے۔ کثرت دعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ شب بیداری کی وجہ سے ان کے چہرے زرد تھے۔ ان کے چہروں پر خشوع و خضوع کرنے والوں کی سی اداسی تھی۔ یہ میرے وہ بھائی ہیں جو گذر چکے ہیں۔ اب ہمارے ذمے واجب ہے کہ ان کے لئے پیاس محبت کا اظہار کریں۔ اور ان کی جدائی پر یہ تاسف کائیں۔

سیدنا علیؓ کس رقت قلب، درد انگیزانہ انداز میں روح کی گہرائیوں سے صحابہ کرامؓ کی توصیف فرما رہے ہیں۔ آپ نے ساری زندگی میں ایک بار بھی کسی ایک مقام پر کسی کے سامنے یہ نہیں فرمایا کہ نبیؐ کی وفات کے بعد وہ لوگ مرتد ہو گئے تھے ڈیڑھ دو سو سال گذرنے کے بعد چند مجہول النسب، مجہول الاحوال دشمنانِ دینؐ نے شیعیت کی آڑ میں پسند معتبر معلوم ہوا ہے کہ تلبیسانہ پیکر میں

کہنا شروع کر دیا کہ نبیؐ کی وفات کے بعد سوائے تین چار کے سب مرتد ہو گئے تھے۔ مگر ان جہلا کو سیدنا علیؓ کے ان خطبات سے یہ کیوں معلوم نہ ہوا کہ آپ ان لوگوں کو انبیاء کے بعد دُنیا میں افضل ترین انسان سمجھتے تھے۔

۴- آگے چلئے اور خلیفہ بلا فصل کا ارشاد گرامی سنیئے اور اگر آپ سچے محبانِ علیؓ ہیں تو جس انداز میں آپ نے صحابہ کرامؓ کی تعریف فرمائی ہے اُسی انداز میں صحابہ کرامؓ کی تعریف کرتے ہوئے جہنم کا ایندھن بننے سے بچیئے۔

لقد رایت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما اری منکم یشبھھم لقد کانوا یصبحون الخ (نہج البلاغۃ عربی) میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو دیکھا ہے تم میں سے کسی کو بھی ان جیسا نہیں پاتا۔ وہ صبح کو دھول میں اٹے ہوتے تھے اور رات کو سجدوں اور قیام کی حالت میں گزارتے تھے۔ وہ کبھی اپنی پیشانیاں زمین پر رکھتے تھے۔ اور کبھی رخسارے۔ وہ اپنی آخرت یاد کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ انگاروں پر کھڑے ہیں۔ ان کی آنکھوں کے درمیان لمبے سجدے کرنے کی وجہ سے مینڈھے کے گھٹنوں کی طرح گٹے پڑے ہوتے تھے۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں آنسو برساتیں یہاں تک کہ (ان کے) گریبان تر ہو جاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے ایسے لرزتے اور کپکپاتے جیسے تیز آندھی میں (مضبوط اور تناور) درخت کی حالت ہوتی ہے

(اردو ترجمہ نہج البلاغہ لاہور ص۱۷)

میں ابتداء میں ان حقائق کی طرف اشارہ کر چکا ہوں کہ شیعہ مذہب میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جس پر تمام شیعہ متفق ہو چکے ہوں۔ شیعہ مذہب میں ہر بات کے کئی پہلو ہیں اور اگر ان تمام پر غور کیا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ایک تخریبی پہلو دوسرا تعمیراتی۔ ان لوگوں نے تعمیراتی پہلو کے تمام لوازم کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے جن سے محبت صلح، اتفاق، اتحاد، اخوت، رواداری اور انسانیت کے اقدار کی روح کو جلا ملتی۔ اور سراسر تخریبی پہلو اختیار کر کے ان اقدار کو اپنایا جو نفرت، حقارت، بغض، حسد، کینہ، شر، فساد، غیبت، بہتان اور افترا کے جذبات کا حامل تھا۔ اگر کچھ یہ لوگ

اپنی تمام مبنی جھوٹی تاویلات کو نظر انداز کر کے صرف نہج البلاغہ پر ہی عمل کرنا شروع کر دیں اور بغض صحابہؓ کی مرض میں مبتلا ہو کر اس کے عوارض کو خواہ مخواہ دعوت دے کر اپنے ایمان کے تار و پود اُدھیڑنے پر بضد نہ ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم آپس میں شیر و شکر ہو کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے نمونے بن جائیں۔

میں نے کئی سال شیعہ مذہب کی کتب کے مطالعہ میں صرف کئے۔ اور آخر اس نتیجہ پر پہنچا کر ادیان باطلہ کے نہایت ماہر اور چابکدست ذہن اسلام دشمنی میں اپنے قلبی بغض و عناد کے جذبات کی تسکین دینے کیلئے اسلام کی تخریب میں جو زبان و قلم سے نکلا اس کے ڈھیروں کے ڈھیر ناپختہ ذہنوں کے سامنے ڈالتے چلے گئے۔ چونکہ ان کے سامنے مقصدِ واحد صرف اسلام دشمنی تھا۔ اس لئے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جو بھی ان سے ہو سکا انہوں نے کیا۔ اور عقل کے اندھے بصیرت سے عاری لوگ یہ نہ سمجھتے ہوئے کہ ہمارے سامنے محبت اہلِ بیت کی کھانڈ کی صورت میں بغض صحابہؓ کا زہر ملا کر جو گولیاں پیش کی جا رہی ہیں ان کے نشہ کی بدمستی ہمیں جہنم کی طرف لے جا رہی ہے

۵۔ اور سنیئے صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف و توصیف میں سیدنا علیؓ کن الفاظ میں رطب اللسان ہیں۔ رجال لا تلهيهم تجارة کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے فکر و دماغ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے مناجات کی ہے۔ اور ان کی عقلوں میں ان سے کلام کیا ہے (بقول سیدنا علیؓ صحابہ کرامؓ کی گفتگو۔ ان کی نشست و برخاست۔ ان کے اعمال و کردار اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام کے تحت تھے) پس ان کے دل، آنکھیں اور کان نور بیداری اور ہدایت سے منور ہو گئے اور وہ گزشتہ ایام میں اللہ کی اپنے اوپر کی ہوئی نعمتوں کو یاد کرتے ہیں۔ ان کے مقامِ جلالت سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ گویا بیابانوں اور جنگلوں میں ہدایت کے نصب شدہ نشانات ہیں۔ میانہ روی کرنے والوں کا طریقہ پسند کرتے ہیں۔ (معلوم ہوتا ہے سیدنا علیؓ نے اس تصریح سے متاثر ہو کر یہ بات کہی کہ علیؓ کی شان میں افراط یا تفریط کرنے والے دونوں گروہ گمراہ ہیں) اور اُسے بشارت دیتے ہیں

اور جو شخص دائیں بائیں چلتا ہے اس کے راستہ کی مذمت کرتے ہیں اور ہلاکت سے ڈراتے ہیں اسی طرح وہ لوگ (یعنی صحابہ کرامؓ) ظلمات کے لئے چراغ تھے اور شبہات کو رفع کرنے والے دلائل تھے۔ وہ ذکر اللہ والے تھے۔ کہ دنیا کے بدلے اُسے لے لیا تھا۔ پس کوئی تجارت اور خرید و فروخت انہیں اس سے غافل نہ کر سکی۔ وہ زندگی کے دن اسی میں کاٹتے تھے۔ اور غافلوں کے کانوں میں اللہ تعالیٰ کی محرمات سے ڈانٹ اور توبیخ سناتے تھے۔ انصاف کا حکم کرتے اور خود بھی (قیامت، دوزخ اور جنت کے احوال) کا مشاہدہ کر لیا تھا۔ اور وہ اہلِ برزخ کی اس طویل اقامت کی چیزوں پر مطلع ہو گئے تھے۔ اور قیامت کا منظر ان کے سامنے تھا اور اس کا پردہ دنیا والوں کے سامنے کھول دیا۔ کہ یہ وہ اشیاء دیکھ رہے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے ——— میں نے ان کو واضح طور پر لوائے ہدایت اور ظلمت کے لئے منور چراغ پایا۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیرے رہتے تھے۔ سکینہ و رحمت کا ان پر نزول ہوتا اور آسمان کے دروازے ان کے لئے کھلے رہتے (جنت میں) نہایت عالیشان رہائش گاہیں تیار کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مقام اور مرتبہ پر مطلع تھا۔ ان کی نیکیوں اور قربانیوں کو قبول کر لیا اور ان کے مقام عالی کی تعریف کی (نہج البلاغہ جزدوم ص۲۳۷)

یہ آج کے شیعان علیؓ یہ امام بارڑوں میں صحابہ کرامؓ کی مقدس، مطہر، پاکیزہ اور ہدایت یافتہ زندگیوں پر برسنے والے کس جنت الحمقا میں بیٹھ کر چشت گواہ کے روپ میں مدعی کے دعادی کے بالکل خلاف اپنا ذہن و دماغ مجوس و یہود کے ہتھکنڈوں کے گرد رکھ کر اپنی عقبیٰ خراب کر رہے ہیں۔

سیدنا علیؓ جن لوگوں کی تعریف میں یہ فرما رہے ہیں ان میں سے منتخب ترین اصحاب کے منتخبہ فرد کو اگر سیدنا علیؓ اپنی دختر کا نکاح کر دیتے ہیں اور سُسر اور داماد دونوں اس تعلق پر شاداں و فرحاں ہیں تو آج تیرہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد چند سر پھرے، حواس باختہ، عقل و دانش سے عاری، دیانت و شرافت کے نام سے ناواقف "اول فرج غصب منا" جیسے مبتذل سوقیانہ اور بازاری لہجہ میں گفتگو کرنے پر اُتر آئیں اور یہ نہ سمجھیں کہ یہ کہہ کر عمرؓ کی تذلیل و تفسیق و تکفیر کر رہے ہیں یا علیؓ کو بزدل، بے غیرت اور بے حمیت بنا رہے ہیں

تو ایسے لوگوں سے کسی انصاف کی توقع رکھنا محض عبث ہے۔

میں اللہ تعالےٰ کو شاہد و عادل مانتے ہوئے دل کی گہرائیوں کی بھرپور صداقت سے کہتا ہوں کہ اس تالیف کا مقصد محض اور محض شیعہ دوستوں کے سامنے ان کا بھولا سبق پیش کرنا ہے۔ میرے پیش نہ یہ امر ہے کہ میں ایسی تالیف پیش کروں جلا جواب ہو اور لوگ واہ واہ، مرحبا کہہ اُٹھیں، نہ مناظرانہ مقصد پیشِ نظر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تبلیغی تاثرات جو صرف ہمدردی اور خلوص، محبت اور پیار کی بے پایاں لہروں کے دوش پر سوار ہو کر ہاتھوں کے لئے کچھ سخت قسم کے الفاظ کی لرزش کا سبب بنیں۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ اس کے پس منظر میں وہی خلوص و پیار کار فرما ہے جو کسی نہایت عزیز دوست کی غلطی پر اسے ٹوکنے کے لئے الفاظ کو ذرا سخت کر دیتا ہے۔

میرے شیعہ دوستو! سیدنا علیؓ کے ان ارشادات کو اپنے دماغوں میں ٹھسے ہوئے مزعومات و مفروضات کو نکال کر انصاف کی نظر سے دیکھو۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور میں اھدنا الصراط المستقیم کا ورد کرتے ہوئے خلوت میں گڑ گڑاؤ۔ عاجزی کرو اور طلب ہدایت چاہو۔ یقیناً اور یقیناً شرح صدر ہو گی۔ ورنہ پڑھے لکھے شیعہ دوستو! جہلا کی جہالت کا بار بھی قیامت کے دن تمہارے کندھوں پر ہو گا۔

لیحملوا اوزارھم کاملۃ یوم القیٰمۃ ومن اوزار الذین یضلونھم بغیر علم الا ساء ما یزرون پ ۱۴/۱۹

ترجمہ: "کہ اٹھاویں بوجھ پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو بہکاتے ہیں بے تحقیق۔ بُرا ہے بوجھ جو وہ اُٹھاتے ہیں۔"

۶- وکان احب اللقاء الیھم لقاء اللہ وانھم یتقلبون علی مثل الجمر من ذکر معادھم (نہج البلاغہ)

ان کو (صحابہ کرامؓ) اللہ تعالےٰ کی ملاقات ہی سب ملاقاتوں سے بڑھ کر محبوب تھی وہ اپنی آخرت کا ذکر کر کے ایسے اضطراب سے تڑپتے تھے گویا آگ کے انگاروں پر تڑپ رہے ہیں۔

۷- ادعوا اخوانی الذین الخ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۳۱)

ترجمہ: "کاش میرے وہ بھائی (آج زندہ ہوتے) جنہوں نے قرآن پڑھا اور اس پر کما حقہٗ عمل کیا احکامِ شرعیہ میں غور کیا اور ان کو بجا لائے۔ سنتِ نبویؐ کو زندہ کیا اور بدعات کو ختم کیا۔ جب جہاد کی طرف بلائے گئے تو اپنی جانوں کو ختم کیا یا زندہ ہونے کی صورت میں اپنے قائد پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی پوری اتباع (تابعداری) کی۔"

افسوس کہ ان جلیل القدر، بے مثال اور سیرت و کردار کے "قابل تقلید" مجسموں کو آج بازاری سطح کے لوگ جبت و طاغوت کے ناموں سے پکار کر اپنی روسیاہی اور بدبختی میں اضافے کرتے ہیں۔

۸- حتیٰ بوّءھم محلتھم وبلغھم منجاتھم الخ (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۔)

ترجمہ: "تاآنکہ ان (صحابہ کرامؓ) کو منزل مقصود تک پہنچایا اور نجات کے مقام تک لا چھوڑا ان کی لاٹھی سیدھی ہو گئی اور ان کی ایمانی چٹان اپنی جگہ ٹک گئی (یعنی وہ پورے طور پر ہدایت یافتہ، کامل الایمان اور مجسم خیر ہو گئے) بخدا میں بھی اس قافلے کے آخر میں تھا۔"

آپ کے ان خطبات میں کوئی ہلکا سا اشارہ بھی اس بات کا نہیں ملتا کہ نبی علیہ السلام کے بعد صحابہ کرامؓ نعوذ باللہ مرتد ہو گئے تھے بلکہ آپؓ ان کی زندگی کی مثالیں اس انداز میں پیش کرتے ہیں جیسے وہی لوگ بعد میں آنے والوں کے لئے چراغ ہدایت تھے۔

۹- ہم گروہ صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اپنے ابا، بیٹوں، بھائیوں اور چچوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے، اور اس سے ہمارے ایمان و یقین، اور راہِ راست پر گامزن میں اضافہ ہی ہوتا تھا۔ تکالیف شاقہ پر صبر اور دشمن سے جنگ پر شوق بڑھتا جاتا تھا۔ (نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۔)

۱۰- صحیفہ کاملہ سیدنا علیؓ (زین العابدینؒ) کی دعوات کا مجموعہ ہے۔ اس میں آپ کی یہ دعا مرقوم ہے۔

اللھم وصل علی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم والذین احسنوا الصحبۃ الخ

ترجمہ: "اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی رحمت نازل فرما جنہوں نے بہت اچھی طرح حضورؐ کی صحبت کی جو مصیبتوں میں مبتلا کئے گئے اور آپ کی نصرت میں مشکلات

برداشت کیں۔ اور کماحقہٗ آپ کی حفاظت کی۔ آپ کی جماعت قوی تر بنانے میں دور سبقت کی۔ آپ کی دعوت قبول کرنے پر ایک دوسرے سے سبقت کی اور ایسے مقام پر دعوت کو قبول کیا کہ آپؐ نے اپنی رسالت کی واضح دلیل ان کو سنائی۔ کلمہ حق کے اظہار کے لئے اپنی بیویوں اور اولاد کو چھوڑ دیا۔ اپنے آباؤ اور اولاد سے جنگ کی تاکہ آپ کی نبوت ثابت قدم رہے۔ نیز یہ لوگ آپؐ کی محبت میں سرشار تھے اور آپ کی دوستی میں ایسی تجارت کے امیدوار تھے جس میں کوئی خسارہ نہیں۔ اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ رگوں کی مانند چمٹ گئے تو قوم اور قبیلوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اور تمام رشتہ داریاں ختم ہو گئیں جب نبی علیہ السلام کی رشتہ داری کے سائے میں انہوں نے سکونت اختیار کی۔

اے اللہ تیری رضا اور تیرے لئے بغض میں انہوں نے جو چھوڑا اسے نہ بھلانا اور اپنی رضامندی سے انہیں راضی رکھنا۔ اور اس وجہ سے بھی ان سے راضی رہنا کہ انہوں نے مخلوق کو تیرے دین پر جمع کیا وہ تیری طرف اور تیرے دین کے لئے مخلوق کو دعوت دینے والے تھے۔ اے اللہ تیری رضا کے لئے ان کو اپنی قوم کو چھوڑ دینے کی قدردانی فرما اور کشائش رزق سے نکل کر تنگی کی طرف آجانے پر تو ان کو اجر عظیم عطا فرما۔ تلک عشرۃٌ کاملۃٌ

اصحاب ثلاثہؓ اور دیگر صحابہؓ کی شان میں سیدنا علیؓ کے ارشادات کا استیعاب ممکن نہیں مشتے نمونہ از خروارے۔ آپ کے چند ارشادات نقل کئے ہیں۔ سیدنا علیؓ کو جب اپنے دورِ خلافت میں اپنے نافرمان ساتھیوں سے واسطہ پڑا تو آپ اکثر گذرے ہوئے ایام کو یاد کرتے اور اپنے محسنین کی مثالیں پیش کرتے کہ سیدنا علیؓ جیسا انسان اصحاب ثلاثہ کی عنایات، التفات، انعامات کو بھول سکتا تھا۔ جن کی بخششوں کے بل پر دو دو درجن تک شادیاں کیں کروڑوں کی جائداد دنیائی مرتے وقت ان کی عطا کردہ ڈیڑھ درجن گاؤں کی جاگیریں چھوڑیں[1]۔ مگر عجب حیرانی ہے کہ اپنی خلافت کے دور میں بھی ان کی تعریف میں باوجود ان کے کفر کے رطب اللسان ہیں نبیؐ کی زندگی میں اور محکومی کی ربع سالہ زندگی میں ان سے ڈرتے رہے۔ مگر اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی ان کی ہیبت کے کابوس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے۔ گویا اپنی حکمرانی کے دور میں بھی ان کی تعریفیں کئے جا رہے ہیں یا اللہ! میرے ان شیعہ بھائیوں کو عقل و بصیرت کی نعمت سے سرفراز فرما کہ یہ لوگ پھر تیرے نبیؐ کے دین میں داخل ہوں۔

(حاشیہ صفحہ ۹۵ پر)

(حاشیہ صفحہ ۹۵ کا)

[1]:- ابو طالب نے اپنی غربت کی وجہ سے اپنی اولاد نرینہ کو اپنے کنبہ میں تقسیم کر دیا تھا۔ سیدنا علیؓ نبیؐ کی کفالت میں آئے۔ نبی علیہ السلام کی وفات تک آپ کی مالی حالت سقیم رہی۔ مگر جب آپ اپنی چار سالہ خلافت کے بعد شہید ہوئے تو بارہ گاؤں دعل، عناق، حسینی، مالام، ابراہیم، میت، صافیہ، برقہ، ینبع و ادالقری، سدیہ، بار جنیہ۔ عفر تین وراثت کے طور پر ترکہ میں چھوڑے (حق الیقین ص ۱۸۵ فروع کافی جلد ثالث ص ۲۷) اور یہ بات بتواتر ثابت ہے کہ شہادت کے وقت آپ کے خادموں اور غلاموں کی معقول تعداد تھی۔ ان کے علاوہ چار بیویاں، انیس ام ولد یعنی لونڈیاں چوبیس لڑکے لڑکیاں تھیں۔ اور آپ اپنے خاندان میں دولت مند ترین مشہور تھے (کتاب شہادت تبیرا مقدمہ ص ۵) نیز وفات سے قبل بیسیوں لونڈی کے خرید نے کے لئے آپ نے ساڑھے سات سو یا آٹھ سو درہم جمع کر رکھے تھے (مکتوبات حضرت علیؓ بحوالہ اولیا صدیقی محمد سلطان نظامی)

ان حقائق سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ نہایت غریب تھے۔ اپنے چار سالہ دورِ خلافت میں آپ اس قدر جائیداد پیدا نہیں کر سکتے تھے چونکہ بیت المال میں ناجائز تصرف کا آپ کی ذات کی طرف گمان کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور پھر وہ چار سالہ دور سب کا سب لڑائیوں میں گذر گیا۔ لامحالہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ وہ تمام جائداد خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عطیات کی مرہونِ منت تھی۔

اقوالِ آئمہ، تفاسیر اور احادیث

۱۔ چھٹے امام حضرت جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں میں ایک دوسرے سے سبقت کا اس طرح جذبہ پیدا کیا ہے جیسے گھوڑ دوڑ کے دن گھوڑوں میں مقابلہ ہوتا ہے پھر حسبِ سبقت اللہ تعالیٰ ان کو درجہ دیتے ہیں چنانچہ حسبِ سبقت ہر شخص کو درجہ ملتا ہے سابق کا درجہ کم نہیں ہوتا اور نہ ہی مسبوق یا مفضول سابق اور فاضل سے مرتبہ میں بڑھ سکتا ہے اسی طرح اُمت کے پہلے اور پچھلے لوگوں میں درجہ میں فضیلت کا فرق ہے اگر سابق الی الایمان کو بعد میں ایمان لانے والے پر فضیلت نہ ہو تو اُمت کے پچھلے لوگ پہلوں کے ہم رتبہ ہو جائیں۔ بلکہ تم ان سے لبا اوقات بڑھ جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سبقتِ ایمانی کی وجہ سے سابقین کو مقدم رکھا۔ اور ایمان سے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے پچھلوں کو درجہ میں پیچھے رکھا اس لئے کہ ہم بعد والے مومنوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو ظاہری نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد اور نفاق وغیرہ میں پہلوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اب اگر سبقتِ ایمانی کا اعتبار نہ ہوتا تو کثرتِ عمل کی وجہ سے پچھلے پہلوں سے درجہ میں بڑھ جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بات کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ کہ بعد والے مومن پہلوں کا درجہ حاصل کر لیں۔ یا جن کو اللہ نے مؤخر کر دیا وہ پہلوں سے بڑھ جائیں۔ اور جن کو مقدم کیا وہ پچھلوں سے کم رتبہ ہو جائیں۔

یہاں پہنچ کر سائل نے سوال کیا کہ سبقت الی الایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے تو امام نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

سابقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم الخ (آلِ عمران) اپنے رب کی مغفرت کی طرف لپک کے جاؤ اور جنت کی طرف بھی جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت جیسی ہے۔ جو اللہ پر اور اُس رسولؐ پر ایمان لانے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

والسابقون السابقون اولئک المقربون (الواقعہ) (اعمال خیر اور ایمان میں) ایک دوسرے سے آگے بڑھنے والے خوب آگے بڑھنے والے یہی لوگ اللہ کے مقرب ہیں۔"

والسابقون الاوّلون من المہاجرین الخ (توبہ) ایمان اور اسلام کی طرف اوّل اوّل سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے خلوص کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ایمان میں سبقت کی بدولت مہاجرینؓ کا اوّلین ذکر کیا۔ پھر انصار کا ذکر فرمایا پھر ان کے فرمانبرداروں کا ذکر فرمایا اور سب کو اپنے اپنے مقام پہ رکھا۔ (بروایت ابو زبیری اصول کافی بابُ السبق الی الایمان)

اپنی گھٹیا کتابوں سے کونے کھدرے تلاش کر کے صحابہ کرامؓ کو دشمن کا خطاب دے کر اپنے متاعِ ایمان سے دست برداری کا سامان بہم پہنچانے والے اپنی اُمہات الکتب کی ان تصریحات سے کس ڈھٹائی سے انکار کر رہے ہیں۔ اب شائد امام جعفر صادقؒ کے اس ارشاد سے بھی کبرےٰ صغرےٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ مگر اس حقیقت کو نہ بھولیں کہ جن لوگوں کا ذکر قرآنی روشنی میں حضرت امامؑ فرما رہے ہیں وہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد صرف ایک نہیں تین، چار، بارہ ہزار یا چالیس ہزار نہیں تھے۔ آپ تو آج تک اس بات پر ہی متفق نہیں ہو سکے کہ کتنے مرتد ہو گئے تھے۔ اور آپ ابھی اس انتظار میں ہیں کہ ہم کب تین سو تیرہ ہوں تو امام غائب ظہور فرمائیں بلکہ جن لوگوں کا ذکر آپ کے چھٹے مزعومہ امام فرما رہے ہیں وہ لاکھوں کی تعداد میں تھے اور ان میں سے جو سب سے سابق الایمان تھا اس نے مرنے کے بعد بھی نبیؐ کی معیت حاصل رہی۔ آپ کی بداعمالیوں نے ابھی تک اپنے اندر ۳۱۳ صادق مؤمن بھی پیدا نہیں کئے اور آپ کی ان بداعمالیوں کی وجہ سے ابھی تک امام غائب آپ کی بداعمالیوں کے جرم میں ماخوذ کسی غار میں سزا بھگت رہے ہیں۔ آپ کے تبرا کی مشین گنیں جو کبھی فائر میں مشغول ہیں۔ آیئے ہمت کیجئے اپنے گیارہ اماموں میں سے کسی ایک امام کا قول صحیح سند کے ساتھ اس بات کے ثبوت میں پیش کیجئے کہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد سوائے تین چار کے سب مرتد ہو گئے تھے تو میں اپنے ان نظریات سے علی الاعلان رجوع کر لوں گا۔ ورنہ اپنے اندر اخلاقی جرأت پیدا کر کے ان ایمان سوز حرکات سے توبہ کیجئے اور ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کیجئے جن کے نقشِ قدم پہ چلتے ہوئے سیدنا علیؓ نے

نے بارہا اپنے اس فعل کو اپنی ذات کے لیے موجب فخر قرار دیا۔

حضرت جعفرؒ (صادق) کے اس قول سے مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ تمام امت سے صحابہ کرامؓ کا مقام بلند ہے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ میں سے مہاجرینؓ کا مقام ارفع ہے پھر انصار کا۔

۳۔ مہاجرینؓ میں سے بلند مقام صدیق اکبرؓ کا ہے۔

۴۔ خلفائے راشدینؓ کا مقام علیٰ منہاج الخلافۃ واضح ہے۔

سیدنا علیؓ نے سیدنا معاویہؓ کے سامنے اپنی خلافت کی حقانیت پیش کرنے کے ثبوت میں خلفائے ثلاثہؓ کی حقانیت کی مثال اسی طرح پیش کی تھی۔ یعنی جن لوگوں نے خلفائے ثلاثہؓ کو منتخب کیا تھا انہی لوگوں نے ہی مجھے بھی منتخب کیا ہے۔ یہاں آپ نے کسی نص وغیرہ کی طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا بلکہ میں واشگاف طور پر سبائیت کا اعلان کرتا ہوں کہ سیدنا علیؓ نے تمام زندگی میں ایک بار بھی کسی کے سامنے اشارۃً بھی اپنی خلافت کو منصوص من اللہ قرار نہیں دیا۔ مدعی سست اور گواہ چست کے مصداق ڈیڑھ دو صدی ہجری کے بعد سیدنا علیؓ کے یہ ہمدرد معلوم نہیں کہاں سے ٹپک پڑے۔

۲۔ مشہور شیعہ مصنف ابن بابویہ نے اپنی تالیف صاحب الفضائل میں امام باقرؒ سے روایت کرتا ہے کہ آپ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جو حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی عیب جوئی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم ان مہاجرین سے ہو جو خدا کے راستہ میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور خدا کے لیے ان کا مال لوٹا گیا اور انہوں نے خدا اور رسولؐ کی مدد کی۔ کہنے لگے نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تم ان لوگوں سے ہو جنہوں نے مہاجرین کے آنے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور مہاجرین کے لئے رہائش وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا اور مہاجرین سے محبت رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ تو امام باقرؒ نے فرمایا تم خود اس بات کے اقراری ہو کہ ان دونوں جماعتوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں سے نہیں (یعنی صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے والے نہیں) جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ

جو لوگ ان کے بعد آئے اور یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے، اور ہمارے دلوں میں ان ایمان والوں (مہاجرین و انصار) کا کینہ نہ رکھ اے ہمارے پروردگار تو بڑا مہربان بخشنے والا ہے۔

۳۔ شیعوں کے گیارہویں امام حسن عسکری متوفی ۲۶۰ھ کی طرف ایک تفسیر منسوب ہے جو صرف ایک پہلے پارے کی ہے شیعوں کے ہاں وہ نہایت مستند ہے۔ اس سے چند حوالجات لکھے جاتے ہیں۔ اگر یہ تفسیر واقعی حسن عسکریؒ کی ہے تو اس کا سن تالیف ۲۶۰ھ سے پہلے ہی ماننا پڑے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ۲۶۰ھ تک روافض میں سبِ صحابہ کا وجود نہ تھا۔ قال اللہ عز وجل یا موسیٰ اما علمت الخ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت محمدؐ کے صحابہؓ کی فضیلت تمام مرسلین کے صحابہؓ پر ایسی ہے جیسے آل محمدؐ کی فضیلت تمام آل انبیاء علیہم السلام پر یہاں تک کہ تم ان کو جنت عدن اور فردوس میں حضورؐ کے دربار میں جنت کی نعمتوں میں گھومتے پھرتے اور عیش و عشرت کرتے دیکھو گے۔ (ترجمہ تفسیر حسن عسکری ص۱۵)

۴۔ تمہیں (یعنی شیعوں کو) یہ حکم ہے کہ تم ان لوگوں (صحابہ کرامؓ) کے راستے پر چلو جن پر لوایا انعام ہوا کہ اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے ان کی آل اور صحابہ کرامؓ جو افضل ترین امت اور منتخب تھے سے محبت کی توفیق ہوئی۔ جو مرد یا عورت حضرت محمدؐ ان کی آل اور آپ کے صحابہؓ سے محبت رکھے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے تو اس نے خدا کے عذاب سے بچاؤ کے لئے ایک مضبوط قلعہ بنوا لیا۔ اور محفوظ رکھنے والی ڈھال بنالی (ترجمہ ص۲۵)

۵۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پشت سے آپ کی اولاد نکالی جن میں انبیاء و رسل علیہم السلام اور اللہ کے بندوں کے کئی لشکر تھے سب سے بہتر محمدؐ اور آل محمدؐ تھے۔ اور ان میں سے فاضل اور بہترین حضرت محمدؐ کے اصحابؓ اور آپ کی امت کے نیکوکار تھے (ترجمہ ص۱۹۲)

۶۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! اگر آلِ محمدؐ کے نیکوکاروں کا کوئی آدمی تمام انبیاء کی آل کے ساتھ تولا جائے تو تمام پر بھاری ہو۔ اے آدمؑ اگر ایک کافر یا سب کفار آلِ محمدؐ یا

صحابہ کرامؓ کے کسی فرد سے محبت رکھیں تو اللہ تعالیٰ اُسے یوں بدلہ دے گا کہ اُسے توبہ اور قبول ایمان کی توفیق دے کر جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ آپؐ کی آل اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ سے محبت رکھنے والے پر اپنی رحمت برساتے ہیں کہ اگر اللہ کی روز اول سے لے کر تا آخیر کفار مخلوق پر بھی تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو۔ اور انجام خیر تک پہنچا دے، جو قبولیت ایمان ہے اور جنت کے مستحق ہو جائیں۔ اور جو شخص آلِ محمدؐ یا صحابہ کرامؓ یا ان کے کسی فرد سے بغض رکھے تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنا سخت عذاب دیں گے کہ اگر اس کو اللہ کی تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب ہی کو ہلاک کر ڈالے۔

(تفسیر حسن عسکری صفحہ ۱۹۶)

۷۔ حضرت عمرؓ کے متعلق روضہ میں حضرت علیؓ کا یہ قول مرقوم ہے۔

"نوّر اللہ قبر عمرؓ کما نوّر مساجد اللہ با القرآن"

۸۔ سیدنا علیؓ، سیدنا عثمانؓ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جو آپ نہ جانتے ہوں۔ نہ آپ کو کوئی ایسی بات بتاتا ہوں جس کو آپ نہ پہنچاتے ہوں، تحقیق جو میں جانتا ہوں آپ بھی جانتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے جیسا ہم نے دیکھا اور سنا ہے۔ آپ نے رسولؐ کی صحبت پائی جیسے ہم نے پائی اور ابوبکرؓ اور عمرؓ حق پر عمل کریں گے آپ سے زیادہ حقدار نہ تھے۔ آپ رسولِ کریمؐ سے بہ نسبت ان کے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ آپ نے دامادیٔ رسولؐ پائی جو انہوں نے نہیں پائی

(نہج البلاغۃ حصہ اول صفحہ ۳۲۲ مطبع مصر)

اقول:۔ سیدنا علیؓ، سیدنا عثمانؓ کو داماد رسولؐ فرما رہے ہیں مگر آج کے گھٹیا قسم کے مصنفین نبیؐ کی بیٹیوں کے ہی منکر ہیں۔

۹۔ وانّ آل محمد افضل آل النبیین واصحاب محمد افضل صحابۃ المرسلین فان اللہ خیر الامم اجمعین (تفسیر حسن عسکری صفحہ ۲۳)

"آل محمدؐ تمام انبیاء کی آل سے افضل ہے اور اصحاب محمدؐ تمام انبیاء کے اصحاب سے افضل ہیں اور اُمت محمدؐ تمام انبیاء کی اُمت سے افضل ہے۔"

اب شیعہ مذہب کی مشہور کتب احادیث سے چند حدیثیں بھی سُن لیجئے

۸۔ "صافی" میں وعد اللہ الذین امنو منھم وعملو الصلحٰت کی تفسیر کے تحت بحوالہ امالی مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ آئیت کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک نورانی جھنڈا گاڑا جائے گا۔ اور ایک منادی آواز دے گا کہ مومنوں کے سردار اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے کھڑے ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تھا۔ تو حضرت علیؓ ابن ابی طالب کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سفید نور کا ایک جھنڈا دیں گے جس کے تحت تمام سابقین اولین مہاجرینؓ و انصارؓ موجود ہوں گے۔ کوئی غیر ان میں شریک نہ ہو گا۔ پھر حضرت علیؓ عزت کے نورانی منبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ پھر تمام مہاجرینؓ و انصارؓ کا ایک ایک فرد اُن کے پاس آئے گا تو آپ ہر ایک کو اس کا اجر اور نور عطا فرمائیں گے۔ جب آخری آدمی اپنا اجر لے چکے گا تو سب مہاجرین و انصار کو کہا جائے گا تم جنت میں اپنا ٹھکانا اور منزل پہچان چکے یہی ہے وہ جو تمہارا پروردگار فرما چکا ہے بے شک میرے پاس تمہارے لئے بخشش اور اجر عظیم یعنی جنت ہے (تفسیر صافی از محسن کاشانی صفحہ ۴۲۴)

اس روایت میں سیدنا علیؓ کو شافع محشر کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہاں بحث اس بات سے نہیں کہ آپ شافع محشر ہیں یا نہیں۔ بتانا صرف اس قدر مطلوب ہے کہ مہاجرین و انصار اور تمام صحابہ کرامؓ جنتی ہیں اور بقول روافض یہ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے۔ اب وہ لوگ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف بازاری قسم کے روافض کے اقوال کے مطابق صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتے ہیں وہ نبیؐ کے حکم سے انحراف کے جرم میں اپنی نجات اور بخشش سے دست برداری کا سامان بہم پہنچا کر جہنم کا ایندھن بننے کے اسباب مہیا کر رہے ہیں۔

۹۔ اسی تفسیر صافی میں والسابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار کی تفسیر کے تحت امام جعفرؑ صادق سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مہاجرین اوّلین کے درجہ سبقت کی بنا پر ان کے ذکر سے آغاز کیا۔ پھر انصار کا ذکر فرمایا پھر نیکی میں ان کے تابعین کا ذکر فرمایا۔ پس ہر جماعت کا ان کے مقامات کے مطابق ذکر فرمایا۔ ان کے اعمال کو پسند فرما کر ان کی عبادات کو قبول کیا اور ان سے راضی ہو گیا اور وہ بھی اللہ تعالےٰ سے دینی و دنیوی نعمتیں پا کر اس سے راضی ہو گئے (ص۱۸۱)

۱۰۔ ابو علی حسن بن احمد حاکم کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ صولی نے ان سے محمد بن موسیٰ نصر رازی نے ان سے ان کے والد نے روایت کی ہے فرماتے ہیں:۔

سئل الرضا علیه السلام عن	موسیٰ رضا سے اس حدیث نبویؐ کے متعلق دریافت
قول النبي صلى الله عليه وسلم	کیا گیا۔ میرے صحابہؓ ہادی ہونے میں تاروں کی مثل
اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم	ہیں۔ تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ۔
اهتديتم وعن قوله دعوالي	ہدایت پاؤ گے اور اس حدیث کے متعلق بھی کہ میرے
اصحابي فقال صحيح	صحابہؓ کی بدگوئی چھوڑ دو تو امام نے فرمایا دونوں صحیح

(عیون الاخبار۔ معانی الاخبار۔ احتجاج طبرسی ہیں۔
بحار الانوار۔ جامع الاسرار)

۱۱۔ اس کی تائید میں ملا حیدر علی آملی نے معمولی لفظی تغیر سے ایک اور حدیث بیان کی ہے

انا كالشمس وعلى كالقمر واصحابي	نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ہدایت کا سورج ہوں
كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم	علیؓ چاند ہیں اور میرے صحابہ ہدایت کے تارے ہیں جن کی
(جامع الاسرار بحوالہ آیات بینات)	پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اہلسنت کو یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ اہلبیت کی کما حقہٗ عزت نہیں کرتے اس صورت میں یہ لوگ قیامت کے دن اہل بیت کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔ اس بہتان کے خالقوں کو یہ کیوں نظر نہیں آیا کہ اہلسنت ہی صحیح معنوں میں اہلبیت کی

تعظیم کرتے ہیں۔ آج تک کسی سُنّی نے یہ بکواس کرنے کی جرأت نہیں کی کہ وہ سیدنا علیؓ کی ذاتِ اقدس میں کسی قسم کی گستاخی کا تصور تک بھی کرے۔ سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کی نجی زندگی کے حالات گھسیٹ کر میدان میں لا ڈالے۔ اور آخر آپ کو اپنی مرضی کے مطابق نہ پا کر شہید کر دے۔ سیدنا حسنؓ کو مذلّ کرے اور مذل المؤمنین کے خطاب سے مخاطب کرے۔ سیدنا حسینؓ کو گھر سے نکال کر غریب الوطنی میں شہید کرے۔ عقیلؓ، عباسؓ اور عبداللہؓ کو مرتد اور منافق کہنے سے گریز نہ کرے۔ جعفرؓ کو کاذب بنائے۔ اہل بیت کی محبت کے یہ مدعی کس جنت الحمقا میں بس رہے ہیں۔ اگر آج شیعہ مذہب کی کتب سے اس قسم کے تمام کوائف فراہم کئے جائیں جو علویینؓ اور فاطمیینؓ کی گرامی قدر شخصیتوں کے خلاف انہوں نے اپنی کتب میں لکھے ہیں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس بھری دنیا میں فحش کلامی کا کوئی ایسا لفظ باقی نہ نظر آئے گا جو ان محبانِ اہل بیت نے اپنے مزعومہ ائمہ اور فاطمیین کے لئے روا نہ رکھا ہو۔

اصحابی کالنجوم:۔ یہ حدیث رافضی ٹولہ پر بم کا گولہ ہے اور جب یہ حدیث سُن کر فرار کی تمام راہیں مسدود پاتے ہیں تو اپنی عادت کے مطابق فوراً کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ حدیث کے کلمات ہی نہیں۔ مجھے یہاں ایک لطیفہ یاد آیا ہے ایک دفعہ ایک شیعہ دوست جو اپنے آپ کو بہت بڑا علامہ، مبلغ اور واعظ سمجھتے ہیں اور اکثر مقامات پر وعظ کے لئے طلب کئے جاتے ہیں ان کے سامنے میں نے یہ حدیث پیش کی کہنے لگے سُنیوں کی کتابوں کو تو ہم مانتے ہی نہیں۔ مذہب شیعہ کی کسی کتاب سے دکھاؤ۔ میں نے احتجاج طبرسی اور بحار الانوار نکال کر پیش کیں دیکھ کر پہلے تو بہت جز بز ہوئے، اب کبھی سر کھجلانا شروع کر دیا کبھی داڑھی میں خلال شروع کر دیا۔ کبھی زبردستی کی کھانسی میں مبتلا ہوئے۔ میں میز پہ کتابیں رکھ کر سامنے کھڑا رہا۔ آخر مجبور ہوئے تو کہنے لگے میں ان کتابوں کو مانتا ہی نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ کو علامہ طبرسی اور ملا باقر مجلسی کی تمام تالیفات سے دستبردار

تیسرا باب

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خوشتر از نقش تو در عالم تصویر نبود

ہمارے نزدیک نبی علیہ السلام کے تمام صحابہ کرامؓ رشد و ہدایت کے درخشندہ و تابندہ ستارے ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک کے ایمان یا اُس کے مقام یا درجہ کے متعلق تنقیصی بحث کرتا ہے وہ پکا فاسق اور فاجر ہے۔ اس مقام پر ہم جو کچھ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں وہ صرف اصولِ شہادت کے طور پر ہے سیدنا علیؓ کی شان یا مقام کے متعلق نہیں۔ بلکہ صرف آپ کے اجتہادات کے متعلق ہے اور وہ بھی صرف شیعہ مذہب کی مستند کتب کی روشنی میں تاریخی طور پر لکھ رہے ہیں۔ اور ایسے شواہد و نظائر پیش کرنے سے بھی ہم اظہار معذوری کرتے ہوئے دستبردار ہو جاتے جن سے مشاجرات صحابہؓ کا کوئی پہلو پیدا ہوتا مگر بات ہی کچھ ایسی ہے کہ بیان کئے بغیر چارہ نہیں۔ ہم اپنی رائے یا قیاس کو صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابیؓ کی ذات پر تنقیصی نقطہ نگاہ سے چسپاں کرنے کو مترادف کفر سمجھتے ہیں۔ بایں ہمہ اگر کوئی شخص بعض حقائق کے افشاء سے ہمارے متعلق ایسا سمجھتا ہے تو ہمارے پاس اُسے باز رکھنے یا روکنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ہاں ہم یہ کہنے میں ذرہ بھر باک نہیں سمجھتے اور اس کے ہمارے پاس سینکڑوں شواہد موجود ہیں کہ ہم سوائے انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کے کسی دوسرے کو معصوم من الخطا نہیں سمجھتے۔ ہر آدمی سے اجتہادی غلطیاں ہوتی رہیں گی۔[سلہ] (حاشیہ ص ۱۰۷ پر)

سیدنا علیؓ کے متعلق ہم نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا ہے دل پر جبر کا ہاتھ رکھ کر لکھا ہے اور وہ بھی صرف شیعہ کتب سے لکھا ہے۔ یہ لوگ نبی علیہ السلام کے علاوہ تیرہ[۱۳] دیگر افراد کو بھی

معصوم سمجھتے ہیں۔ مگر کیا ان لوگوں نے کبھی اس بات کی طرف بھی توجہ کی کہ مصنف اصول کافی کے قول کے مطابق امام زین العابدینؒ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان کی عصمت کا کیا بنا۔

(حاشیہ ص ۱۰۶) سلہ ○ سیدنا علیؓ مدینہ سے عازم کوفہ ہوئے تو سیدنا حسنؓ نے آپکو مشورہ دیا کہ مدینہ چھوڑ کر کوفہ نہ جائیے۔

○ سیدنا حسنؓ نے جب سیدنا معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو سیدنا حسینؓ کو یہ بات پسند نہ تھی۔ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ میرے بھائی نے جو کچھ کیا ہے اس سے بہتر تھا کہ میری ناک کٹ جاتی (مختصر التحفہ ص ۲۱۱)

○ حضرت حسینؓ نے امیر یزید کے خلاف خروج صحیح سمجھا۔ مگر اس بھری دنیا میں ان کے حقیقی بھائیوں سمیت کسی نے ان کے خروج کو مبنی علی الحق نہ سمجھا۔ اور آخر جب آپ نے حالات اپنے خلاف دیکھے تو آپ نے اس خروج سے رجوع فرمالیا۔ مگر آپ کے شیعوں نے آپ کو شہید کر کے ہی دم لیا۔ ——

○ آپکے ساتھ آپکے صاحبزادے سیدنا علیؒ (زین العابدین) کڑیل جوان موجود تھے۔ انہوں نے باپ کی شہادت کے بعد اُسی یزید کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ میرے باپ کا خروج صحیح نہ تھا۔ چنانچہ روضہ کافی میں ہے کہ سیدنا علیؒ (زین العابدین) امیر یزید کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ "قد اقررت لک بما سألت انا عبد لک مکرہ فان شئت فامسک فان شئت فبع (ص ۲۳۵)" جو کچھ تو نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے میں نے تیرے لئے سب تسلیم کر لیا۔ میں تیرا مجبور غلام ہوں چاہے تو اپنے پاس رکھ۔ چاہے تو بیچ ڈال"۔ یہاں اگر کہا جائے کہ آپ نے تقیہ سے ایسا کیا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی نص آپ پر نازل ہوئی تھی جو سیدنا حسینؓ پر نازل نہیں ہوئی تھی حسینؓ تو "جہاد" کر کے شہید ہو گئے مگر ان سے پہلے امام یعنی سیدنا حسنؓ اور ان کے بعد کے امام سیدنا علیؒ (زین العابدین) دونوں تقیہ میں مستور ہو گئے۔ آخر دو کے لئے بلکہ تین کے لئے تو تقیہ جائز ہو گیا اور سیدنا علیؓ اور سیدنا حسینؓ کے لئے جائز نہ رہا۔

○۔ امام باقرؒ بقول روافض پانچویں منصوص امام ہیں یہ امام صاحب تقیہ کے پردہ میں مستور رہے مگر ان کے بھائی زید جن پر جہاد کا فریضہ فرض ہی نہیں تھا "جہاد" کر کے شہید ہو گئے یعنی غیر امام پر جہاد فرض ہو گیا اور امام خاموش بیٹھا تماشہ دیکھتا رہا۔ حالانکہ امام کے بغیر جہاد حرام ہے۔

اسی طرح دیگر آئمہ کے زمانہ میں جس قدر علویوں نے "جہاد" کئے وہ کس ضمن میں شمار ہوں گے۔

امام کاظم مہدی عباسی کو امیر المومنین کہہ کر پکارتے رہے (اصول کافی کتاب الحجۃ) حالانکہ بقول امام جعفرؒ امیر المومنین کا خطاب نہ جناب امیرؓ سے پہلے کسی تھا اور نہ بعد میں کسی کو اختیار ہے کہ وہ امیر المومنین کہلائے۔ اگر ایسا کرے تو کافر ہے اور امام مہدی بھی اس لقب سے مخاطب نہ ہوں گے (اصول کافی کتاب الحجۃ) کافر کو امیر المومنین کہہ کر پکارنا یا للعجب۔ مزعومہ آئمہ کے متعلق اس قسم کے سینکڑوں نظائر پیش کئے جا سکتے۔

یہ ان لوگوں کو زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے آئمہ کو یوں سر بازار گھسیٹنے میں ذرہ باک نہیں سمجھتے مگر ہم اللہ تعالٰے کے حضور میں نہایت عاجزی اور الحاح سے دست بدعا ہیں کہ الٰہ العالمین ان مقدس، مطہر اور مزکّی بزرگوں کے متعلق، نقلِ کفر، کفر نہ باشد کے مصداق جو کچھ ہماری زبان و قلم سے نکل رہا ہے ہم اس کے متعلق بار بار تیرے حضور میں طالب عفو ہیں

ہمارا ایمان ہے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ سیدنا علیؓ سابقون الاوّلون میں بھی بلند تر مقام رکھتے ہیں۔ بدری صحابیؓ ہیں۔ نبی علیہ السلام کے چچا زاد اور داماد ہیں۔ حسینؓ کے والد اور سیدہ فاطمہؓ کے شوہر ہیں۔ عمرو بن عبدوہ اور ولید کے قاتل ہیں ہمارے نزدیک صحابہ کرامؓ میں سے سب سے آخری صحابیؓ کا مقام بھی تمام امت کے صالحین کے مجموعی اعمال سے بدرجہا بلند، ارفع اور اعلیٰ ہے۔ چہ جائیکہ سیدنا علیؓ کے متعلق ہم اپنے ذہن کے کسی گوشہ کے کروڑویں حصہ میں بھی مشاجرات صحابہؓ کے ایک شمہ تک کو راہ دیں۔

شیعہ سنی مناقشات کی جزویات تو ہزاروں اختلافی امورات سے متجاوز ہیں مگر بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کے پیچھے صرف ایک ہی نقطہ کار فرما ہے اور وہ ہے خلافتِ بلا فصل کا۔ آج اگر "خلافتِ بلا فصل" کا مسئلہ طے ہو جائے تو باقی متنازعہ مسائل کے حل کی صورتیں خود بخود پیدا ہو جائیں گی۔ مگر عجمی سازشوں نے ایک گروہ کے ذہنوں میں خلافت بلا فصل کا نظریہ محض اسلام دشمنی کی بنا پر اس طرح ٹھونسا ہے اور اسے مضبوط کرنے کے لئے اس کے بار و برگ کو اس طرح ثمر آور کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک طرف وہ نظریہ ایک گروہ پر کابوس بن کر سوار ہو چکا ہے۔

اور دوسری طرف جن بزرگ ہستیوں کے متعلق اس نظریہ کی اختراع ہوئی انہیں ایک ایسی مافوق الفطرت مخلوق بنا کر رکھ دیا ہے جس سے ان کی توصیف کم اور تذلیل زیادہ ہوتی ہے۔ اور جوں جوں اس نظریہ کی تشہیر کے لئے مزید لوازمات فراہم کئے جاتے رہے اُن سے ان پاکیزہ سیرت ہستیوں کے متعلق اس قسم کی دیو مالائی داستانیں پیدا ہوتی رہیں جن سے اُن کے اوصاف کم اور قابل اعتراض مواد زیادہ فراہم ہوتا رہا۔

ع۔ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

میں کسی دوسرے مقام پر بدلائل بیان کر چکا ہوں کہ شیعہ مذہب کے مصنفین آج تک کسی ایک بات پر بھی مجتمع نہیں ہو سکے یہی وجوہات ہیں کہ "شیعانِ علیؓ" کتابوں کی زبان میں اور ہیں اور عملی صورت میں اور۔ جب وہ اپنے مزعومہ آئمہ کی تعریفیں کرتے ہیں تو ان میں وہی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی اگر وہ تعریف بھی کرنا چاہیں تو اس سے یقیناً ان گوشہ نشین علم و عمل کے پیکروں کے حق میں کوئی نہ کوئی بات ایسی پیدا ہو جائیگی جس سے ان کی تضلیل، تفسیق، تذلیل یا کم از کم تحقیر کا پہلو ضرور پیدا ہو گا۔ العیاذ باللہ۔

بات پھر وہیں جا کر ختم ہوتی ہے کہ حقیقت میں یہ لوگ دوستدار علیؓ ہیں نہ مُحِبّینِ اولادِ علیؓ۔ یہ ایک ایسا گروہ ہے جس کا مقصد محض تخریب دین ہے ورنہ کیا وجہ ہے سیدنا علیؓ کے سینکڑوں سے متجاوز ارشادات، شیعہ تفاسیر کی بیسیوں عبارات، شیعہ احادیث کی درجنوں احادیث اور مزعومہ آئمہ کے ہزاروں اقوال کے باوجود جو انہوں نے صحابہ کرامؓ کی شان میں فرمائے ــــ یہ لوگ اس کے علی الرغم صحابہ کرامؓ کو اپنے سبّ و شتم کا نشانہ بناتے ہیں۔

دور نہ جائیے سیدنا علیؓ کا کوئی ایک ارشاد ہی واضح طور پر پیش کیجئے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ حضرات شیخینؓ غاصب خلافت تھے اور اصل میں خلافت کا حقدار میں تھا۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا۔

-- ✽ --

علیؓ خود خلافتِ بلافصل کے قائل نہیں تھے

ومن کلام لہ لما ارید الخ اور جناب امیر کے کلام سے ہے کہ جبکہ ارادہ کیا گیا بیعت کا بعد قتل عثمانؓ کے۔ کہا مجھے چھوڑ دو اور میرے سوا کسی دوسرے کو ڈھونڈ لو۔ اگر تم مجھ کو چھوڑ دو گے تو میں بھی مثل ایک کے تم میں سے ہوں گا اور شاید تم سے زیادہ حکم ماننے والا اور زیادہ اطاعت کرنے والا اس کا ہونگا جس کو تم اپنا اولی الامر بناؤ گے۔ اور میں تمہارے لئے وزیر بن کر بہتر ہوں۔ اس سے کہ تمہارا امیر بنوں (نہج البلاغة)

یعنی آپ واضح طور پر اعلان فرما رہے ہیں کہ مجھے اس خلافت کی ضرورت نہیں اگر آپ کے سامنے خلافت بلافصل کا وجود ہوتا تو آپ کا یہ انکار کرنا بھی عصمت آئمہ کے منافی تھا۔ آپ نے خلافت قبول فرمائی بھی تو آپ کے ہاتھ پر اجماعِ خلافت نہ ہوسکا۔

ایک شبہ کا ازالہ:۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مقام پر سیدنا علیؓ نے پہلے قبول خلافت سے انکار کیا اور پھر مجبوراً اس ذمہ داری کو قبول فرمایا۔ اور دوسرے مقام پر بیان کیا گیا ہے کہ آپ حصول خلافت کے متمنی تھے آخر یہ تناقص کیوں؟ یہاں دو صورتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ آپ منصبِ خلافت کے حصول کے متمنی نہ تھے۔ اور تاریخوں میں اس قسم کے جو نظائر شواہد ملتے ہیں کہ آپ حصول خلافت کے متمنی تھے وہ جرح و تعدیل اور نقد و تبصرہ کے معیار پر پوری نہیں اترتے۔ اور اگر آپ حقیقتاً حصولِ خلافت کی آرزو رکھتے تھے اور خلافت ملنے کا وقت آیا تو آپ نے انکار فرما دیا۔ اس کی وجہ ظاہر اور واضح ہے کہ اس موقع پر حالات نے یہ صورت اختیار کر لی تھی کہ اب بارِ خلافت کانٹوں کے تاج کے مترادف تھا۔ میں علی رؤس الاشہاد یہ حقیقت بیان کرنے میں ایک فرحت محسوس کرتا ہوں کہ اگر شہادت سیدنا عثمانؓ کے بعد

کسی اور کو خلیفہ منتخب کیا جاتا تو وہ اس حد تک بھی حالات کو سنبھالا نہ دے سکتا۔ کہنے کو تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ سیدنا علیؓ کی شہادت کے بعد سیدنا امیر معاویہؓ نے حالات پر قابو پا لیا تھا۔ مگر یہ کہنے والے اس حقیقت کو کیوں فراموش کر جاتے ہیں کہ سیدنا علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں شورش پسندوں کی اکثریت ختم ہو چکی تھی جو باقی رہ گئے تھے ان کا دم خم بھی ختم ہو چکا تھا۔

صرف یہ کہہ کر گذر جانا کہ سیدنا علیؓ امر خلافت سے عہدہ برآ نہ ہو سکے ایک بہت بڑی تاریخی بددیانتی ہے۔

خلافت بلافصل کی اصطلاح

خلافتِ بلافصل کی اصطلاح تین صدی ہجری کے بعد کی اختراع ہے۔ پہلی تین صدیوں میں اس کا وجود نہیں ملتا۔ گو عبد اللہ بن سبا وغیرہ کی طرف اس قسم کے اقوال منسوب کئے جاتے ہیں کہ اس عقیدہ کا بانی وہ تھا۔ اور یہ کسی حد تک درست بھی ہے کہ وہ خلافتِ بلافصل کے عقیدہ کی تشہیر کے لئے کام کرتا رہا۔ اور اس کے پاس امت میں تشتت و افتراق پھیلانے کے لئے یہی ایک کارآمد حربہ تھا۔ مگر اس کی اس اختراع نے باقاعدہ طور پر تیسری صدی ہجری کے آخری ربع میں ہی ایک عقیدہ کے طور پر رواج پایا۔

اس حقیقت سے کسی کو مجال انکار نہیں کہ سیدنا ابوبکرؓ یا سیدنا عمرؓ یا سیدنا عثمانؓ نے کبھی خلافت کی آرزو نہیں کی۔ مگر بقول روافض گو سیدنا علیؓ کے دل میں حصولِ خلافت کا خیال تھا۔ بایں ہمہ وہ ہر بار خلافت سے محروم ہونے باوجود اپنی فراست، تدین، تقویٰ، صالحیت اور دور اندیشی کی وجہ سے خلفائے ثلاثہؓ کے صحیح معنوں میں مخلص مشیر اور جاں نثار دوست رہے۔ ہمیں تاریخ و سیرت پر لکھی گئی اس پچیس سالہ خلافت کے دور میں کسی کتاب کے کونے کھدرے سے ایک رائی بھر ایسی بات نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ آپ نے ”اولی الامر منکم“ کی

اطاعت میں کسی قسم کی کمی روا رکھی ہو۔ البتہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کے نتائج سے بعض مؤرخین نے اس قسم کا استنباط کیا ہے۔ یعنی سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت سے پہلے عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے ایک مقام پر ہرمزان، ابولولو فیروز قاتل عمرؓ اور جفینہ ایک عیسائی غلام کو ایک مقام پر کچھ مشورہ کرتے ہوئے دیکھا۔ عبدالرحمٰن کو دیکھ کر تینوں اس مقام سے گھبرا کر کھسکنے لگے تو فیروز کی آستین سے ایک خنجر نیچے گر پڑا۔

فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد عبدالرحمٰن نے وہ خنجر پہچان کر ان تینوں کا ایک جگہ کھڑے ہو کر مشورہ کرنے کے متعلق بیان کیا تو عبیداللہ بن عمرؓ یہ سنتے ہی ہرمزان کے ہاں پہنچے اور اُسے قتل کر دیا۔ فیروز پہلے ہی خودکشی کر چکا تھا اور جفینہ بھاگ گیا تھا۔ سیدنا عثمانؓ کے خلیفہ منتخب ہونے تک عبوری ایام میں عبیداللہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ سیدنا عثمانؓ کے سامنے سب سے پہلے جو مقدمہ پیش ہوا وہ یہی ہرمزان کے قتل کا تھا۔ مگر ہرمزان کے بیٹے قاذان نے جو ایک سچا مسلمان تھا اور اپنے باپ کی سازشوں سے باخبر تھا عبیداللہ کو معاف کر دیا۔ مگر سیدنا علیؓ عبیداللہ کو ہرمزان کے قتل کے قصاص میں قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ چند صحابہ کرامؓ کو کہنا پڑا کہ کل اس کا باپ شہید ہوا ہے آج اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ وقت گزرتا رہا، سیدنا عثمانؓ اسی مجوسی سازش اور یہودی کی شہ دوانیوں سے شہید کر دئے گئے۔ اور سیدنا علیؓ خلیفہ بنے۔ انہوں نے خلیفہ بنتے ہی سیدنا عبیداللہ کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ یہاں تک کہ سیدہ اُم کلثومؓ بنت علیؓ جو عبیداللہ کی سوتیلی والدہ تھیں انہیں اپنے باپ کی خدمت میں عرض کرنا پڑا کہ عبیداللہ کو گرفتار نہ کیجئے اور عبیداللہ یہ سنتے ہی مدینہ سے بھاگ کر دمشق حضرت معاویہؓ گورنر شام کے پاس چلے گئے۔

بقول بعض مؤرخین آپ کی حصولِ خلافت کی آرزو پر وہ واقعہ بھی دلالت کرتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات سے دو تین دن پہلے سیدنا عباسؓ نے سیدنا علیؓ سے کہا کہ میں ہاشمیوں کی موت کی علامات کا واقف ہوں مجھے نظر آ رہا ہے کہ نبی اکرمؐ ہم میں سے رخصت ہونے والے ہیں۔ چلو چل کر آپؐ سے جانشینی کے متعلق فیصلہ کرا لیں۔ مگر

ٹ: یہ وہی مجوسی ہے جس کی خودکشی کے دن کو شیعہ عید بابا شجاع کے نام سے مناتے ہیں (تفصیل کیلئے حقیقت مذہب شیعہ دیکھئے)

سیدنا علیؓ نے جواب دیا ایسا نہ ہو کہ آپؐ بالکل جواب دے دیں، اور کسی وقت جو امکان میری جانشینی کا ہو سکتا ہے وہ بھی ختم ہو جائے۔ اس بات سے جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ حصولِ خلافت کے متمنی تھے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خلافت بلافصل کے قسم کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ورنہ اس گفتگو کا کیا مطلب؟

بہر حال سیدنا علیؓ کی اس آرزو اور خواہش کے قطع نظر اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت کے متعلق درجنوں روایات موجود ہیں۔ صفحات گذشتہ میں شیعوں کی معتبر اور مستند کتب سے بیان کی جا چکی ہیں۔

"خلافت بلافصل" کے عقیدہ کا مخترع عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ اس نے سب سے پہلے "وصائیت" کا عقیدہ گھڑا اور اس وصائیت سے "خلافت بلافصل" کا ہیولیٰ تیار ہوا۔ آج "محبانِ علیؓ" عبداللہ بن سبا سے پیچھا چھڑانے کے لئے کتنی قلابازیاں اور قلندیں لگائیں مگر حقیقت سے فرار ناممکن ہے۔

عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سبا نبوت کا مدعی اور علیؓ مرتضیٰ کی الوہیت کا مدعی تھا حضرت علیؓ نے اُسے بلا کر دریافت کیا تو اُس نے کہا واقعی آپ معبود برحق ہیں پس علیؓ مرتضےٰ نے کہا تحقیق تم سے شیطان تمسخر کرتا ہے تیری ماں تجھے روئے توبہ کر اس نے انکار کیا تو قید کر دیا تین روز بعد دریافت کیا مگر وہ تائب نہ ہوا تو اسے جلا دیا (تنقیح مسائل الحائرین فی شرح الادلین مطبوعہ مطبع اثنا عشری سید عابد علی ص۲۳، مناقب آل ابی طالب تالیف محمد بن علی مازندرانی مجوعہ بمبئی جلد ۲ ص۱۷ سطر ۲۲)

مگر یہ تمام روایات غلط ہیں صحیح واقعہ دوسرے مقام پر ہے

سیدنا علیؓ پر اجماع خلافت نہ ہو سکا

مہاجرین و انصار میں سے ایک صحابیؓ بھی حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے حق میں نہ تھا جس کا اہم ترین ثبوت یہ ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد تین روز بقول بعض پانچ روز غافقی بن حرب مدینہ کا امیر رہا (ابن خلدون ص۲۷۹)

یہ وہی غافقی ہے جس نے حضرت عثمانؓ کو تشدد سے مسجد نبویؐ میں جماعت کرانے سے روک دیا تھا اور خود مسجد نبوی کا امام بن بیٹھا تھا (طبری جلد ۵ ص۱۰۱) اسی شیطان نے بلوائیوں کو قتلِ عثمانؓ پر جرأت دلائی تھی۔ ان پر تلوار چلائی اور قرآن کریم کو پاؤں سے

شیعہ انہیں شیعوں کی اولاد سے نہیں ؟

○ ایک روز صفین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے ۔ یہاں تک کہ عدیؓ بن حاتم کو امیرالمؤمنین کی فکر ہوئی اور تلاش میں ہر طرف گھوڑا دوڑایا ۔ جب ملاقات ہوئی تو عرض کی کہ اس وقت متفقہ حملہ کرنا مناسب ہے ۔ لشکر کو حکم دیجئے ۔ فرمایا ذرا نزدیک آؤ ۔ جب وہ بہت نزدیک ہوئے تو آہستہ سے فرمایا کہ میرے ساتھیوں کی عموماً یہ حالت ہے کہ وہ میری فرمانبرداری نہیں کرتے اور معاویہؓ ایسے لوگوں میں ہے کہ سب ان کے فرمانبردار ہیں ۔ اور کوئی ان کی نافرمانی نہیں کرتا

(ناسخ التواریخ صفحہ ۳۲۱ بحوالہ مقاصد الاسلام حصہ ششم صفحہ ۲۰ طبع دکن)

آئمہ حق کی علم اور ان کی پہچان

بشنواے پیک سخنگیر سخن باز رسان

اصول کافی کے صفحہ ۱۲۰ پر جناب علی رضاؑ سے روایت ہے کہ بے شک امامت (خلافت) دین کی باگ مسلمانوں کا نظام اور دنیا کی اصلاح اور مومنوں کی عزت ہے ۔ بے شک امامت درخت اسلام کی بڑھنے والی جڑ اور اس کی بلند شاخ ہے ۔ بے شک امام کے ساتھ نماز زکواۃ ، روزہ ، حج اور جہاد کے فرائض ادا کئے جاتے ہیں ۔ فی اور صدقات کی کثرت ہوتی ہے اور حدود و احکام شرعی کا جاری کرنا ۔ ملکی سرحدوں اور بلادِ اسلامیہ کی حفاظت ہے ۔ امام خدا کی حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام کرتا ہے ۔ خدا کی حدود کو قائم کرتا ہے خدا کے دین سے ضرر کو دفع کرتا ہے اور خدا کی طرف حکمت اور موعظت حسنہ اور حجت بالغہ کے ساتھ بلاتا ہے ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ شیعوں کے یازدہ آئمہ میں سے صرف دو کو حکومت کرنے کا موقعہ ملا ۔ امام دوم سیدنا حسنؓ نے تو اس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دیا ۔ صرف حضرت علیؓ نے چار سال اور چند ماہ حکومت کی ۔ مگر ان کے اس پورے دورِ خلافت (امامت) میں ہمیں نہ کہیں مسلمانوں میں نظام نظر آتا ہے ۔ نہ دنیا کی اصلاح اور مومنوں کی عزت ہمیں دکھائی دیتی ہے ۔ نہ اس دورِ امامت میں ہمیں اسلام بڑھنے والی جڑ اور بلند شاخ

کی صورت میں نظر آتا ہے ۔ اس افراتفری کے دور میں سیدنا علیؓ کے مقبوضہ ممالک میں نماز زکواۃ ، روزہ اور حج کے فرائض کی کما حقہ ادائیگی کی صورت بھی دکھائی نہیں دیتی ۔ اور اگر خانہ جنگی کو جہاد کا نام دیا جائے تو وہ البتہ عروج پر تھی ۔ فی اور صدقات سے بھی وہ زمانہ خالی نظر آتا ہے ۔ حدود و احکام شرعی کے اجراء کی یہ حالت تھی کہ ایک آدمی پوچھتا ہے کہ اب تو آپ کی حکومت ہے عمرؓ کی بدعت تراویح کو ختم کیجئے ۔ متعہ کو عمرؓ نے حکماً بند کر دیا تھا جاری کیجئے ۔ فدک پر قبضہ کیجئے اس کے جواب میں احقاق الحق مصنفہ شوستری کا قول ملاحظہ کیجئے ۔ ایک مرتبہ جناب امیرؓ نے ان کو نماز تراویح سے منع کیا تو وہ باز نہ آئے اور آواز بلند کر کے کہنے لگے ۔ ہائے عمرؓ ہائے عمرؓ یہاں تک کہ جناب امیرؓ نے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا ۔ خدا کی حدود سیدنا علیؓ نے کہاں قائم کیں ۔ اور آپ کی حکمت و موعظت سے مسلمان ہونے والا کہیں ایک آدمی کا نام بھی کسی تاریخ میں نہیں ملتا ۔ البتہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ مرتد ضرور ہوئے ۔

<u>ابن طقطقی کیا کہتا ہے</u> ـــــ محمد بن علی بن طباطبا المعروف ابن طقطقی ساتویں صدی ہجری کے آخر کا ایک مشہور شیعہ مؤرخ تھا ۔ یہ وہی ابن طقطقی ہے جس نے اپنی مشہور رسوائے زمانہ تالیف الفخری میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے بدبخت ، شقی اور بدترین قاتل ابولولو کے نام کے ساتھ ـــ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ لکھا ہے اپنی اس تالیف میں ریاست کے سلسلے اور خلافتِ اسلامیہ کے فرماں روا کے اوصاف میں لکھا ہے کہ اس کا ـــ عاقل ہونا ۔ عادل ہونا ۔ عالم ہونا ۔ علم فرمانروائی ۔ خدا ترس ہونا ۔ کینہ پرور ۔ فیاض ہونا ۔ رعب دالا ہونا ۔ سیاست کا ماہر ۔ ایفائے عہد کا حامل ۔ باخبر اور دار و گیر کرنے والا ہونا ضروری ہے (صفحہ ۲۶)

میں شیعوں کے اس بیان کردہ معیارِ خلافت کا قائل نہیں ۔ اور اگر اس معیار کو قاعدہ کلیہ کے طور پر قبول کیا جائے تو پھر میں انہیں کے مقرر کردہ معیارِ خلافت کی روشنی میں یہ دریافت کرنے میں حق بجانب ہوں کہ کیا سیدنا علیؓ کے چار سالہ دورِ خلافت یا سیدنا حسنؓ کے شش ماہہ دورِ خلافت میں ان میں سے کوئی ایک بات بھی نظر آتی ہے ۔ ؟

یہی ابن طقطقی سیّدنا علیؓ کے مقابلہ میں سیّدنا معاویہؓ کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔

معاویہؓ دینی اور دنیوی معاملات میں بہت ہی دانا تھے۔ فرزانہ و عالم تھے، حلیم اور باجبروت فرمانروا تھے۔ سیاست میں کمال حاصل تھا۔ اور دینی اور دنیوی معاملات کو سلجھانے کی اعلیٰ استعداد رکھتے تھے۔ دانا تھے، فصیح تھے، بلیغ تھے۔ حلم کے موقعہ پر حلیم اور سختی کے موقعہ پر سختی بھی کرتے تھے۔ لیکن حلم بہت غالب تھا ———— سخی تھے۔ خوب مال دیتے تھے۔ حکومت کو پسند کرتے تھے۔ بلکہ اس سے نہایت دلچسپی تھی رعایا کے شریف لوگوں کو انعامات سے نوازتے رہتے تھے۔ مثلاً عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن زبیرؓ عبداللہ بن جعفر طیارؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ابان بن عثمانؓ اور خاندان ابوطالب کے دوسرے لوگ دمشق کا سفر کرکے ان کے پاس جاتے تھے۔ اور معاویہؓ خاطرداری اور مہمان نوازی کے علاوہ ان کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ یہ لوگ ان سے سخت کلامی بھی کرتے تھے اور نہایت ناپسندیدہ انداز سے پیش آتے تھے یہ کبھی تو اسے ہنسی میں اُڑا دیتے اور کبھی سُنی ان سُنی کر دیتے اور جب ان حضرات کو رخصت کرتے تو بڑے اعلیٰ تحفے اور انعامات دیکر رخصت کرتے۔ معاویہؓ مدبر ترین انسان تھے (الفخری صـ۱۲۹-۱۳۰)

امام حق کے متعلق ابن طقطقی کا بیان کردہ قاعدہ کلیہ پڑھا اور سیدنا علیؓ اور دیگر خلفائے راشدین کا تقابل بھی دیکھا اور آخر میں ابن طقطقی کا حضرت معاویہؓ کے متعلق فیصلہ بھی دیکھا میں اس تقابل میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اور نہ ہی ایک سچے مسلمان کا یہ وصف ہے کہ وہ مشاجرات صحابہؓ پر قلم آرائی کرے مگر مجبوراً شیعوں کے زعماء کے حوالے محض اس لئے قلمبند کرنا پڑے ہیں کہ شاید ان حقائق سے باخبر ہو کر کسی منصف مزاج شیعہ کو اللہ تعالیٰ اپنے خیالاتِ فاسدہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ان تصریحات پر میں اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ یہ تبصرہ بھی اپنے باطنی شیعوں کے متعصب ترین امام آغا خان سوم کی زبان سے سنیئے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ۔ مسلمانوں کا سب سے روشن ترین دور بنو اُمیہ کا ہے۔ رسول خدا کے بعد ابوبکرؓ کا دو سالہ

اور فتنوں کے دبانے اور وحدتِ اسلام کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے میں صرف ہوا حیرت ہے کہ صدیقؓ نے اس مختصر سے عرصہ میں ان فتنوں کو دبانے میں کیسے کامیابی حاصل کی۔ یہ نبیؐ کا معجزہ تھا یا صدیق اکبرؓ کی بے مثال قیادت کا ثمرہ۔۔۔۔ اس کے بعد فاروق اعظمؓ اور پھر عثمان غنیؓ کا زمانہ آیا۔ جو فاتحانہ یلغار، اور وسعت و پھیلاؤ کا زمانہ ہے۔ اور حضرت علیؓ کا دورِ خلافت محض دورِ فتن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے چار سالہ دور میں ایک بار بھی حج کی قیادت نہ کر سکے۔ اس کے بعد معاویہؓ کا دور آیا۔ صحابہ کرامؓ میں سے یہ آخری شخص ہے جن کے ہاتھوں میں اقتدار آیا۔ یہ زمانہ ۴۱ ہجری سے ۱۳۲ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی حکومت کے فرق کو دیکھ کر عبرت ہوتی ہے کہ جونہی حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تمام خانہ جنگیاں ختم ہو گئیں۔ ملک بھر میں خوشیاں منائی گئیں اب دنیا کا ہر مسلمان ایک خدا، ایک رسول ایک قرآن ایک کعبہ اور ایک خلیفہ سے وابستہ ہے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں سوڈان سے مکران تک لوگ نہایت خوشحالی امن اور فراغت سے زندگی گذارتے رہے (بحوالہ تاریخ ابن خلدون نفیس اکیڈمی صـ۳۰۴)

سیّدنا علیؓ حق امامت سے عہدہ برآنہ ہوئے

سیّدنا علیؓ خود اعتراف فرماتے ہیں کہ میں حقِ امامت سے عہدہ برآنہ ہو سکا۔ اصحاب ثلاثہؓ نے بقول روافض جو بدعات جاری کی تھیں ان میں سے علیؓ ایک کا بھی دفیعہ نہ کر سکے۔ چنانچہ روضہ کافی میں ہے کہ:۔

قد عملت الولاة قبلی اعمالاً خالفوا فیها رسول الله متعمدین لخلافه ناقضین لعهده مغیرین لسنته ولو حملت الناس علی ترکها وحوّلتها الی مواضعها والی ما کانت فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وآله تفرق عنی جندی (الی ان قال) لورددت فدك الی ورثة فاطمة علیها السلام

وافطعت قطایع اقتطعها رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ باقوام لم تمض لهم ولم تنفذ د رددت قضایا من الجور قضی بها ونزعت نساء تحت رجال بغیر حق فرددتهن الی ازواجهن وحملت الناس علی حکم القرآن ومحوط دوردین العطایا واعطیت کما کان رسول اللہ یعطی بالسویۃ وحرمت المسح علی الخیف اذاً تفرقوا عنی واللہ لقد امرت الناس ان لا یجتمعوا فی شھر رمضان الافریضۃ واعلمتھم ان اجتماعھم فی النوافل بدعۃ فتنادی بعض اھل عسکری ممن یقاتل معی یا اھل الاسلام غیرت سنۃ عمر ینھانا عن الصلوٰۃ فی شھر رمضان تطوعاً (ص۲۹)

ترجمہ:- مجھ سے پہلے جو خلفا تھے انہوں نے کچھ کام ایسے کئے ہیں جن میں رسول اللہ کی مخالفت کی ہے عمداً ان کے خلاف کیا ہے ان کے عہد کو توڑا ہے ان کی سنت کو بدلا ہے اگر میں آمادہ کردں لوگوں کو ان اُمور کے ترک پر اور ان کو پھر ان کی اصلی حالت پر لے جاؤں یعنی جس حالت پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ میں تھے۔ تو یقیناً میرا لشکر مجھ سے جدا ہو جائے گا۔ اور اگر میں فدک کو واپس کردں وارثانِ فاطمہ علیہا السلام کو اور دے دوں وہ جاگیریں جو رسول اللہ نے کچھ لوگوں کو دی تھیں اور وہ ان کو نہیں دی گئیں اور نہ وہ احکام نافذ کئے گئے۔ اور علم کے جو فیصلے کئے گئے ہیں ان کو رد کردوں اور کچھ عورتوں کو جو لوگوں کے پاس ناجائز طور پر ہیں ان کو نکال کر ان کے شوہروں کے حوالے کردوں اور لوگوں کو حکم قرآنی پر عمل کرنے کے لئے آمادہ کردں اور وظائف کے لئے رجسٹروں کو مٹا دوں اور سب کو برابر برابر دیا کروں جس طرح رسول اللہ برابر برابر دیتے تھے اور موزوں پر مسح کرنے کو حرام کردوں تو لوگ مجھ سے جُدا ہو جائیں۔ اللہ کی قسم میں نے لوگوں کو حکم دیا کہ رمضان کے مہینے میں سوا فرض نماز کے اور کسی نماز میں جماعت نہ کیا کرو اور میں نے ان لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ نوافل کی جماعت کرنا بدعت ہے۔ تو میرے ہی

لشکر کے بعض لوگوں نے جو میرے ساتھ ہو کر لڑتے ہیں آپس میں شور کیا کہ اے اہلِ اسلام دیکھو عمرؓ کی سنت بدلی جاتی ہے یہ شخص ہم کو رمضان کے مہینے میں نفل نمازوں کے پڑھنے سے منع کرتا ہے"

گذشتہ سطور میں امام حق کی تعریف میں جو حوالجات قلمبند کئے گئے ہیں کیا ان میں سے کسی ایک بات میں بھی بقول روافض پورے اُترے ہیں؟ مگر ہم نہ کسی امام کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور نہ سیدنا علیؓ جیسے صاحب اعتقاد علم حامل کتاب وسنت کی ذلت کی طرف ایسے مایوسانہ بلکہ خاکم بدہن بزدلانہ کلمات منسوب کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ ایسی گستاخیاں اُنہیں محبانِ علیؓ کو مبارک ہوں۔ جن کی ذہنی ورزشوں نے ایسے معیار گھڑنے میں اپنی چابکدستی کے مظاہرے کئے ہیں۔ فما اجرھم علی النار

حرفِ آخر:-

سیدنا علیؓ فرماتے ہیں:- جلدی ہلاک ہوں گے میرے لئے دو گروہ ایک میرے ساتھ حد سے زیادہ دوستی رکھنے والا۔ کہ اس کو وہ دوستی ناحق کی طرف لے جائے۔ اور دوسرا میرے ساتھ دشمنی رکھنے والا کہ وہ دشمنی اس کو ناحق کی طرف لے جائے اور لوگوں میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو دونوں طریقوں کے درمیان ہو (نہج البلاغۃ)

مطلب صاف ہے:- سیدنا علیؓ کی حد سے زیادہ محبت کے مدعی روافض ہیں اور آپ سے بغض رکھنے والے خوارج ہیں۔ صرف اہل سنت والجماعت ہی صحیح معنوں میں آپ کی محبت کے حامل ہیں۔

اقول:- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیھم جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ان سے دوستی نہ رکھو بقول حضرت موسیٰ کاظمؒ

ان کے شیعہ، اللہ کے مغضوب ہیں اور مغضوب گروہ سے دوستی رکھنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

اور سیدنا علیؓ کے ارشاد کا پس منظر بھی ملاحظہ ہو۔ چنانچہ مصنف رجال کشی لکھتا ہے کہ۔

عبد اللہ بن سبا کان یھودیاً فاسلم ووالی علیاً وکان یقول وھو علی یھودیتہ فی یوشع بن نون وصی موسیٰ فقال فی علیؑ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علیؑ مثل ذالک

عبد اللہ بن سبا یہودی تھا پس وہ مسلمان ہوا اور اس نے علیؓ کو اپنا والی بنایا۔ وہ کہا کرتا تھا اور وہ مذہب یہود پر تھا یوشع بن نون موسیٰؑ کے وصی تھے پس اس نے علیؓ کے متعلق کہنا شروع کیا نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد علی علیہ السلام کے متعلق اسی قسم کے الفاظ (ص۱۰۱ سطر ۳-۸)

مگر اس نے وصائیت علیؓ پر کفایت نہ کی۔ اگر ایک مقام پر ایک مجمع یا گروہ کے سامنے سیدنا علیؓ کو وصیٔ رسول اللہ کہا تو دوسرے مقام پر الٰہ اور ربّ کہا۔

حضرت عبد اللہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابن سبا پر لعنت کرے کیونکہ اس نے حضرت علیؓ کے متعلق ربوبیت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ حضرت علیؓ ایک وفادار انسان تھے۔ یاد رہے جو ہم پر جھوٹ کہتا ہے اس کے لئے ہلاکت ہے۔ خصوصاً ایسے لوگ جو ہمارے لئے یہ گمان کرتے ہیں جس کے ہم حقدار نہیں ہیں۔ یاد رہے ایسے لوگوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں موصوف نے ان الفاظ کو دو بار فرمایا (رجال کشی ص۱۰۱)

عبد اللہ بن سبا کے متعلق مسند امام اعظم میں مرقوم ہے۔

عبد اللہ بن سبا کان یھودیاً فاسلم ایام عثمانؓ وھو الذی حمل اہل مصر علی قتل عثمانؓ واظھر المیل الی علی وکان خبیث الباطن غرض الفساد بین المسلمین (ص۱۵۵)

عبد اللہ بن سبا یہودی تھا اور سیدنا عثمانؓ کے زمانہ میں اسلام لایا اس نے مصر کے لوگوں کو سیدنا عثمانؓ کے قتل پر ابھارا اور سیدنا علیؓ سے محبت کا میلان ظاہر کیا وہ باطن میں خبیث تھا اور اس کا مقصد مسلمانوں کے درمیان فساد پیدا کرنا تھا۔

سیدنا علیؓ کے متعلق دنیائے شیعیت کے چند ادبی لطائف[۱]

۱۔ جب علیؓ نے خیبر کے دروازے کو حرکت دی تمام قلعہ کانپنے لگا۔ اور حضرت صفیہ کو بھی چوٹ آئی اور یہودی پناہ مانگنے لگے (حیات القلوب جلد دوم ص۶۵۵ طبع نولکشور، انوار نعمانیہ ص۲۰)

۲۔ حضرت عمرؓ کو زمین پر دے مارا (کتاب الاحتجاج ص۴۵ مطبوعہ ایران تحفہ شیعہ جلد دوم ص۲۶)

۳۔ حضرت امیرؓ نے کمان زمین پر پھینکی وہ اژدہا بن گئی اور عمرؓ کی طرف لپکی۔ یہ واقعہ دیکھ کر عمرؓ چلّائے (الخرائج والجرائح مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۱ھ ص۲۶)

۴۔ لوہے کا گرز گلوبند کے طور پر خالد کے گلے میں ڈالدیا (کتاب الخرائج والجرائح ص۲۸)

۵۔ علیؓ گھوڑے میں تھے کہ چار سو گز لمبا اژدہا جس کے دانت چار چار بالشت تھے منہ بیس گز کا تھا۔ ان پر حملہ آور ہوا آپ اس کے دونوں لب پکڑ کر چیر ڈالا۔ اور چار سو آدمیوں نے اٹھا کر اسے باہر پھینکا (مناقب مرتضوی سید غلام مرتضے خطیب سکھر ص۱۱۸)

۶۔ عمرؓ کے بھیجے ہوئے آدمیوں نے علیؓ کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا۔ قنفذؓ نے حضرت سیّدہ کے بازو پر کوڑا مارا جس کا نشان موت کے بعد بھی موجود تھا (نفس الرحمٰن فی فضائل سلمان بحوالہ کتاب الاحتجاج، تحفہ شیعہ جلد دوم ص۵۹-۶۰)

۷۔ عبد الرحمٰن بن عوف کی ضیافت پر تمام کھا پی کر مست ہو گئے علیؓ کو نماز کے لئے آگے کیا تو انہوں نے پڑھا۔ اے کافرو! میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور تم بھی اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں کرتا ہوں اور جس کی تم عبادت کرتے ہو میں بھی اس کی کرنے والا ہوں۔ (تفسیر ابن جریر طبری جلد ۵ ص۵۸)

۸۔ جب رسولِ خدا نے سیدہ فاطمہؓ کو علیؓ سے نامزد کیا تو سیدہؓ نے سنکر فرمایا۔ یا رسول اللہ قریش کی عورتیں مجھ سے بیان کرتی ہیں کہ علیؓ کا پیٹ بڑا ہے ہاتھ لمبے لمبے ہیں بند ہائے استخوان گندہ ہیں آگے سر کے بال نہیں۔ آنکھیں بڑی ہیں گردن پتلی ہے منہ کھلا رہتا ہے غریب اور مفلس ہے (جلاء العیون اردو جلد ۱ ص۱۸۱ قران السعدین ص۳۱ سبائی سبز باغ ص۱۰)

[۱] یہ دس لطائف "حضرت علیؓ سبائیوں کی نظر میں" تالیف جناب ابو زید محمد دین بٹ سے ملخص ہیں

٩- علیؓ کہتے ہیں میں نے عقیل کے بچوں کو سخت فقر و فاقہ میں دیکھا عقیل نے ایک صاع گیہوں مانگی مگر میں نے نہ دی (نہج البلاغۃ مترجم امامیہ لاہور) حالانکہ خود بیسیوں گاؤں کے مالک تھے۔

١٠- علیؓ تمام پیغمبروں سے افضل تھے (جلاء العیون ص۱۳۲) یہاں تک کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبروں کی مشکلیں آسان کرتے تھے (کوکب دری ص۱۴۵-۱۴۱) یعنی پیدا ہونے سے پہلے تلک عشرۃ کاملہ

ع شب آخر آمد و افسانہ از افسانہ مے خیزد

اس موضوع پر کوئی کہاں تک لکھے دنیائے شیعیت سب و شتم کا ہی نہیں بلکہ لطائف و ظرائف کا بھی ایک پلندہ ہے۔ دم میں جسے چاہیں خالق ارض و سما بنا دیں اور چاہیں تو چشم زدن میں اُسے تحت الثریٰ سے بھی نیچے پہنچا دیں۔

میں آخر میں شیعہ بھائیوں کی خدمت میں نہایت خلوص اور رقت بھرے جذبات سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں گذشتہ صفحات میں سیدنا علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے متعلق آپ کی کتب کے خرمنوں سے چند خوشے خلوص کے طشت میں سجا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ چند لمحات کے لئے اپنے اذہان میں کھٹکتے ہوئے نظریات کو نکال کر انصاف کی نظر سے اگر آپ ان سطور کا ملاحظہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ ضرور ہدایت آپ کی رہنما ہوگی۔

سلامٌ علیٰ من اتبع الھُدیٰ

فیض عالم صدیقی

فہرست مضامین

نمبر	عنوانات	صفحہ	نمبر	عنوانات	صفحہ
١	تبصرہ	٣	٢٠	اشداء علی الکفار	٤٢
٢	نذرانہ عقیدت	٧	٢١	سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح سیدنا عمرؓ سے	٤٤
٣	منظور ہے گذارش احوال واقعی	٩		سیدنا ذوالنورین عثمانؓ بن عفان	٥٣
٤	شیعہ مذہب کے ستر پہلو ہیں	١٣	٢٢	سیدنا معاویہؓ	٥٥
٥	شیعہ مذہب میں کوئی چیز قابلِ اعتبار نہیں	١٥	٢٣	اصحاب بدرؓ	٥٦
٦	آیت استخلاف	١٦	٢٤	جنگِ اُحد	٥٧
	پہلا باب		٢٥	غزوہ تبوک	٥٨
٧	صدیق اکبرؓ	٢٠	٢٦	صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شامل تمام جنتی ہیں	٦٠
٨	سیدنا صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبیؐ نے اپنا ساتھی بنایا	٢٣			
٩	صدیق اکبرؓ کا ایثار	٢٥	٢٧	غزوہ حنین	٦١
١٠	علیؓ اور شب ہجرت	٢٦	٢٨	صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ السلام کا جنازہ پڑھا	٦٢
١١	ہجرت کے تفصیلی واقعات	٢٩	٢٩	سیدنا معاویہؓ کی خلافت	٦٣
١٢	صدیق اکبرؓ اور سیدہ فاطمہؓ کا سیدنا علیؓ سے نکاح	٣٢	٣٠	شیعہ مذہب میں تضادات کیوں	٦٣
١٣	سیدنا علیؓ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیعت کی	٣٤		**دوسرا باب**	
١٤	طبری شیعہ تھا	٣٥	٣١	سیدنا علیؓ خلافت سے پہلے	٦٤
١٥	حضرات شیخین کی خلافت پر نص صریح	٣٧	٣٢	خلیفہ بننے کے بعد	〃
١٦	سیدنا ابوبکرؓ اور فدک	٣٨	٣٣	غالیوں اور مفوضوں کا مذہب	٦٦
١٧	صدیق ابوبکرؓ ہی ہیں	٤٠	٣٤	اذان میں علی ولی اللہ کہنے والے پر لعنت	٦٧
	حاکم شیعہ تھا	〃	٣٥	شیعی بدعات کا بانی بویہی خاندان تھا	٦٧
١٨	سیدنا فاروق اعظمؓ	٤١	٣٦	تبرا بازی	٦٨
١٩	سیدنا فاروق اعظمؓ نے فتح فارس کے متعلق سیدنا علیؓ سے مشورہ طلب کیا	٤٢	٣٧	جو تیرے حرم سے نکلا سو پریشان نکلا	٧٢

نمبر	عنوانات	صفحہ	نمبر	عنوانات	صفحہ
				تیسرا باب	
٣٨	دوازدہ آئمہ کفر (شیعہ مذہب کے نقطۂ نگاہ سے)	٧٥	٤٨	سیدنا علیؓ رد	١٠٦
٣٩	دوازدہ آئمہ کفر کون	٧٦	٤٩	علیؓ خود خلافتِ بلافصل کے قائل نہیں تھے	١١٠
٤٠	تبرا کی ممانعت	٧٨	٥٠	خلافتِ بلافصل کی اصطلاح	١١١
٤١	سیدہ فاطمہؓ کن لوگوں پر لعنت کرتی ہیں	٧٩	٥١	سیدنا علیؓ پر اجماع خلافت نہ ہو سکا	[illegible]
٤٢	اہلِ شام کے متعلق سیدنا علیؓ کا ارشاد	٧٩	٥٢	علیؓ اور سالک کے شیعہ	[illegible]
٤٣	ــ گو خیالے و فا نما کر جرم کو اہلِ حرم سے ہے	٨٠	٥٣	آئمہ حق کی علم اور انکی پہچان	١١٦
٤٤	سیدنا علیؓ صحابۂ کرام کے حق میں کیا فرماتے ہیں	٨٦	٥٤	سیدنا علیؓ حقِ امامت سے عہدہ برآ نہ ہوئے۔	١١٩
٤٥	اقوالِ آئمہ تفاسیر اور احادیث	٩٦			
٤٦	شیعہ مذہب کی چند احادیث	١٠١	٥٥	حرفِ آخر	١٢١
٤٧	اصحابي كالنجوم		٥٦	سیدنا علیؓ کے متعلق دنیائے شیعیت کے چند ادر لطائف	١٢٣

کتابیات

کتب مذہب شیعہ

انوار نعمانیہ
اساس الاصول
استبصار۔ الزہرا
احتجاج طبری
آثارِ حیدری
الفخری طقطقی
الامامۃ والسیاست
اصول کافی۔ احقاق الحق
احیاء الشریعہ بحوالہ شیعہ سنی اتحاد
بنت رسول۔ بحار الانوار
تفسیر حسن عسکری، تفسیر قمی
تفسیر ہانی۔ تہذیب
تذکرۃ الآئمہ

تنزیہ الحکایۃ الجبدریہ
تنویر البیان
تاریخ القرآن مؤلفہ ابن طاؤس
بحوالہ العواصم من القواصم
ترجمہ نہج البلاغۃ رئیس احمد
سیوشِ نبوت
جلاء العیون۔ عزواتِ حیدری
جامع الاسرار۔ حیات القلوب
حملہ حیدریہ۔ حد تحقیق
خلاصۃ المنہج۔ خلاصۃ المصائب
خرائج وجرائح
روضۂ کافی۔ رجال کشی
سیرۃ الآئمہ۔ سیرۃ الحلبیہ
سیف صارم، سبائی سبز باغ

شرح نہج البلاغۃ ابن ہیثم
شرح ابن ابی الحدید
شرح شرائع قمی
شافی۔ طبری
علل الشرائع۔ عمدۃ البیان
عیون الاخبار۔ فروع کافی
قواعد آل محمدؐ۔ قرآن السعدین
کوکب دری۔ معانی الاخبار
مجمع البیان۔ مسند حاکم
منہج الصادقین۔ مجمع الزوائد
مروج الذہب۔ محرم نامہ
معانی الاخبار۔ من لا یحضرہ الفقیہ
مقاتل الطالبین۔
محاضرات تاریخ امم الاسلامیہ

مقبول قرآن امامیہ۔ مجمع الزوائد
مجالس المومنین۔ مصائب و [illegible]
مکتوبات حضرت علیؓ بحوالہ [illegible]
نور ایمان۔ نہج البلاغۃ

کتب تاریخ

اسلام اور عیسائیت مسلمان بادشاہ [illegible]
البدایہ والنہایہ۔ ابن اثیر
ابن خلدون۔
تاریخ اسلام اکبر شاہ خاں
جمہرہ ابن حزم۔ عبرت نامہ اندلس
علیؓ سبائیوں کی نظر میں
مشکوٰۃ، تفسیر کبیر